[illegible] کربلا کے چمن میں کوئی قافلہ لوٹا گیا
[illegible] خاندان مصطفےٰ لوٹا گیا

مجموعۂ نوحہ جات

ضیائے کربلا

حصۂ اوّل

جناب انور علی رحمت اللہ المتخلص ضیا جام نگری

ناشر

[illegible] کراچی

ہدیہ : ایک روپیہ : ۵ پیسے

جناب ضیا جام نگری

جناب ضیا جام نگری کے نوحوں کا مجموعہ "ضیائے کربلا" پیشِ نظر ہے۔
ضیا صاحب بینائی سے محروم ہیں مگر قدرت نے ان کے دیدۂ دل کو شمعِ
ایمان کی تجلیوں سے اس طرح روشن کیا ہے کہ ہزار بینائیاں اس پر قربان۔ اردو
ان کی مادری زبان نہیں مگر چونکہ ساقیِ کوثر اور ان کی آلِ اطہار علیہم السلام کا تذکرہ
ان کی زبان پر رہتا ہے اس لیے لطافتوں اور اثر آفرینیوں کی موجیں رواں
دواں نظر آتی ہیں۔ ان کا سرمایۂ علمی دیدنی نہیں شنیدنی ہے۔ وہ مجالس و
محافل میں جو کچھ سنتے ہیں یاد رکھتے ہیں اور پھر اسی کو اشعار کے سانچے میں
ڈھال دیتے ہیں۔ وہ بینائی سے محرومی کے باوجود اکلِ حلال سے روزی کمارہے
ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ ان کے کام بھی آتے ہیں جن کے کام آنکھوں والے نہیں
آتے۔ میں اپنے یقین کی تمام گہرائیوں کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ ایسے ہی
لوگوں کے لئے خداوند عالم نے خلدِ بریں کو آراستہ کیا ہے اور ایسے ہی لوگوں کی
شفاعت کی ذمہ داری خاتونِ جنت نے لی ہے۔ دعا ہے کہ زیرِ نظر مجموعہ
ضیائے کربلا بارگاہِ اہلبیتِ اطہارؑ میں قبولیت کا درجہ حاصل کرے، اور
خداوندِ عالم ضیا جام نگری کو اپنے انعامات سے نوازے۔

تاثیر نقوی

عظیم گڑھ ۔ ۵ نومبر ۲۸ء

فہرست

اعلان

انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ضیائے کربلا حصہ دوم شائع ہوگا۔ جس میں بعدِ عاشورہ محرم سے اختتام ماہِ عزا تک کے نوحے مثلاً بعدِ شہادت حسینؑ کے نوحے، بیمارِ کربلا، زینبِ کبریٰ، بنتِ حسینؑ اور امام رضاؑ، رسولِ خداؐ امام حسن عسکریؑ اور امام حسنؑ کے حال کے نوحے شامل ہوں گے۔

(۱) روانگیِ حسینؑ

اُٹھ جاگ اے بی بی صغراؑ ہوتا ہے روانہ کنبہ
قسمت میں تری لکھا ہے کنبے سے بچھڑ کر رونا

لو غش سے تو آنکھیں کھولو اور کنبے سے رخصت ہو لو
ترسوں گی بہت ملنے کو کربل میں وہ رہ جائیگا

شبیرؑ ہے تیرا بابا صغراؑ تو بُلا لے اُس کو
کر دے گا دعا صحت سے بدلے گا مرض یہ تیرا

اکبرؑ بھیا سے مل لو جی بھر کے زیارت کر لو
دیکھو گی نہ تم پھر صغراؑ ہمشکلِ نبیؐ کا چہرہ

زینبؑ سے بھی رخصت ہو لو اور بازو بھی انکے چوموں
واپس جو پھوپی آئے گی بدلا ہوا چہرہ ہوگا

تمھارہ دنوں کا بھائی ہے چاند سی صورت پائی ہے
حلقوم کے بوسے لے لو جو تیر سے زخمی ہوگا

ننھی سی بہن سے مل لو سب تن کے بوسے لے لو
دُرّوں کی سہے گی ایذا روئے گی تا محشر دنیا

عباسؑ چچا سے لے لے پھر آنے کا وعدہ لے لے
فریاد یہ کر لے صغراؑ پھر آ گئے مقدر تیرا

کوفے کا مہمان!

۲

کوفے میں ہائے تنہا مہمان جا رہا ہے
راہوں پہ رنج و غم کا بادل سا چھا رہا ہے

خود سے جو آئے مہماں اکرام ہے ضروری
مسلمؑ سے کوفیوں کا برتاؤ کیا رہا ہے

ہوتے حسینؑ جب بھی یہ عہد پر نہ رہتے
اک ایک کوفی مسلمؑ سے رخ پھرا رہا ہے

مسلمؑ کی وہ غریبی کوئی نہیں ہے ساتھی
حیران اور تشنہ گلیوں میں جا رہا ہے

مسلمؑ سے لڑنے والے ہتھیار سے ہی لڑتے
انگارے چھت سے کوئی ان پر گرا رہا ہے

حیلے سے اک گڑھے میں مہمان کو گرایا
تلوار، برچھی، پتھر ہر اک لگا رہا ہے

پیتے جو پانی مسلمؑ شرکت نہ تھی پوری
دنیا سے آں کا مولا پیاسا ہی جا رہا ہے

اپنے الم سے بڑھ کر آمد کا شہؑ کی غم ہے
کیا رنج لے کے غازی دنیا سے جا رہا ہے

مہماں کو قتل کر کے میت تو دفن کرتے
گلیوں میں لاش اس کی ظالم پھرا رہا ہے

کوفے کے ایک در پر لٹکایا فرقِ مسلمؑ
نیزے پہ شاہؑ کا سر ملنے کو آ رہا ہے

*

اس قصۂ الم کو کیوں کر مٹائے دنیا
مرقد میں رہ کے جس کو غازی سنا رہا ہے

(۳) سفیرِ حسینؑ

آ اداسی کوفے کی گلیوں میں چھائی جاتی ہے
سفیرِ شاہ کی حرمت مٹائی جاتی ہے
امامِ وقت کو خط سینکڑوں لکھے اور اب
سفیرِ شاہ سے صورت پھرائی جاتی ہے
نماز پڑھ کے جو مسلمؑ نے دیکھا کوئی نہ تھا
یونہی امامؑ سے بیعت بنھائی جاتی ہے
نہ کوئی شہر میں پرساں ہے اب مسافر کا
نہ کوئی امن کی صورت ہی پائی جاتی ہے
حسینؑ کوفے میں گر آ گئے تو کیا ہوگا
یہ فکر جانِ حزیں میں سمائی جاتی ہے
نماز پڑھ کے مُصلےٰ لپیٹتا ہے غریب
اُدھر بساطِ ستم کی بچھائی جاتی ہے
دہن ہے زخمی نہیں پی سکا جری پانی
جھلک حسینؑ کی مسلمؑ میں پائی جاتی ہے
سلام پہونچا جو مسلمؑ کا شہؑ نے دیکھ لیا
وہ لاش بھائی کی چھت سے گرائی جاتی ہے

سن ہے پاؤں میں لاشے کو بچے کھینچے ہیں
ستم ہے گلیوں میں میت پھرائی جاتی ہے

مسلمؑ کے بچے

(۴)

کوفے والو تمھارے دلوں میں کیا کرم کی نہیں کوئی جا ہے
مصطفےٰؐ کے گھرانے پہ تم نے کیسا ظلم و ستم ڈھا دیا ہے
تم نے پہلے علیؑ سے دغا کی بے وفائی حسنؑ سے بھی کیا کی
اور سرور سے یوں پیش آئے بول اٹھا جہاں انتہا ہے
ایلچی شہِ دیں کا جب آیا ، ساتھ چھوڑا مسافر کو مارا
گلیوں میں کوفیوں اُس کا لاشہ تین دن تک پھرایا گیا ہے
بچ گئے تھے جو مسلمؑ کے بچے چاند سے پیارے پیارے دو چہرے
سال بھر قید میں رکھا تم نے ! کیا نہیں دل میں خوفِ خدا ہے
کوفیوں گر مسافر نہ سمجھو ، اور اولادِ ہاشم نہ جانو
ہیں یتیم اور مسلماں یہ سمجھو ، کیا کسی پر ستم یہ روا ہے
ماں تھی بچوں کی گردوں ستائی ، قید میں وہ بھی در در پھرائی
راہ تکتی ہے ماں قید میں اور منتظر کوفے میں اب قضا ہے
بچے زنداں سے آخر میں چھوٹے بگڑی قسمت لیے ساتھ نکلے
میہماں اب ہیں قاتل کے گھر میں ، ایک شب ہی کا وقفہ ملا ہے

شب میں بچوں نے کھائے طمانچے اور باندھے گئے ہیں ستون سے
صبح ہوتے ہی زلفوں کو تھامے قتل کرنے کو حارث چلا ہے
منتیں بچوں نے خوب کرلیں ، لبس اجازت ملی بندگی کی
ننھے بچوں نے اے رونے والو ، درس یوں بندگی کا دیا ہے
بھائی کو بھائی کے آگے مارا ، لاشہ پانی پہ قاتل نے پھینکا
دوسری لاش بھی پھینک قاتل ، منتظر بھائی وہ بھائی کا ہے

⑤ ورودِ کربلا

اے ارضِ کربلا ترا مہمان آگیا
اے دشتِ نینوا ترا سلطان آگیا
راہِ خدا میں کرکے نثار اپنا سارا گھر
انسانیت سکھانے کو انسان آگیا
ابنِ نبیؐ و جانِ علیؑ و بتولؑ ہے
اب کوفیوں نہ لکھنا کہ انجان آگیا
جب آیا حرملا تو یہ ہاتف نے دی ندا!
ظالم یہ لے کے ظلم کے پیکان آگیا
شمر آیا کربلا میں تو شہ نے کہا بہن
بن بھائی تم کو ہونے کا سامان آگیا

گھوڑے سے گر کے شہؑ نے کیا استغاثہ جب
چھوٹا بھتیجا ہونے کو قربان آگیا

قتلِ حسینؑ، دربدری ، قیدِ اہلبیتؑ
ظلمِ یزید برسرِ میزان آگیا

سیراب ہونے بھیجا تھا سیراب ہو چکا
لے لو رباب بچہ یہ بے جان آگیا

رو کر پکاری بچی کہ گھٹتا ہے میرا دم
اللہ کس بلا کا یہ زندان آگیا

⑥ پیاس

حسینؑ ابنِ علیؑ کی پیاس کا جب تذکرہ ہوگا
تو ہر مومن کا سُن کر سوزِ رنج و غم سِوا ہوگا

دھواں جیسا نظر آتا تھا سرور کو فضاؤں میں
لگا لو اس سے اندازہ جو عالم پیاس کا ہوگا

تو مہرِ فاطمہؑ میں تھی فرات اور تجھ سے بچوں کا
تڑپنا تشنگی میں کس طرح دیکھا گیا ہوگا

جواں بیٹے نے بعدِ جنگِ اوّل مانگا جب پانی
کہو اولاد والو حال قلبِ شاہ کیا ہوگا

صدائے العطش بچوں کی سُن کر بھی رہے صابر
مسلمانو! سمجھ لو کیا کلیجہ شاہ کا کیا ہوگا

ٹپک پڑتے ہیں آنسو پانی پیتا ہے اگر مومن
تصور میں کہ شہ کا تشنگی سے حال کیا ہوگا

بھڑکتی ہے زیادہ پیاس جسم و دل کے زخموں سے
ذرا سوچو تو خنجر جو عالم شاہ کا ہوگا

کیا تھا یاد ہم کو آپ نے اصغرؑ کے موقع پر
سوالِ آب مولا آپ نے کیسے کیا ہوگا

بنی ننھی بہن پانی کی خاطر پیاس میں سائل
یہ منظر کس طرح بیمار سے دیکھا گیا ہوگا

حُرِّ غازی

تھا یہ قربانی کا بدلہ حُرِّ غازی کے لیے
پا لیا رومالِ زہراؑ سرفرازی کے لیے

سہل تھا بڑھ کر جو پکڑی شہ کے گھوڑے کی لگام
ذکرِ زہراؑ تھا مگر آساں نہ غازی کے لیے

شہؑ کے پیچھے حُرؑ نے لشکر کو بھی پڑھوا دی نماز
تھا یہ اک اسمان کا تمغہ نمازی کے لیے

جب یقیں اس کا ہوا شبیرؑ سے ہو گی جدال
وقف کر دی حُر نے جاں شاہِ حجازی کے لیے

حُر نے بتلایا کہ انساں فاعلِ مختار ہے
سوئے شہ خود آیا لے کر جان بازی کے لیے

حُر لڑے، زخمی ہوئے، شہؑ کو پکارا آ گئے
سر لیا زانو پہ اُس کی سرفرازی کے لیے

گود میں سر لے! غلاموں کو کرے جو سرفراز
نیزہ خولی ہو اُسی کی سرفرازی کے لیے

دامنِ شبیرؑ ہاتھوں میں جو اُس کے آ گیا
مِل گیا رومالِ زہراؑ کارسازی کے لیے

⑧ زینبؑ کے لاڈلے

مادرِ عونؑ و محمدؑ کا ہے وہ عزمِ جلی
شام میں شمعِ عزائے سیدِ والا جلی

میرے عونؑ و محمدؑ کا علیؑ کی لاڈلی
کیا جیالے شیروں کو تو کربلا لے کر چلی

اکبرؑ و عونؑ و محمدؑ، قاسمؑ و عباسؑ کو
دسویں شب کو پاس سے دکھا گئے ابن علیؑ

پہلے تم دونوں مرے بھائی پہ ہو جانا فدا
بیٹوں کو رو رو کے سمجھاتی تھی یوں بنتِ علیؑ
حیدرؑ و جعفرؑ کی آتی تھی صدائے مرحبا
تیغ فرزندانِ عبداللہ کی جسم کرچلی
یا خدا بھائی پہ ہوں قربان میرے دونوں لال
یہ شبِ عاشور زینبؑ کی دعا پھولی پھلی
میتیں عونؑ و محمدؑ کی جب آئیں بولیں ماں
سرخرو تم دونوں سے ہے حشر تک ماں دل جلی
میتیں تھرا اٹھیں عونؑ و محمدؑ کی ضیا
سر سے زینبؑ کے کسی ظالم نے چادر چھین لی

(۹) نائبِ مجتبیٰؑ

قاسمؑ کو مجتبیٰؑ کی نیابت پہ ناز ہے
شبیرؑ کو بھتیجے کی نصرت پہ ناز ہے
تیرہ برس کے سن میں وہ تھا چودھویں کا چاند
ابنِ حسنؑ کو حسن کی شہرت پہ ناز ہے
شیریں تر اپنی موت کو کہتا تھا شہد سے
قاسمؑ کو اپنے جد کی وراثت پہ ناز ہے
بیٹوں کے فدیہ ہونے کا سامان کر گئے
شبیرؑ کو حسنؑ کی محبت پہ ناز ہے
اصغرؑ شہید ہوں گے یہ سنکر تڑپ اٹھے
شبیرؑ کو بھتیجے کی غیرت پہ ناز ہے
ہمت بڑھائی لال کی قربان ہونے میں
قاسمؑ کی ماں کو دین کی نصرت پہ ناز ہے

چادر میں جس کو لائے تھے رنج سے شہؑ ہدا
ماں کو اُس اپنے بیٹے کی میّت پہ ناز ہے
ازرق کے چار بیٹوں کو فی النار کر دیا
قاسمؑ کو اپنے گھر کی شجاعت پہ ناز ہے
زینبؑ سے نور مل گیا روشن ہوا کلام
ہم کو ضیاؔ اِس اُن کی عنایت پہ ناز ہے

(۱۰) قوّتِ بازوئے سرورؑ

حاضری عباسؑ کی کرتے ہیں مل کر مومنیں
چاند ہے اُمّ البنینؑ کا جانثارِ شاہِ دیںؑ
قوّتِ بازوئے سروؑر کے کٹے بازو کہیں
بازوئے زینبؑ میں اب رسّی بندھے گی بالیقیں
مرگیا عباسؑ سا ماہِ بنی ہاشم جواں
تھام کر اپنی کمر بیٹھیں نہ کیونکر شاہِ دیں
مرتضیٰؑ کو بھیجنا تھا اپنا نائب کربلا
بیاہ کر لائی گئی تھیں اِس لیے اُمّ البنیں
بولی بچّوں سے سکینہؑ اب نہیں پانی کی راہ
ہاں عَلَم آیا، علمبردار تو آیا نہیں
زینبؑ و کلثومؑ کی ڈھارس تھی بس عباسؑ سے
فاطمہؑ کی بیٹیوں کا ہائے اب کوئی نہیں

یا الٰہیٰ ہاتھ بچ جائیں علمبردارؑ کے

دھیان مشکیزے کا ہے اور جنگ کی پروا نہیں

عصرِ عاشورہ عطش سے یوں مرے ذُو خرد سال

ہچکیاں یادِ علمبردار ہیں آتی رہیں

جانے والو کیوں گئیں کلثومؑ دریا کی طرف

لاشۂ عباسؑ سے ہوتی ہیں رخصت دل حزیں

کم سنی مقتل، اندھیرا آؤ جلد عباسؑ آؤ

اک یتیمیٰ جسم بے سرباپ کا باقی نہیں

(۱۱) تصویرِ پیغمبرؐ

بچھڑنا نوجواں کا پوچھے کوئی دل شکستہ سے

علی اکبرؑ کا مرنا پوچھ لینا اُمِ لیلیٰ سے

پسر کو دیکھ کر چلتے پدر خوش ہوتا ہے ہر دم

علی اکبرؑ کا چلنا پوچھ لینا میرے مولاؑ سے

علی اکبرؑ کو رخصت کر کے مولاؑ بیٹھے جاتے ہیں

یہ ہے تصویرِ پیغمبرؐ یہ کہہ دینا ہے دنیا سے

مرے مولاؑ! نہ مانیں گے یہ اعدا خون کے پیاسے

چلے جائیں گے اکبرؑ کھا کے پھل برچھی کا دنیا سے

فراقِ یوسفی میں رونے والے دیکھتے جا نا
رگڑ کر ایڑیاں اکبرؑ جُدا ہوتا ہے بابا سے
مصیبت سوچ کر شہ کی کہیں مرجائے گی لیلیٰ
پدر کی گود میں اکبرؑ موے کہنا نہ لیلیٰؑ سے
قرار آتا نہیں صغراؑ کے دل کو کیوں مدینے میں
پدر، بھائی، چچا سب چل بسے کیا آج دنیا سے
تجھے لانے کا ارماں رہ گیا صغراؑ مرے دل میں
صدا آتی تھی اکبرؑ کی یہی رہ رہ کے صحرا سے
ہمارے اشک بن جائیں گے مرہم شہ کے زخموں کے
سوا دُو زخم کے جو پوچھ لینا میرے مولاؑ سے

(۱۲) جوان بیٹا!

جوان بیٹا الٰہی تڑپے کبھی نہ اپنے پدر کے آگے
نہ ٹوٹے ارمانِ دل کی کلی ہو کسی کی یارب نظر کے آگے
کسی پسر کے بھی وقتِ رخصت نہ ایسا منظر نظر سے گزرا
حسینؑ جاتے تھے پیچھے پیچھے چلا تھا بیٹا پدر کے آگے
مدینے میں منتظر تھی صغراؑ کہ لینے آئیں گے مجھ کو اکبرؑ
مگر جو عاشور کا دن آیا ملک کے رُوئی اثر کے آگے

امیدیں ہوتی ہیں ماں کے دل میں امیدیں لیلیٰ کے دل میں بھی تھیں
میں لاؤں گی چاند سی دلہن جو سجے گی میرے قمر کے آگے
جوان بیٹے کی لاش اٹھانا نہیں تھا آساں اسی لیے تو
بہن بھی پہونچی مدد کو جب شہ کھڑے تھے لختِ جگر کے آگے
جوان اکبرؑ کی لاش لے کر چلے جو خیمے کی سمت سرورؑ
جوانی سر پیٹتی چلی تھی حسینی نورِ نظر کے آگے
پسر پہ رونے کے جرم پر ماں کی پشت پر وہ چبھو نا نیزہ
غریب لیلیٰ کا ناقہ رکھا گیا تھا اکبرؑ کے سر کے آگے

١٣ کڑیل جوان

کربلا جیسی عالم کی تاریخ میں دکھ بھری داستاں کوئی ہے ہی نہیں
دین پر جو مٹے اُن شہیدوں میں بھی مثلِ اکبرؑ جواں کوئی ہے ہی نہیں
ماہِ رمضاں میں دادا نے دی تھی اذاں صبحِ عاشور پوتے نے بھی دی اذاں
گونجی کوفے میں وہ گونجی کربلا میں یہ دونوں جیسی اذاں کوئی ہے ہی نہیں
چاند لیلیٰ کا جب وقت رن کو چلا حکمِ سرورؑ سے مُڑ مُڑ کے دیکھا کیا
قلبِ سرورؑ سے آتی تھی اس دم صدا مثلِ اکبرؑ جواں کوئی ہے ہی نہیں
مانگا اکبرؑ نے پانی تو شبیرؑ نے لے لی سوکھی زباں منہ میں فرزند کی
اُس نے واپس زباں کھینچی کہتے ہوئے ایسی سوکھی زباں کوئی ہے ہی نہیں

اُن کو ہم شکلِ احمدؐ تھے سب مانتے پھر بھی برسائیں تیغیں یہ کہتے ہوئے
دیکھو سارے گھرانے میں شبیرؑ کے ایسا کڑیل جواں کوئی ہے ہی نہیں
پہنچے شبیرؑ فرزند کی لاش پر کھینچی سینے سے برچھی تو نکلا جگر
مر گیا ایڑیوں کو رگڑ کے پسر ایسا سخت امتحاں کوئی ہے ہی نہیں
آئی خیمے میں لاشِ شبیہِ نبیؐ دل پہ لیلیٰ کے آفت کی برچھی لگی
پھر بھی سجدے میں اللہ کے جھک گئی، ایک لیلیٰ سی ماں کوئی ہے ہی نہیں

(۱۴) ششماہہ

ششماہے کی گردن پر ناوک کا لگانا
کیوں خون کے اشکوں سے روئے نہ زمانہ
اصغرؑ کا وہ یثرب میں صغراؑ سے لپٹنا
یہ آخری رخصت ہے بچّے کا بتانا
نصرت کے لیے شہؑ نے جس وقت صدا دی
اصغرؑ کا وہیں خود کو جھولے سے گرانا
وہ حشر کی گرمی اور وہ بھول سا بچہ
کمہلائے نہ اس ڈر سے دامن میں چھپانا
مُرجھایا ہوا چہرہ، ڈھلتی ہوئی گردن
کیا شاہ کی حجت کو بھولے گا زمانہ!

کوئی بھی نہیں سنتا اب کیا کریں سرورؑ
وہ آگ سی ریتی پر بچے کا لِٹانا

اِتمام وہ حجت کا اصغرؑ نے کیا ہے
ننھی سی زباں سوکھی اعدا کو دکھانا

فوجوں میں مچی ہلچل گھبرا گئے افسر
منہ پھیر کے رو دینا چہروں کا چھپانا

تاریخ بتا دے تُو ایسا ہے کوئی ظالم
اک تیرِ سہ شعبہ اور بچے پہ چلانا

اصغرؑ سے بھی بڑھ کر ماں شبیرؑ کو روئی
دنیا کو رُلاتا ہے اصغرؑ کا فسانہ

۱۵ رخصتِ حسین علیہ السلام

.. د آتی ہے ہمیں رخصت شہِ دلگیر کی
خوں رُلاتی ہے جہاں کو بیکسی شبیرؑ کی

بی بیوں سے شہؑ کا کہنا آخری تم پر سلام
کوئی کیا لکھے گا حالت خیمۂ شبیرؑ کی

شہ نے زینبؑ سے کہا بچوں سے رہنا ہوشیار
اور حفاظت کرنا خواہر عابدِؑ دلگیر کی

بچّے گر مر جائیں پھر بھی بددعا کرنا نہ تم
یہ وصیت بی بیوں سے تھی شہِ دلگیر کی

شہؑ نے اَسرارِ امامت کر کے عابدؑ کو سپرد
پھر خبر دی بی بیوں کو قید کی زنجیر کی

بولے شہؑ کہنا مرے شیعوں سے پہنچا کر سلام
کاش تم بھی دیکھتے حالت مرے بے شیر کی

شاہؑ نے پہنا لباسِ کہنہ کر کے تار تار
ہو نہ عریاں لاش یہ تھی آرزو شبیرؑ کی

بچی گھوڑے کے قدم سے لپٹی شہ رونے لگے
سینے پر کچھ دیر سوئی لاڈلی شبیرؑ کی

حُبِّ اہلبیتؑ سے ہے قلب نورانی ضیا
انبیاءؑ ہی جانتے ہیں قدر اِس تنویر کی

(۱۶) یہ کون بلک کر روتا ہے؟

لرزاں ہے پیمبرؐ کی تربت اور روضۂ انور روتا ہے
سرورؑ سے مدینہ چھٹتا ہے، صغراؑ کا مقدر روتا ہے

مہتاب بنی ہاشم کا ادھر، اونٹوں کو بٹھا کر روتا ہے
یاں فاطمہ صغراؑ سے مل کر سرورؑ کا بھرا گھر روتا ہے

عمرے سے بدل کر حج سرورؑ اب جاتے ہیں سوئے کرب و بلا
گریاں ہے صفا، مروہ، زمزم اور کعبۂ اطہر روتا ہے
منزل وہ کڑی وہ دھوپ کڑی، وہ اہلِ حرم اور وہ بچے
جس راہ کو شہؑ کربل میں چلے، وہ راہ برابر روتا ہے
گھوڑا جو رُکا ہاتف نے کہا یہ آئی زمینِ کرب و بلا
شہؑ اُترے تو دیکھا روحِ امیں واں کھولے ہوئے پر روتا ہے
وہ آندھی چلی وہ خاک اُڑی وہ سر پہ سکینہؑ کے چھائی
زینبؑ نے کہا اے ماں جائے یہ کون بلک کر روتا ہے
عباسؑ نے حکمِ سرورؑ سے خیمے تو اٹھائے دریا سے
خاموش جھکائے سر اپنا لیکن وہ دلاور روتا ہے
لو دھوپ میں سرورؑ کے خیمے ریتی پہ دوبارہ نصب ہوئے
حیدرؑ کے اشارے پلٹا تھا وہ نہرِ انور روتا ہے
مہمان بلا کر سرورؑ پر لے کوفیوں پانی بند کیا
دریائے فرات اب ساحل پر سر اپنا پٹک کر روتا ہے
عاشور کی شب جب حُرؑ نے سُنا وہ پیاسے بچوں کا رونا
افسوس سے ہاتھوں کو مَل کر اب حُرِّ دلاور روتا ہے
ہم شکل پیمبرؐ کی وہ اذاں جب گونجی صبحِ عاشورہ
سیدانیاں خیموں کے اندر اور باہر لشکر روتا ہے

جس شیر نے دی سرورؑ کو صدا بس پہنچے سرہانے شاہِ ہدیٰ
اور زانو پہ رکھ کر سر اُس کا فرزندِ حیدرؑ روتا ہے
اولادِ عقیل و جعفر سب قربان ہوئے لیکن ہائے غضب
پامال ہوا قاسمؑ سا حسیں شبیرؑ کا برادر روتا ہے
عباسؑ کے بازو کٹنے پر یاد آ گئے زینبؑ کے بازو
اُف بازوئے زینبؑ اور رسن فرزند پیمبرؐ روتا ہے
اسلام پہ قرباں ہونے کی اصغرؑ کو تمنا صبح سے تھی
سنتے ہی صدا شہ کی فوراً بے شیر بلک کر روتا ہے
شہؑ آخری رخصت کو آئے خیمے میں ہوا اک حشر بپا
گریاں ہے بس خیمہ زہراؑ اور رب کا پیمبرؐ روتا ہے
عابدؑ سے کہا جب سرورؑ نے اصحاب و اعزّہ مارے گئے
گھر بھر کی تباہی کا سُن کر بیمارؑ تڑپ کر روتا ہے
گھوڑے کے سُموں سے جب بچی لپٹی تو وہ آگے بڑھ نہ سکا
شبیرؑ نے پوچھا تو رہوار سر اپنا جھکا کر روتا ہے
ہے تیر و سنان و خنجر سے مجروح رسولوں کا وارث
شبیرؑ کی زخمی حالت پر ہر ایک پیمبرؐ روتا ہے

---

(۱۷) دھوپ میں!

چھوڑ کر حج جا رہے تھے شاہ بطحا دھوپ میں
پیچھے پیچھے جا رہی تھی ہائے زہراؑ دھوپ میں

وہ قیامت کی تپش اور ہائے وہ بادِ سموم
جا رہا تھا بے کسی میں شہ کا کنبہ دھوپ میں

کیوں لبِ دریا سے خیموں کو ہٹا لیتے ہیں آپ
پھول سا بچہ نہ کمہلا جائے گا ننھا دھوپ میں

ساتویں سے ظالموں نے بند پانی کر دیا
العطش کا شور برپا ہو گیا تھا دھوپ میں

ہاتھ میں ساغر لیے وہ پیاسے بچوں کا ہجوم
لاتا ہے پانی سکینہؑ کا وہ سقا دھوپ میں

شدتِ گرما میں صغراؑ کے نہیں دل کو قرار
رہ سکے گا کیسے میرا بھائی ننھا دھوپ میں

کھودتے ہیں قبر سرورؑ کانپتے ہیں انبیاؑ
گرم ریتی پر پڑا ہے ننھا لاشہ دھوپ میں

شہؑ کے غم میں رو کے زہراؑ سے دعا لے لے اے دل
حشر میں کام آئے گا اشکوں کا دریا دھوپ میں

(۱۸) اے بادشاہِ کربلا

اے بادشاہِ کربلا ، اے بادشاہِ کربلا
کیسا ستم تم نے سہا، اے بادشاہِ کربلا

ماں، بھائی ، نانا کی لحد چھوٹی ہے تم سے ہے غضب
گریاں مدینہ رہ گیا ، اے بادشاہِ کربلا

مخصوص الفت رکھتی ہے ہر ایک بیٹی باپ سے
صغراؑ ہوئی تم سے جُدا، اے بادشاہِ کربلا

تھے لاشِ اکبرؑ کے قریں صغراؑ کا خط پہنچا تھا جب
بیٹی کا خط کیسے پڑھا، اے بادشاہِ کربلا

تیروں کی بارش میں نمازِ ظہر کی تم نے ادا
یہ بندگی کا درس تھا، اے بادشاہِ کربلا

قاسمؑ کی سنتے ہی صدا جب تم بڑھے لشکر ہٹا
وہ گلبدن روندا گیا، اے بادشاہِ کربلا

عباسؑ کے شانے کٹے پیاسی سکینہؑ رہ گئی
مشکیزہ لائے تم چھدا، اے بادشاہِ کربلا

ہمشکلِ احمدؐ سا پسر جب کھا کے برچھی مر گیا
کس طرح لاشہ اُٹھ سکا، ا بادشاہِ کربلا

صغرٰیؑ کی خاطر تم نے پانی مانگا جب شاہِ غیور
مرثوچ تشنہ ہوا، اے بادشاہِ کربلا
وہ ننھی دخترِ آپ کی کس طرح خیمے میں گئی
جس دم اُسے رخصت کیا، اے بادشاہِ کربلا
ہم بھول سکتے ہی نہیں، مانگا تھا پانی آپ نے
جب زیرِ خنجر تھا گلا، اے بادشاہِ کربلا
تھے شام کے بازار میں، بے پردہ سب اہلِ حرم
نیزے پہ سر تھا آپ کا، اے بادشاہِ کربلا

(۱۹) اے موت کچھ ٹھہر جا

نسانیت کی دنیا کچھ اشک تو بہا لے
سرورؑ کے غم میں رو کر معصومہ کی دعا لے
زہراؑ کا ہے گھرانا اے بے وفا زمانے
ہو گی نہ بد دعا ہاں جی بھر کے تو ستا لے
یذائے فاطمہؑ پر کیوں تل گئی ہے اُمت
زہراؑ جئے گی کب تک کچھ اور بھی رُلا لے
عہدِ علیؑ میں اتنی کیوں خانہ جنگیاں ہیں
حیدرؑ سے دشمنی کا اس سے پتہ چلا لے

شبّرؑ کی ہے وصیت، شبیرؑ صبر کرنا
میّت کو ناوکوں سے کس طرح شہؑ بچائے
تقدیر تیری سونی آئے گا اب نہ کوئی
صغراؑ گیا ہے کنبہ فرقت کا غم اُٹھائے
مشکیزہ دے کے تو نے بھیجا کہاں سکینہؑ
غازی چلا ہے مرنے واپس اسے بُلا لے
اٹھارواں برس ہے لے موت کچھ ٹھہر جا
لیلیٰ جواں پسر کی شادی ذرا رچا لے
اصغرؑ کو لے چلے ہو پانی پلانے مولا
کہہ دو ربابؑ سے یہ بچّے کی وہ بلا لے
لشکر کا دل ہلا دے سوکھی زباں سے اصغرؑ
پانی نہ کوئی دے گا ہاں فوج کو رُلا لے
زخمی بدن ہے شہؑ کا زخمی جگر ہے شہؑ کا
کر ذبح، پہلے ظالم پانی ذرا پلا لے
زہراؑ کی لاڈلی کی چادر چھنی جو سر سے
آواز آئی، بیٹی بالوں سے مُنہ چھپا لے
بچّی کا حلقِ نازک رسّی سے چھل رہا ہے
کوئی نہیں مسلماں بچّی کو جو بچا لے

(۲۰) قافلہ لُوٹا گیا!

کربلا کے بن میں کوئی قافلہ لُوٹا گیا
اے عزیزو! خاندانِ مصطفےٰؐ لُوٹا گیا

ہوتی ہے ماں کو تمنا نوجواں دولہا بنے
اُمِّ لیلیٰؑ کا یہ ارماں بے خطا لُوٹا گیا

فاطمہؑ کی بیٹیوں کا آسرا عباسؑ تھے
زینبؑ و کلثومؑ کا وہ آسرا لُوٹا گیا

حُلّے جنت کے خدا نے بھیجے جس کے واسطے
پیرہن تک اُس شہِ مظلوم کا لُوٹا گیا

عصرِ عاشورہ کو دو بچے عطش سے مر گئے
نہر پر پیاسوں کے دل کا مدعا لُوٹا گیا

گیارھویں شب روشنی دیکھی تو زینبؑ نے کہا
ظالمو! لُوٹو گے اب کیا گھر بھرا لُوٹا گیا

بولی صغراؑ بی بیوں کی گودیوں کو دیکھ کر
بی بیو! ننھا سا وہ غنچہ بھی کیا لوٹا گیا

شام کے زنداں میں آخر مر گئی بنتِ حسینؑ
ماں، پھوپی، بہنوں کے دل کا آسرا لُوٹا گیا

خدا لُوٹا نہ جائے کوئی کنبہ اس طرح
جس طرح زہراؑ کا کنبہ جا بجا لُوٹا گیا

(۲۱) دوبارہ

اُبلتا ہے اشکوں کا دریا دوبارہ
جو رخصت ہوئی ہائے صغراؑ دوبارہ

مدینے میں راحت نہ مکّے میں راحت
وہ دلدوزِ شہؑ کا نکلنا دوبارہ

لگائے تھے خیمے کنارے پہ شہؑ نے
وہ ریتی پہ خیمے لگانا دوبارہ

گرے مُنہ کے بَل جیسے عباسؑ رن میں
یوہیں گرتے سرور کو دیکھا دوبارہ

کہا شہ نے قاسمؑ یہ آفت ہے بھاری
مرے لال مجھ کو پکارا دوبارہ

نہ رو ؤ ربابؑ اپنے اصغرؑ کو اتنا
کہ ہے ایک بچّی کو رونا دوبارہ

گیا شام روتا ہوا شہ کا کنبہ
سوئے کربلا روتا آیا دوبارہ

سرِ قبرِ شہؑ روتا جابرؓ کو پایا
جو بیمارِ مقتل میں آیا دوبارہ

(۲۲) غریب جاتا ہے

یہ زخمی کون لہو میں نہایا جاتا ہے
خدا کے شکر کا کلمہ لبوں پہ لاتا ہے

جو دیکھا ماہِ محرّم کا چاند سرورؑ نے
تو سمجھے شمر کا خنجر چمک دکھاتا ہے

کمال رنج سے جاتے ہیں شہؑ مدینے سے
خیالِ فرقتِ صغراؑ بہت ستاتا ہے

جو حج کو چھوڑ کے جاتا ہے لال حیدرؑ کا
تو غم سے مولدِ حیدرؑ بھی کانپ جاتا ہے

ہے دھوپ تیز، ہوا گرم، ساتھ بچّوں کا
سکون سے سوئے منزل غریب جاتا ہے

حسنؑ کی بیوہ یہ کہتی تھی لاشِ قاسمؑ پر
کہ بیٹا ماں کو یونہی سرخرو بناتا ہے

یقیں ہوا نہ جدا ہوں گا شہؑ سے اب میں کبھی
تو بچّہ تیرِ ستم کھا کے مسکراتا ہے

کٹے جو ہاتھ تو دانتوں سے مشک کو پکڑا
علیؑ کا شیر عجب جراٴتیں دکھاتا ہے

جو نکلے خیمے سے اکبرؑ تو اس طرح نکلے
جنازہ جیسے بھرے گھر سے کوئی جاتا ہے

(۲۳) عباسؑ پانی پانی

دل تھام کر کے مومن سُن درد کی کہانی
دل کا لہو بہے گا آنکھوں سے بن کے پانی

جو اپنے نوجواں کو روئے یہ اس سے کہہ دو
برچھی کی نوک پر ہے اکبرؑ کی نوجوانی

اولاد والو سُن لو اصغرؑ کو تیر مارا
سُوکھی زباں دکھا کر مانگا تھا صرف پانی

کوڑے کبھی لگانا یا آگ لے کے جانا
آلِ نبیؐ کی خاطر یہ ریت ہے پرانی

پامال ہو چکا ہے یوں چاند مجتبیٰؑ کا
شہؑ کے لیے ہے مشکل قاسمؑ کی لاش اٹھانی

کہرام ہے حرم میں بچےؑ پکارتے ہیں
عباسؑ پانی پانی ، عباسؑ پانی پانی

شہؑ نے اٹھائی میت اکبرؑ سے نوجواں کی
عابدؑ کے حصے میں تھی خواہر کی لاش اُٹھانی

لکھتے رہیں گے شاعر شبیرؑی غم کے نوحے
سنتے [illegible]

سوگوارانِ حسینؑ مظلوم سے معروضہ

کربلا کے مظلوموں پر آنسو بہانے والو! اللہ یقیناً تمھاری
جملہ بلاؤں کو دُور فرمائے گا اور تمھاری ہر جائز امید بر لائے گا۔
محزونانِ حسینؑ مظلوم کی مادرِ مظلومہ خاتونِ جنّت جناب فاطمہ زہرا
سلام اللہ علیہا آپ کے لیے دست بہ دعا ہیں۔ حسینؑ مظلوم نے
پنی بے مثال قربانی سے ایک طرف پیروانِ مذاہبِ عالم پر حجّت
م کی کہ میرے جد حضرت محمد مصطفےٰؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا
ین حق ہے تو دوسری طرف ہم حسینیوں کو بھی کربلا کی عظیم درسگاہ
طرف متوجہ کیا۔ ہم امامِ مظلومؑ پر روتے ہیں۔ رونے سے دل
م ہوتا ہے اور دل کی نرم زمین درس کے بیج کو آسانی سے قبول
سکتی ہے۔ البتہ ہمیں اپنے آپ کو فریبِ شیطانی سے دور رکھنا لازم
ذیل میں میں صرف دُو درس پیش کرتا ہوں۔

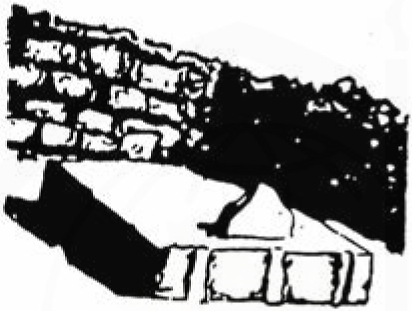
ں لیے بھی ہر حسینی کو ضروری ہے نماز ؏ یاد تازہ کرتی ہے یہ عصر کے ہنگام کی

قسمت نے اشارہ زیرِ خنجر بھی یہ زینبؑ کو ؏ بڑی ہے اہمیت پردے کی زہراؑ کے گھرانے میں

احقر ضیا جام نگری

۲۵ ذلقعدہ ۱۹۷۸ء

فاطمۃ بضعۃ منی حدیث رسول



فاطمہؑ زہراؑ کا روضہ آج بھی ویران ہے
آتشِ غم سے ہر اک مومن کا دل بریان ہے

کس طرح دوزخ سے پیغمبر چھڑائیں گے تجھے
کیوں نہیں کوشاں ہے تو کیسا ترا ایمان ہے

توپ کے گولوں سے اب کیوں کر دیا ویران مزار
ظلم ڈھانے کا ابھی باقی کوئی ارمان ہے

سیدِ سجاد ہیں اور ظلم کی زنجیر ہے
ناتواں بیمار کی اللہ رے تقدیر ہے

مجموعۂ نوحہ جات

ضیائے کربلا

حصہ دوم

جناب انور رضا کی رحمت اللہ متخلص ضیا جام نگری

ناشر
[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ

ساری حمد ربّ العالمین اللہ کے لیے اور دُرود و سلام اللہ کا فیض عالمین تک ہمیشہ پہنچانے والے رحمۃ اللعالمین صلعم اور آپ کی آلِؑ پاک پر ۔

آج سے تقریباً بیسؔ سال قبل میرا کہا ہوا نوحہ " فاطمہؑ کی لاڈلی " ممتاز عالمِ دین مولانا محمد مصطفیٰ صاحب قبلہ جوہرؔ کے سامنے پڑھا گیا اور انھوں نے بخوشی اصلاح دینے کی پیش کش کی ، اور اس وقت سے لے کر آج تک وہی اصلاح عطا فرماتے رہے ۔ جس کیلئے میں ان کا مرہونِ منت ہوں اور دست بہ دعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ بتصدقِ معصومین علیہم السلام ان کے دینی فیض کو تندرستی کے ساتھ جاری رکھے ، آمین ! ۔ البتہ ایک نوحہ " زینبؑ کے لاڈلے " قلتِ وقت کے سبب مدّاحِ اہلبیتؑ حضرت ثمرؔ ہوشنگ آبادی سے اصلاح کرایا گیا جس کے لیے اور اس مجموعہ کے تعارف کے لیے میں ان کا شکر گزار ہوں ۔ اسی طرح کارِ طباعت میں خصوصی معاونت کے لیے نیز " ضیائے کربلا " حصہ اوّل میں تعارف کے لیے میں حضرت تاثیرؔ نقوی ایڈیٹر ہفت روزہ عظیم کا ممنون ہوں ۔

علاوہ ازیں آج سے چودہ پندرہ سال قبل میرے تین مختصر مجموعۂ نوحہ جات و سلام " گلشنِ عقیدت " " شمعِ مودت " اور " اشکِ غم " شائع ہوئے تھے جن پر تبصرہ لکھنے کے لیے ذاکرِ حسینؑ ، مدّاحِ اہلبیتؑ مولانا سیّد توقیر حسین صاحب ہدیؔ کا بھی شکر گزار ہوں ۔

آخر میں میرے نوحہ جات و سلام کو اپنے رسالوں میں شائع فرمانے کے لیے پندرہ روزہ ارشاد ، ہفت روزہ عظیم ، ماہنامہ المعرفت ، ماہنامہ معارفِ اسلام ، پندرہ روزہ المنتظر ، اور ماہ نامہ المجتبیٰ کے ایڈیٹر صاحبان کا بھی شکر گزار ہوں ۔ اللہ میرے ان محسنین کو جزائے خیر عطا فرمائے ۔ آمین

احقر ضیاؔ جام نگری

۱۵ ارمحرم ۱۳۹۹ھ

دیباچہ

تاثراتِ حمادِ آلِ محمدؐ حضرت قمر ہوشنگ آبادی

جناب ضیا جام نگری کراچی کے کربلائی ادب کی جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ میں انھیں شاعر کہوں یا ذاکر، وہ دونوں صفات کے حامل ہیں۔ قصیدہ خوانی کی محفل میں شاعر کی حیثیت میں شعر کہتے نظر آئیں گے اور نوحہ خوانی کی محفل میں نوحہ گر کی صورت نظر آئیں گے۔ اور مجلسِ حسینؑ میں منبر پہ ذکرِ حسینؑ کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اپنے ذاتی کاموں میں کتنا وقت صرف کرتے ہیں۔ میں نے تو جب بھی انھیں دیکھا ذکرِ حسینؑ میں مشغول پایا۔ تجارت بھی مذہبی قسم کی ہے مسجد کے سامنے چھوٹی سی مذہبی کتابوں کی دکان اور اس پہ ضیا صاحب تشریف فرما ہیں۔ احباب میں کوئی بھی ایسا نہیں جو کتبِ حسینؑ سے تعلق نہ رکھتا ہو۔

برادرِ گرامی جناب تاثیر نقوی نے ان کے مجموعۂ کلام ضیائے کربلا کے پہلے ایڈیشن پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ "اردو ضیا کی مادری زبان نہیں مگر کیونکہ ساقیِ کوثر اور ان کی آلِ اطہار علیہم السلام کا تذکرہ ان کی زبان پر رہتا ہے اس لیے لطافتوں اور اثر آفرینیوں کی موجیں واں نظر آتی ہیں، ان کا سرمایۂ علمی دیدنی نہیں شنیدنی ہے۔" میں حضرت تاثیر کی اس رائے سے اتفاق کرتے ہوئے صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ جس کے دل میں اُجالا ہو اس کا دماغ روشن ہو جاتا ہے اور جس کا دماغ روشن ہو اس کو آنکھوں کی روشنی کی ضرورت نہیں۔ مجھے ضیا صاحب کا یہ پیغام ملا کہ میں اس نئے کتابچے کے لیے ان کے اشعار پر کچھ تبصرہ کروں۔ ظاہر ہے کہ خدمتِ معصومینؑ میں جو بھی اشعار کہے گئے ہوں ان پر تبصرہ ہی ہو سکتا ہے تنقید نہیں کی جا سکتی۔ مجھے ضیا صاحب کے طرزِ کلام کا اچھی طرح علم ہے، میں جانتا ہوں کہ وہ کن کن مقامات پر کس طرح مفہوم بیان کرتے ہیں

چھوڑ کر حج کو چلے شبیرؑ سوئے کربلا ۔۔۔ العطش کی وادیوں میں آلِ پیغمبرؐ گئی

؎ بھائی کو خنجر تلے دیکھا بشکل اک نظر — پھر نہ جانے خیمے کو دیکھا بہن کیونکر گئی

آپ ان دونوں اشعار کو پڑھ کر خود ہی اندازہ کریں کہ کربلا کے پہلے اور آخری باب کو کس خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ اسکے بعد جنگِ کربلا کے خاتمے کے بعد کا منظر دیکھئے:۔

؎ سر اٹھا کر راہ میں مولا نہیں چلتے ہو کیوں — سامنے کیا سر برہنہ زینبؑ دلگیر ہے

؎ اے ضیا کیا کہئے عابدؑ کی اسیری دیکھ کر — پاؤں ہے زنجیر میں یا پاؤں میں زنجیر ہے

جنابِ سکینہؑ اور حضرت علی اکبرؑ سے امام حسینؑ کی محبت کا حال بھی انھوں نے روایتی انداز میں پیش کیا ہے خاص طور پر حضرت علی اکبرؑ کو جنگ کی اجازت دینے کے بعد امام حسین علیہ السّلام کا حضرت علی اکبرؑ کے پیچھے میدانِ کارزار کی طرف جانا، شمر کا جناب سکینہؑ کو طمانچے مارنا اور کانوں کے گوشوارے چھیننے کے مناظر آپ کو ان اشعار میں نظر آئیں گے۔

؎ اے دخترِ شہ کیوں ترے رخسار ہیں سرخ — شہزادی ترے کانوں سے کیوں خون رواں ہے

؎ یہ کس کے پیچھے پیچھے شبیرؑ جا رہے ہیں — رخصت کیا ہے شاید اکبرؑ سے نوجواں کو

آخر میں حضرت زینبؑ سلام اللہ علیہا کی شان میں ان کے مشہور کلام کے دو اشعار پیش کرنے کے بعد خدا سے دست بہ دعا ہوں کہ بارِ الٰہا تو بطفیلِ شہدائے کربلا اس مومن کی آنکھوں کو بینائی بخش دے۔ آمین!

؎ چادر نہ تھی تو بالوں سے منہ کو چھپا لیا — شرم و حیا کو ایسی حفاظت پہ ناز ہے

؎ فضلِ خدا سے مدح کا موقع ملا ضیا — زہراؑ کریں قبول تو مدحت پہ ناز ہے

خاکپائے اہلبیتؑ

ثمر ہوشنگ آبادی

فہرست

زہراؑ زہراؑ پرسہ لو! ②

اے ابنِ علیؑ تیری بے مثل کہانی ہے
دل والوں کی آنکھوں میں بس خون کا پانی ہے

مشکیزہ لیے کوئی میدان میں جاتا ہے
بازو تو کٹے پھر بھی بس دھیان میں پانی ہے

زہراؑ زہراؑ عباسؑ کا پرسہ لو عباسؑ کا پرسہ لو

ڈوبا ہے حسنؑ کا چاند اب شام کے بادل میں
پامال شدہ میت سرورؑ کو اٹھانی ہے

زہراؑ زہراؑ قاسمؑ کا بھی پرسہ لو قاسمؑ کا بھی پرسہ لو

وہ نور کا اک پارہ پیکاں سے ہوا سیراب
شبیرؑ کو ننھی سی اک قبر بنانی ہے

زہراؑ زہراؑ اصغرؑ کا بھی پرسہ لو اصغرؑ کا بھی پرسہ لو

ہمشکلِ پیمبرؐ کی آتی ہے صدا رن سے
شبیرؑ چلو یہ بھی اک لاش اٹھانی ہے

زہراؑ زہراؑ اکبرؑ کا بھی پرسہ لو اکبرؑ کا بھی پرسہ لو

جب شہ کی صدا گونجی ہے کوئی مرا ناصر
جسمِ شہدا تڑپے عبرت کی نشانی ہے

زہراؑ زہراؑ انصارؓ کا پرسہ لو انصارؓ کا پرسہ لو

زخمی ہے بدن جس کا زخمی ہے جگر جس کا
ہے خشک گلا اُس کا خنجر کی روانی ہے

زہراؑ زہراؑ شبیرؑ کا پرسہ لو شبیرؑ کا پرسہ لو

سر لال کا نیزے پر ماں اونٹ پہ بیٹھی ہے
اشک آئے تو نیزے کی ایذا بھی اٹھانی ہے

زہراؑ زہراؑ لیلیٰ کا بھی پرسہ لو لیلیٰ کا بھی پرسہ لو

سر کنبے کے نیزوں پر بے پردہ ہے شہزادی
کربل کی کہانی اب زینبؑ کی زبانی ہے

(۲) چشمۂ زمزم روتا ہے

سبیرؑ کو پیاسا ذبح کیا لو چشمۂ زمزم روتا ہے
کربل میں خون کی بارش ہے یوں چرخِ پرازغم روتا ہے
خیموں میں گھس آئے کچھ ظالم اور اہلِ حرم کو لوٹ لیا
ان بی بیوں کی مظلومی پر کیا عرشِ معظم روتا ہے
ظالم نے ستایا بچّی کو لو چیر کے بندے چھین لیے
چھینی ہے سرِ زینبؑ سے ردا عبّاسؑ کا پرچم روتا ہے
گھر پھونک دے بنتِ احمدؐ کا کوشش یہ مدینے میں کی تھی
یاں آگ سے خیمے جلتے ہیں، بطحائے مکرم روتا ہے
وہ گیارھویں شب وہ بنتِ علیؑ وہ شانِ تلایا پھرنے کی
زہراؑ ہے تپاں اور حوروں کا ہر حلقۂ ماتم روتا ہے
دربار میں مسلمؑ تنہا تھے شرمانے کی کوئی وجہ نہ تھی
بیمارِ حرم کو ساتھ لیے سر اپنا کیے خم روتا ہے
وہ ساقیِ کوثر کی پوتی سائل تو بنی پانی نہ ملا
اس بیکسی و مظلومی پر کوثر بھی ہر دم روتا ہے
نیزے کی انی سے دُرّے سے صد حیف ستایا جاتا ہے
آواز سے اپنے وارث کو جب کوئی بھی پُرغم روتا ہے

اک بھائی کی میّت پانی پر بھائی کا رستہ تکتی ہے
دو بھائیوں کی اس الفت کو اب سوچ کے عالم روتا ہے

جب باپ کو روتی ہے بچّی اس طرح سے دُرّے کھاتی ہے
ہر شہر شام کا مَرد و زَن کرتا ہوا ماتم روتا ہے

شبیرؑ کی مجلس دنیا میں ہر وقت ضیاؔ رہتی ہے بپا
یعنی یہ زمانہ سرورؑ کو پہچان کے پیہم روتا ہے

---

۳ بے گور و کفن لاش!

بے گور و کفن یہ کس کا تن، ریتی پہ پڑا ہے بتلا دو
وارث ہو کوئی اور قید میں ہو۔ تو اُس کو رہائی دلوا دو

کیوں سایہ پرندے کرتے ہیں، کیوں مل کے چرندے روتے ہیں
لاشہ ہے خدا کے پیارے کا، یہ اہلِ جفا کو بتلا دو

جنّات کے رونے کی لوگو، آتی ہیں صدائیں کیوں ہردم
مولا تھا جِنوں کا بھی شبیرؑ، قاتل کو کوئی یہ سمجھا دو

عابدؑ کو نہ مولا اگر سمجھو۔ بیمار تو ہے لے اہلِ جفا
باندھے ہو شکم سے اشتر کے، وہ پاؤں کم از کم کھلوا دو

بچّی کی خطا تھی کیا لوگو!۔ مارے جو طمانچے ظالم نے
گرتا ہے لہو سے کانوں کے تَر، للّٰہ نہ اتنی ایذا دو

بابا سے چھٹی قیدی بھی بنی، دُرّے بھی لگے اور جان بھی دی
تم دو نہ کفن اتنا تو کرو۔ بچّی کا جنازہ اٹھوا دو

سر کاٹ کے بیٹے کا رکھا۔ نیزے پہ یہ کم تھا ظلم و ستم
اور کہتے ہو ماں روئے نہ ذرا۔ ممکن ہے بھلا یہ بتلا دو

اونٹوں کی برہنہ پیٹھوں پر۔ بے پردہ یہ کن کو لے کے چلے
زہراؑ کا گھرانا ہے لوگو۔ بازو جو بندھے ہیں کھلوا دو

۴ قیدیوں کے مصائب!

سخت گرمی ہے لُو چل رہی ہے، آگ سی ریتی اب بن چکی ہے
قافلے والو اونٹوں کو روکو، گر پڑا بچہؑ ماں کہہ رہی ہے

گرم ریتی پہ گُھٹنا ہے بچہ، ہے بیاباں نہیں کوئی سایا
میرے بچّے نے کیا تھا بگاڑا، روحِ زہراؑ دُھائی تری ہے

نیزے پر ہے جواں لال کا سر۔ یوں رکھا ہے کہ بس دیکھے مادر
ماں جو روئی تو اُف ہائے دنیا، نوکِ نیزہ سے چُپ کی گئی ہے

قاصد آیا مدینے سے جس دم۔ لاشِ اکبرؑ پہ تھے شاہِ عالم
بولے کیا سوتے ہو اٹھو بیٹا۔ کیسے صغرا بہن رو رہی ہے

ننھے گالوں پہ کھائے طمانچے، چھن گئے کانوں سے گوشوارے
مَولا بچّی کو آواز دے دو، ڈھونڈنے آپ کو جا رہی ہے

ہائے زینب نے کیا دُکھ اٹھائے ، جب حرم چھُٹ کے کربل میں آئے
دیکھا عابدؑ نے وہ غم سے لاغر، مثلِ چادر لحد پر پڑی ہے
دیر میں ہو یا صندوق میں ہو ، ہو شجر پر یا تنور میں ہو
شاہِ مظلوم کا سر جہاں ہے ، ساتھ زہراؑ چلی جارہی ہے

(۵) مصائبِ سجادؑ

لے کر چلے ہیں ظالم سجادِؑ ناتواں کو
مجبور بی بیوں کے ناشاد کارواں کو

ماتم کا شور ہے ہے جنت میں کیوں مچا ہے
بے درد ظالموں نے مارا شہِ جہاں کو

تندور میں رکھا ہو لٹکا یا ہو شجر سے
سرور کا سر جہاں ہے زہراؑ چلی فغاں کو

عابدؑ کی پنڈلیوں سے کیوں گوشت اُڑ گیا ہے
باندھا گیا تھا ایسے بیمار ساربان کو

پوچھا نہ قاتلوں کو بس حرملا کو پوچھا
عابدؑ نے کتنا جانا اصغرؑ کی داستاں کو

غیرت سے پانی پانی کیوں نہرِ علقمہ ہے
اصغرؑ دکھا رہے ہیں سوکھی ہوئی زباں کو

یہ کس کے پیچھے پیچھے شبیرؑ جارہے ہیں
رخصت کیا ہے شاید اکبرؑ سے نوجواں کو

شبرؑ کا چاند ہے ہے پامال ہو چکا ہے
اللہ صبر دینا بیوہ ضعیف ماں کو

مقبول نوحہ جات

چند نوحہ جات جو مقبولِ بارگاہِ معصومین علیہم السلام ہوئے ہیں ان کی ایمان افروز تفصیلات ضیائے کربلا کے حصۂ سوم میں ملاحظہ فرمائیے۔

اسیرانِ الحرم

(۶)

قید ہو کر شام کو اہلِ بیتؑ شر چلے
لاشِ شہؑ رہ گیا ریت پر سورج تلے

جس کے آنسو دیکھ کر روتی تھیں خود فاطمہؑ
اب اُسی بیٹے کا خوں ہے غضب منہ پر ملے

ہاتھ گردن پر دھرے کرتی ہے بچی فغاں
کیا یتیموں کے یونہی چھلتے ہیں ناحق گلے

اُڑ گئے چہرے کے رنگ اہلبیتِ شاہؑ کے
سختیاں راہوں کی آہ اور نازوں کے پلے

شاہؑ کے خیموں میں آگ کیا لگائی اس لیے
بچے تڑپیں آگ میں اور دل ماں کا جلے

زرد رُخ لاغر بدن دُرّوں سے مجروح تن
موت بھی رو کر ملی ننھی بچی سے گلے

سب ابوطالبؑ کی آل اس لیے قرباں ہوئی
دینِ احمدؐ کا چمن تا ابد پھولے پھلے

کوئی یہ کہتا نہیں بخش دے ہم کو یزید
صبر کے سانچے میں ہیں اہلبیتِ شہؑ ڈھلے

حق ادا ہو جائیں سب مومنو! کے اے خدا
ہے ضیاؔ کی یہ دعا دُور اجل اتنی ٹلے

⑦ بعدِ قتلِ حسینؑ

شہؑ قتل ہوئے ظلم اور بڑھا میدان میں میّت رکھی گئی
گھوڑوں کے سُموں سے ہائے غضب پامال وہ میّت ہو ہی گئی
بڑھنا تھا جسے وہ عمر گھٹی کیا روئی تھی بچیؔ بابا کو
زنداں کے مصائب اتنے سہے زنداں میں وہ آخر مر ہی گئی
عباسؑ کی غیرت کیا کہنا سرِ نوکِ سناں پر رہ نہ سکا
حیدرؑ کے پسر سے زہراؑ کی بیٹی کی نہ حالت دیکھی گئی
اکبرؑ کا یہ رتبہ دیکھے جہاں وہ رن کو بڑھے شہؑ پیچھے چلے
صد حیف انھیں کے جسم پہ کیا تلواروں کی بارش دیکھی گئی
محسوس جو کی تھی شہؑ کی عطش اکبرؑ تھے لبِ کوثر خاموش
بابا کی زباں وہ سوکھی ہوئی، بیٹے کو وہاں یاد آ ہی گئی
یہ سچ ہے کہ ظالم نے کاٹا دستِ شہؑ دیں کو قتل کے بعد
پہلے تو انگوٹھی کی خاطر اس لاش کی انگلی کاٹی گئی
زنداں سے جناں پہنچی بچیؔ، چھٹا یا چچا نے سینے سے
کس طرح بھتیجی کی پیاری اور زرد سی صورت دیکھی گئی

سرورؑ نے کہا یہ مسلمؑ سے مہ پاروں کو اپنے بلوا لو
سختی کا زمانہ ختم ہوا نزدیک اجل اب آ ہی گئی
بچی نے جناں میں اصغرؑ کو دیکھا تو لپٹ کر رونے لگی
حوروں میں اٹھا رونے کا غل بے ہوش جو زہراؑ ہی گئی

⑧ اسیروں کی رہائی

آلِ زہراؑ رہائی پاتی ہے
صفِ ماتم بچھائی جاتی ہے

بیٹوں کے سر کو چھوڑ کر زینبؑ
شہِ والا کا سر اٹھاتی ہے

شام میں شورِ واحسیناؑ ہے
یوں حکومت شکست کھاتی ہے

خوں بھرا کرتا ماشہ کا بس زینبؑ
لُوٹے سامان سے اٹھاتی ہے

بچی زنداں میں خواب سے اُٹھ کر
بابا بابا کا غُل مچاتی ہے

سرِ شبیرؑ پر لگا پتھر
چھوٹے بچے کو ماں سکھاتی ہے

اُمتِ آلِ نبیؐ کی ذلت کو
سارے بازار کو سجاتی ہے

بچے ہاتھوں سے گرتے جاتے ہیں
روحِ زہراؑ تڑپتی جاتی ہے

جسم پر اپنے کھاتی ہے دُرّے
فضہؓ یوں بچوں کو بچاتی ہے

ظلمِ اُمت کی انتہا یہ ہے
روضۂ آلِ نبیؐ کو گراتی ہے

⑨ مصیبت گزر گئی

امّ البنین دہر میں کیا نام کر گئی
دنیا سے دیں کے واسطے وہ بے پسر گئی

آغوش خالی کر دیا دامن کو بھر لیا
سرورؑ پہ چار بیٹوں کو قربان کر گئی

شوہر ہوا رضائے الٰہی سے فیضیاب
زوجہ رضائے فاطمہؑ لے کر سنور گئی

اکبرؑ کا داغ ، بیٹوں کا غم ، شاہؑ کا فراق
زینبؑ پہ کیسی کیسی مصیبت گزر گئی

یثرب سے کربلا کی طرف جاتی تھی ہوا
صغرا کے بین سُن کے وہ رو کر ٹھہر گئی

زندانِ شام اُس کی سحر کس غضب کی تھی
جس شب کو بچی قید کی ایذا سے مر گئی

گھُٹ گھُٹ کے غم سے ہو گئے سرورؑ اگر تمام
گھُٹ گھُٹ کے بچی شام کے زنداں میں مرگئی

صورت بدل گئی تھی جو بنتِ بتولؑ کی
شوہر کے دل پہ موت کی ایذا گزر گئی

(۱۰) واپسی اہلحرم

اب ہم سے جدا ہوتا ہے فرزند علیؑ کا
سر پیٹو عزادارو چلا کنبہ نبیؐ کا

نانا کے مدینے نہ قبول اب ہمیں کرنا
کیا درد بھرا جملہ یہ تھا بنتِ علیؑ کا

ہم یاں سے لیے وارث و اطفال گئے تھے
اب گود میں فرزند نہ وارث ہے کسی کا

یثرب میں بشیرِ جگر افگار پکارا
اب رہنے کے قابل نہ رہا شہر نبیؐ کا

شہؑ مارے گئے نیزے پہ سر اُن کا پھرایا
بے پردہ پھرا کنبہ رسولِ عربیؐ کا

آئے ہیں حرم مردوں کو اور بچوں کو کھو کر
بیرونِ مدینہ ہے قیام آلِ نبیؐ کا

سنتے ہی نکل آئے زن و مرد گھروں سے
اک شور ہوا گریہ کا اور سینہ زنی کا

صغراؑ نے جب اصغر کے لیے گودیاں دیکھیں
گریہ پسِ خیمہ سے سُنا بنتِ علیؑ کا

(۱۱) بنتِ حسینؑ کے بَین!

کہا بچّی نے اے بابا ہے لازم اب تو آجاؤ
نہیں برداشت ہوتے ہیں مظالم اب تو آجاؤ

طمانچے شمر کے کھا کھا کے نیلے گال ہیں دونوں
مری امداد کو اے کُل کے عالم اب تو آجاؤ

تمھاری یاد دیا ایذا رسن کی جب رُلاتی ہے
جھڑکتا ہے برابر شمرِ ظالم اب تو آجاؤ

پھوپھی کو، ماں کو بہنوں کو پھرایا ننگے سر دردر
مقیّد رکھے ہے زنداں میں حاکم اب تو آجاؤ

تمھاری پیاس کا ورثہ ملا رہتی ہوں میں پیاسی
بہاتے ہیں دکھا کر پانی ظالم اب تو آجاؤ

لگائے اتنے دُرّے مجھ کو، چپکا پشت سے کُرتا
ستاتے پھر بھی ہیں حاکم کے خادم اب تو آجاؤ

چچا لوٹے نہیں تم مجھ پہ بادل ظلم کے برسے
خبر لو اے مرے اَولادِ ہاشم اب تو آجاؤ

اکیلے سیّدِ سجّادؑ ہیں اور وہ بھی قیدی ہیں
مدد کو اکبرؑ و عباسؑ و قاسمؑ اب تو آجاؤ

(۱۲) مصائبِ بنتِ حسینؑ

یہ دخترِ سرورؑ کی مصیبت کا بیاں ہے
ہر صاحبِ احساس کا دل غم سے تپاں ہے

بچی نے کہا پھٹتا ہے دل پیاس سے میرا
لہراتا ہوا سامنے یہ آبِ رواں ہے

خالی جو علم دیکھا تو بچی یہ پکاری
کیوں! آیا نہیں میرا چچا ہائے کہاں ہے

اندر درِ خیمے کے جو بچی ہے تو باہر
میّت علی اصغرؑ کی لیے شاہِ زماں ہے

بچی نے کہا بابا جب اصغرؑ ہوا سیراب
پھر آپ کی یہ لاڈلی کیوں تشنہ دہاں ہے

چادر ذرا سرکی تو یہ ہمشیر نے دیکھا
بس خون میں ڈوبا ہوا اصغرؑ کا دہاں ہے

گھوڑے پہ ہیں شہؑ سُم سے ہے لپٹی ہوئی بچی
اور گریہ کناں دیکھ کے خاتونِ جناں ہے

شہؑ اترے، لیا گود میں، سینے پہ سلایا
اے وقت ٹھہر بچی کچھ آرام کناں ہے

اے دخترِ شہؑ کیوں ترے رخسار ہیں سوجے
شہزادی ترے کانوں سے کیوں خون رواں ہے

مقتل کو چلی جام لیے بچی یہ کہہ کر
بھائی علی اصغرؑ بھی پھوپی تشنہ دہاں ہے

گہ خواب میں دیکھا کہ چچا کے نہیں بازو
گہ دیکھا کہ قلبِ علی اکبرؑ میں سناں ہے

سرؔور سے ضیا پاتے ہی دل ہوگیا روشن
نوحہ درِ شہؑ پہ ہوا مقبول، عیاں ہے

(۱۴) زینبؑ کو ناز ہے

زینبؑ کو فاطمہؑ کی نیابت پہ ناز ہے
شبیرؑ کو بہن کی رفاقت پہ ناز ہے

احمدؐ، علیؑ و فاطمہؑ زہرا، حسنؑ حسینؑ
زینبؑ کو ان بزرگوں سے نسبت پہ ناز ہے

شبیرؑ نے کہا کہ بہن صبر کیجیو!
بولیں کہ مجھ کو ماں کی وراثت پہ ناز ہے

خیمے جلے تو مسئلہ پوچھا امامؑ سے
بی بی کو اپنے قلب کی قوت پہ ناز ہے

چہرہ ترا ہے شامِ غریباں کا یادگار
نسوانیت کو تیری شجاعت پہ ناز ہے

کوفے میں خطبہ پڑھ کے رُلایا ہے زار زار
روحِ علیؑ کو تیری فصاحت پہ ناز ہے

بیمار کو بچا کے کہا مجھ کو قتل کر
سجادؑ کو پھوپی کی حمایت پہ ناز ہے

وہ عالمہ، پڑھا نہ کسی سے بجز پدر
بنتِ علیؑ کو علمی وراثت پہ ناز ہے

چادر نہ تھی تو بالوں سے منہ کو چھپا لیا
شرم و حیا کو ایسی حفاظت پہ ناز ہے

زینبؑ نے خطبہ پڑھ دیا دربارِ شام میں
کر دی تمام جو اُسی حجت پہ ناز ہے

زنداں میں بیٹھ کر جو ادا کی نمازِ شب
زینبؑ! خدا کو تیری عبادت پہ ناز ہے

بیٹوں کے سر کے بدلے شہ دیںؑ کا سر لیا
زینبؑ کو اپنے بھائی سے الفت پہ ناز ہے

ظالم سے بولیں دینا پیمبرؐ کو خوں بہا
روحِ نبیؐ کو آپ کی ہمت پہ ناز ہے

فضلِ خدا سے مدح کا موقع ملا ضیاؔ
زہراؑ کریں قبول تو مدحت پہ ناز ہے

(۱۴) فاطمہؑ کی لاڈلی

فاطمہؑ کی لاڈلی کیا کیا ستم سہ کر گئی
جاودانی غم دلِ مومن میں زینبؑ بھر گئی
رحلتِ جدّ کا سہا صدمہ تو مادر کا فراق
دردِ پہلو سے جو زخمی عرش کا دل کر گئی
صرف رونے کے لیے جاتی تھیں گورستاں بتولؑ
روتے روتے چند دن میں ہائے زہراؑ مر گئی
ماہِ رمضاں میں سرِ حیدرؑ پہ جب ضربت لگی
دی صدا جبریلؑ نے اور یہ صدا گھر گھر گئی
پھر گئی شبّرؑ سے دنیا زہرِ قاتل دے دیا
دیکھنے ٹکڑے جگر کے زینبؑ مضطر گئی
پنجتنؑ میں ایک تھے شبیرؑ وہ بھی سہ کے ظلم
بے وطن ہو کر چلے ماں ساتھ میں ششدر گئی
چھوڑ کر حج کو چلے شبیرؑ سوئے کربلا
العطش کی وادیوں میں آلِ پیغمبرؐ گئی

بیٹے بھائی بھتیجوں کو کھویا خوں میں اصغرؑ کے تن کو ڈبویا
لٹ گیا دوپہر میں بھرا گھر، اے حسینؑ ابنِ حیدرؑ کی خواہر

ذبح ہوتے برادر کو دیکھا، گرم ریتی پہ گھر بھر کو دیکھا
سب بھرے تھے لہو میں سراسر، اے حسینؑ ابنِ حیدرؑ کی خواہر

بی بیاں تھیں کھلے سر دہائی اور تماشائی ساری خدائی
اور رونے نہ دیتے ستمگر، اے حسینؑ ابنِ حیدرؑ کی خواہر

بی بیوں کا کھلے سر پھرانا، ہر شہر میں تماشا دکھانا
روتی ہی رہ گئی زندگی بھر، اے حسینؑ ابنِ حیدرؑ کی خواہر

نوحہ (۱۶)

زہراؑ کے گلستاں کی تباہی کا فسانہ، بتلائے گی زینبؑ
اسلام کو شبیرؑ کا سر دے کے بچانا، بتلائے گی زینبؑ

نانا کے مدینے سے چلے جب شہِ والا، اک شور تھا برپا
بھائی کا بہت رنج سے صغراؑ کو منانا، بتلائے گی زینبؑ

مکہ جو تھا ہر بندۂ اللہ کا مامن، واں رہ نہ سکے شاہ
حج چھوڑ کے مقتل کی طرف بھائی کا جانا، بتلائے گی زینبؑ

شمر آیا ہوا شور تو زینبؑ نے نہ یہ پوچھا، ماں جائے یہ کیا ہے
سرورؑ کا شہادت کی خبر دے کے سنانا، بتلائے گی زینبؑ

اک دن میں وہ اصحاب و اعزّا کی جدائی ، گھر بھر کی صفائی
شبیرؑ کا ہر ایک کے لاشے کو اٹھانا ، بتلائے گی زینبؑ
شہ قتل ہوئے خیموں میں داخل ہوئے ناری اور آگ لگا دی
اُن شعلوں سے اولاد کو ماؤں کا بچانا ، بتلائے گی زینبؑ
وہ پیاس کی شدّت وہ یتیموں کا تڑپنا ، اور مانگنا پانی
اور شمر کا بے دردی سے پانی کا بہانا ، بتلائے گی زینبؑ
شہزادیوں کو لے گئے اونٹوں پہ بٹھا کر ، بلوے میں کھلے سر
بازاروں میں درباروں میں زندان میں جانا ، بتلائے گی زینبؑ
کیا ہو گئے دو بھائی چچا باپ بہن ہائے ، جب پوچھے گی صغراؑ
ہر اک کا ستم سہتے ہوئے خلد کو جانا ، بتلائے گی زینبؑ

(۱۷) وفاتِ رسولِ خدا صلعم

نبیؐ کے راہیِ فردوس اب ہونے کے دن آئے
عزیز و فاطمہؑ زہراؑ کے اب رونے کے دن آئے
بٹھاتے تھے پیمبرؐ جن کو اپنے دوش پر لے کر
انھیں حسنینؑ کے اشکوں سے منہ دھونے کے دن آئے
نبیؐ کی لاڈلی کا گھر جلانے آئے گی اُمّت
خدا کے شیر کے خاموش ہونے کے دن آئے

بھرے دربار میں جھٹلائی جائے گی وہ صدّیقہؑ
نبیؐ زادی کے دامن اشکوں سے دھونے کے دن آئے
محمدؐ مصطفےٰ تعظیم کو اٹھتے تھے زہراؑ کی
اُسی کے ہائے قبرستان میں رونے کے دن آئے
سہے گی کب تلک ظلم و ستم بیٹی محمدؐ کی
ہمیشہ کے لیے زہراؑ کے اب سونے کے دن آئے

(۱۸) شہادتِ حسنِ مجتبیٰؑ

زہرِ قاتل سے نبیؐ کا لاڈلا مارا گیا
ہاتھوں سے امّت کے ہائے ظلم یہ ڈھایا گیا
جن کو سردارِ جوانانِ جناں کہہ دیں رسولؐ
صلح پہ مجبور اُس معصوم کو پایا گیا
دوش پر جس کو بٹھاتے تھے محمدؐ مصطفےٰ
ٹکڑے ٹکڑے دِل اسی شبّر کا کر ڈالا گیا
چادرِ تطہیر میں داخل کرے جس کو رسولؐ
جائے تربت کے لیے افسوس ترسایا گیا
مصطفےٰؐ شاہد ہیں ابنِ مصطفےٰؐ کی لاش پر
سہاؤ کیسے ... کا ... گیا

بعدِ مُردن بھی عداوت اس طرح اُمت نے کی
پہلوئے احمدؐ میں شبّرؑ کو نہ دفنایا گیا

روتے روتے چل بسیں آخر جہاں سے فاطمہؑ
رونے کا سامانِ نواس طرح پہونچایا گیا

تیروں سے تابوت میں زخمی ہوئی لاشِ حسنؑ
جسمِ سرورؑ تیروں کے تابوت پر پایا گیا

دشمنی اُمت کو کتنی تھی نبیؐ کی آلؑ سے
کربلا میں، شام میں، دنیا کو بتلایا گیا

(۱۹) سیّدِ سجّادؑ

سیّدِ سجّادؑ ہیں اور ظلم کی زنجیر ہے
ناتواں بیمار کی اللہ کیا تقصیر ہے

ظالموں نے دفن کر دیں ظالموں کی میتیں
میرے مولا خاک پر وہ میتِ شبیرؑ ہے

دیکھ لو عابدؑ نبیؐ کے ماننے والوں کا ظلم
کھائے برچھی خاک پر احمدؐ کی وہ تصویر ہے

سر اٹھا کر راہ میں مولا نہیں چلتے ہو کیوں
سامنے کی [illegible] دلگیر ہے

ہائے وہ ننھی سکینہ آپ کی پیاری بہن

ہے گلہ رسی سے زخمی اس کی کیا تقصیر ہے

چُپ رہو گے کب تلک مولا بہن مر جائے گی

سختیاں زنداں کی ہیں اور آپ کی ہمشیر ہے

مر گئی زنداں میں بچی قبرِ مولا کھود لو

دفن کر دو بس یہی ہمشیر کی تقدیر ہے

میرے مولاؑ خوب رو لو عمر بھر روتے رہو

دل کے زخموں کے لیے بس اک یہی تدبیر ہے

اے ضیاؔ کیا کہیے عابدؑ کی اسیری دیکھ کر

پاؤں ہے زنجیر میں یا پاؤں میں زنجیر ہے

(۲۰) شہادتِ رضاؑ

زہرِ دغا سے مارا فرزندِ مصطفےٰؐ کو

نالاں کیا نبیؐ کو، زہراؑ و مرتضیٰؑ کو

افسوس بیکسی میں پردیس میں سفر میں

جہاں بُلا کے مارا مامون نے رضاؑ کو

ہیں منتظر وطن میں اہل و عیال مولاؑ

اک بار منہ دکھا لو سُن لو مری صدا کو

مِلنے چلی ہے تم سے مولا بہن تمھاری
مِلنے کے بعد کہنا لبیک تم قضا کو
سرورؑ کے رونے والے ہمراہ تھے سفر میں
گھر سے چلے رضاؑ جب کوئی نہ تھا بکا کو

(۲۱) شہادتِ حسنِ عسکریؑ

عزیزو زہر سے مارا حسنؑ فرزندِ زہراؑ کو
کیا غمگین زہراؑ کو علیؑ کو شاہِ بطحا کو
تھے حاکم جن و انساں کے حکومت تھی فرشتوں پر
جہاں کی شاہی کی پروا نہ تھی کچھ میرے مولا کو
نظر بندی میں رکھا معتمد نے آپ کو برسوں
اجازت تھی نہ ملنے کی کسی سے میرے آقا کو
جوانی میں نبیؐ کے لال کو مارا دُھائی ہے
تھا اٹھائیسواں سال آپ کو بتلا دو دنیا کو
امیدیں باپ کو ہوتی ہیں بیٹا سامنے کھیلے
چھپا کر ہائے رکھا بارہویں ہادی کو مولا کو
نہ ٹھہرا ہاتھ میں پانی کا ساغر یہ ہوا رعشہ
جہاں والو بتا دو کیا مرض تھا میرے آقا کو

پلایا حضرتِ مہدیؑ نے اپنے باپ کو پانی
نہ پانی دے سکے سجّادؑ لیکن اپنے بابا کو

(۲۲) شبیرؑ کا ماتم ہے!

فرزندِ پیمبرؐ کا گر دل میں مکیں غم ہے
آہیں بھی نکلتی ہیں اور آنکھ بھی پُرنم ہے
وہ سامنے ہے دریا اور عصر ہے دسویں کی
کرتے ہیں تیمم شہؑ مجبوری کا عالم ہے
شہؑ لائے جب اصغرؑ کو ہاتف کی ندا آئی
اے شامیو! یہ بچّہ ابنِ شہِ زمزم ہے
اصغرؑ کو لگا ناوک سرورؑ نے کہا رو کر
کیا ناقۂ صالحؑ سے بچّہ یہ مرا کم ہے
روضے پہ گئی روئی ، والیس جو پھری روئی
کہنے سے چھٹی صغراؑ اب گریۂ پیہم ہے
بابا، چچا بھائی کا، اماں، پھوپھی، بہنوں کا
صغراؑ کی زباں پر اب یہ تذکرہ ہر دم ہے
ترخوں ہیں عَلم لے کر، مشکیزہ چھدا لے کر
آتے ہیں شہِ والا، اور غم سے کمر خم ہے

نیزے پہ سرِ سرورؑ ہے اوجِ شہادت پر
بے پردہ حرم ہیں اور سجادؑ کا سر خم ہے

اُجڑا دو پہر میں گھر بے پردہ پھری دردر
اِس دُکھ میں رہی زندہ زینبؑ ہی کا یہ دم ہے

ماہی کا، پرندوں کا، جن اور فرشتوں کا
مظلوم حسینؑ پر گریہ رہا ہر دم ہے

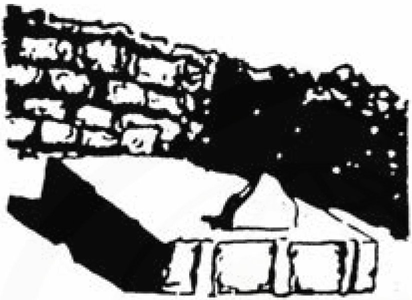
جب کوہِ مصیبت کا ٹوٹے تو جیئے کیونکر
ہے گود میں سرِ شہؑ کا بچی ہے کہ بے دم ہے

کہرام ہے اک گھر میں زنداں سے رہائی پر
ہے ذاکرہ زینبؑ اور شبیرؑ کا ماتم ہے

عابدؑ کا علم دیکھا غش کھاتے چچا بولے
شہؑ مارے گئے افسوس یوں سیاہ یہ پرچم ہے

خوں اشکوں سے روتے ہیں جو شام و سحر شہؑ پر
قائمؑ سے ضیاؔ پاکر رونا مرا ہر دم ہے

فَاطِمَۃُ بَضعَۃٌ مِنّی حدیثِ رسول



فاطمہؑ زہراؑ کا روضہ آج بھی ویران ہے
آتشِ غم سے ہر اک مومن کا دل بریاں ہے

کس طرح دوزخ سے پیغمبرؐ چھڑائیں گے تجھے
کیوں نہیں کوشاں ہے تُو کیسا ترا ایمان ہے

توپ کے گولوں سے اب کیوں کر دیا ویراں مزار
ظلم ڈھانے کا ابھی باقی کوئی ارمان ہے

مطبوعہ انجمن پریس - کراچی

تعجب یہ نہیں زنداں میں بچی مر گئی کیسے
تعجب ہے کہ اتنے دن وہ زندہ رہ سکی کیسے

مجموعۂ نوحہ جات و سلام

ضیائے کربلا

حصہ سوم

جناب انور علی رحمت اللہ متخلص ضیا بالاگری

ناشر
البرٹی اسٹورس، خوجہ الرحمٰن بوہری بازار کراچی
طبع اول ۔ ایک ہزار

۳ روپے

ضیائے کربلا

حصّہ چہارم

ان شاء اللہ ماہِ شعبان المعظم ۱۳۹۹ھ میں شائع ہوگا۔ نوحہ جات وسلام کے اس مجموعہ میں امیرالمومنین حضرت علیؑ، حضرت امام محمد باقرؑ، حضرت امام محمد تقیؑ، حضرت مسلم بن عقیل، حضرتِ عباسؑ، شہزادہ علی اکبرؑ، اور حضرت امام حسینؑ کے نوحے نیز جنت البقیع کے مدفون معصومینؑ جن کے مقدس مزارات کو توپ کے گولوں سے تاخت وتاراج کر دیا ان کے لیے ۳ نوحے اور حسینؑ مظلوم کے لیے مختلف سلام شامل ہیں۔ اس مجموعہ میں بھی مقبولِ بارگاہِ معصومینؑ ہونیوالے نوحہ جات کے متعلق ایمان افروز واقعات درج ہیں۔ عمدہ کتابت، دیدہ زیب آفسٹ طباعت، آفسٹ پیپر، ۶۴ صفحات۔ ہدیہ ۳ روپے

ضیائے کربلا (حصّۂ اوّل)

اس مجموعۂ نوحہ جات میں روانگئ حسینؑ، سفیرِ حسینؑ، اطفالِ جنابِ مسلمؑ، ورودِ کربلا، پیاس، حُرِ غازی، عونؑ و محمدؑ، جناب قاسمؑ، حضرت عباسؑ، جنابِ علی اکبرؑ، جناب علی اصغرؑ اور رخصتِ امامِ مظلوم کے نوحہ جات درج ہیں اور حضرت امام حسینؑ کے لیے دیگر نوحہ جات شامل ہیں۔

ہدیہ آفسٹ پیپر۔ ایک روپیہ ۲۵ پیسے۔ مکینکل پیپر ۷۵ پیسے

ملنے کا پتہ

لبرٹی اسٹورس۔ خوجہ لائن بالمقابل خوجہ مسجد، بمبئی بازار کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ

پیش لفظ!

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو رب العالمین ہے اور درود وسلام اللہ کے فیوض عالمین تک پہنچانے والے رحمۃ اللعالمین محمد (صلعم) و آلِ محمد صلعم کے لیے ہیں۔

اسی سال میرے نوحہ جات کے دو مختصر مجموعے "ضیائے کربلا" حصّہ اوّل و دوم آپ کے فضل سے منظرِ عام پر آئے جن کو مومنینِ کرام نے میری توقعات سے کہیں زیادہ پسند فرمایا۔ اور خرید کر کے میرے لیے آسانی بہم پہنچائی جس سے میں یہ مجموعہ "ضیائے کربلا" حصّہ سوم شائع کرنے کے قابل ہو سکا۔ میں ان کا اور خصوصیت سے پچاس اور سو کاپیاں خرید کر کے اپنے دائرۂ احباب میں تقسیم کرنے والے کرم فرماؤں کا خلوصِ دل سے شکر گذار ہوں۔

اس کے علاوہ ان نوحہ جات وسلام کی اصلاح کے لیے استادِ محترم حضرت مولانا محمد مصطفےٰ صاحب قبلہ جوہر اور دیباچہ کے لیے حمّادِ آلِ محمد اور میرے محسن جناب نشتر ہوشنگ آبادی صاحب کا نیز طباعت کی خصوصی معاونت کے لیے ہفت روزہ عظیم کے ایڈیٹر اور میرے کرمفرما جناب تاثیر نقوی صاحب کا ممنون ہوں اور اللہ سے دست بہ دعا ہوں کہ میرے ان محسنین کو بتصدقِ معصومین علیہم السّلام دینی و دنیوی ترقی عطا فرمائے۔ آمین!

کربلا کی ضیا میں سے قابلِ عمل دو کرنیں پیش کرتا ہوں۔ ؎

کیوں مری اک نماز بھی ہو قضا ۔۔۔ روبروشاہ کی شہادت ہے

یہ ہے ارشادِ حضرتِ زینبؑ ۔۔۔ پردہ کرنا بڑی سعادت ہے

امید ہے کہ مومنین اس مجموعے کو بھی پسند فرمائیں گے۔

خادم

انور علی ضیاؔ جام نگری۔ کراچی

۲۲ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ مطابق ۲۱ مارچ ۱۹۷۹ء

دیباچہ

تاثرات

حمادِ آلِ محمد حضرت ثمر ہوشنگ آبادی

حضرت ضیا جام نگری کے کلام کا یہ تیسرا شمارہ ہے جو ہمارے سامنے ہے۔ امید ہے کہ عاشقانِ اہلبیتؑ اسے پسند فرمائیں گے۔

اس شمارے سے قبل ضیا صاحب کے دو شمارے شائع ہو کر منظرِ عام پر آچکے ہیں اور بہت پسند کیے گئے ہیں۔ پہلے شمارہ کا دیباچہ برادرم تاثیر نقوی نے لکھا تھا۔ دوسرے شمارے پر تبصرہ لکھنے کا شرف مجھے حاصل ہوا تھا اور اب اس شمارے کے لیے نہ صرف ضیا صاحب بلکہ میرے احباب نے فرمائش کی ہے کہ میں دیباچہ لکھوں۔

ضیا جام نگری بینائی سے محروم، اردو سے نابلد مگر مجلسی علم کی دولت سے مالامال ہیں یہ سب دبستانِ آلِ محمدؐ کا فیض ہے کہ ضیا صاحب اتنے اچھے شعر کہتے ہیں۔ ان کی مادری زبان گجراتی ہے مگر میں نے دیکھا ہے کہ وہ گجراتی میں جس سلیقے سے شعر کہتے ہیں اسی لگن اور محبت و خلوص سے اردو میں بھی طبع آزمائی فرماتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ لکھ پڑھ نہیں سکتے لہٰذا جو شعر کہتے ہیں اسے اپنی یادداشت کے خزانے میں محفوظ کر لیتے ہیں اور جب بھی موقع ملتا ہے کسی سے کہہ کر سپردِ قرطاس کروا لیتے ہیں۔

ان میں ایک اور صفت یہ ہے کہ وہ ہر وقت کسی نہ کسی تازہ زمین میں کلام کہنے میں مصروف رہتے ہیں۔ ان کے اس پاکیزہ شغل نے انھیں اپنے نابینا ہونے کے احساس سے بہت دور کر دیا ہے، وہ اپنی کتابوں کی چھوٹی سی دکان پر بیٹھے بیٹھے خرید و فروخت میں بھی مصروف رہتے ہیں احباب سے بھی گفتگو فرماتے رہتے ہیں، روپے پیسے کا لین دین بھی جاری رہتا ہے اور مشقِ سخن بھی جاری رہتی ہے۔ تاریک زندگی کا طویل سفر طے کرنے کے لیے دل کی شمعیں اور دماغ کی کرنیں ان کی مدد کر رہی ہیں۔ وہ زیارتِ عتبات سے بھی مشرف ہو چکے ہیں۔ صاحبِ اولاد بھی ہیں، عمر

پچاس سال کے درمیان، مناسب قد، چہرے پرسے متانت اور شرافت ظاہر غرضیکہ ایک مرد مومن ہیں جو اپنی دنیا میں مگن اور مدحِ معصومینؑ میں مشغول ہیں۔

اس شمارے میں جوان کا کلام آپ دیکھیں گے اس کے چند اشعار پیش کرنے کے بعد میں قارئین کو دعوتِ فکر دیتا ہوں کہ وہ اس شمارے کا شروع سے آخر تک مطالعہ کریں اور اور لطف اندوز ہوں۔ فرماتے ہیں ؎

بھلا ہو اُس کا جس نے مجلسِ سرورؑ بپا کی ہے
رہے گا ہر طرح آباد زہراؑ نے دعا کی ہے

کتنا اچھا شعر ہے کس سادگی سے مجلسِ حسینؑ کا انعقاد کرنے والے کے لیے دعائے جنابِ سیّدہؑ کا ذکر کیا ہے۔ ایک دوسرا شعر ملاحظہ فرمائیں ؎

فدک کا نیا زمینِ کربلا یوں مل گئی کیسی
زمیں سے آسماں تک سرحدِ غم مل گئی کیسی

کتنی اچھی زمین ہے اور پھر مطلع بھی کتنا صاف اور دلکش انداز میں کہا ہے۔ ؎

گھوڑے سے گر کے تیروں پہ ٹھہرے امامِ دیں
کچھ دیر بعد جسم زمیں پر اُتر گیا

اس شعر میں شہادتِ امام حسینؑ کا منظر اچھوتے انداز میں اور بہت آسان لفظوں میں نظم کیا ہے ؎

دیکھتا جاتا تھا مڑ مڑ کر پسر سوئے پدر
چاند چھپتا جا رہا تھا دے کے ہلکی جھلکیاں

حضرت علی اکبرؑ شبیہ پیغمبرؐ بھی ہیں اور امام حسینؑ کے نوجوان فرزند بھی۔ میدانِ دغا میں جا رہے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ باپ کی حالت کہ وہ اپنے فرزند کو جنگ کے میدان میں روانہ کر کے اپنا سب کچھ کھو بیٹھتا ہے، اِدھر بیٹے کا باپ کو گھڑی گھڑی مڑ مڑ کر دیکھنا عین فطری بھی ہے اور تاریخی اعتبار سے بھی درست ہے۔ شاعر نے اسی بات کو کتنے اچھے انداز میں بیان کیا ہے۔

تعجب یہ نہیں زنداں میں بچی مر گئی کیسے
تعجب یہ ہے اتنے دن وہ زندہ رہ سکی کیسے

حضرت سکینہؑ پر جو مظالم گذرے ہیں ا کو پیش نظر رکھتے ہوئے شاعر نے اہل دل کی

ترجمانی کی ہے اور نہایت سیدھے سادے الفاظ کہہ کر مطلع کو بہت شاندار بنا دیا ہے۔ ؎

جب تیروں کا مینہ برسا جنازے پہ حسنؑ کے
شبیرؑ کا منہ دیکھ کے چپ رہ گئے عباسؑ

حضرت عباسؑ جو امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے بھائی بھی ہیں اور ان کی گود کے پالے بھی ہیں اپنے بڑے بھائی کی میت پر تیروں کی بوچھار دیکھ کر کس طرح خاموش رہ سکتے تھے، مگر حضرت امام حسینؑ کے اشارے کو سمجھ کر دل پکڑ کر رہ گئے۔ اس شعر میں شاعر نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ؎

روتے روتے چل بسیں دنیا سے بنتِ مصطفیٰؐ
ظلم کی امت کے یہ حد پہونچی خالق کی قسم

پدرِ بزرگوار کا سایہ اٹھ جانے کے بعد جناب سیدہؑ پر جو مصیبتیں پڑیں وہ خود جناب سیدہ کے قول کے مطابق اس قدر تھیں کہ شاعر نے یہ کہہ کر بات پوری کردی کہ وہ مصیبتیں جناب سیدہ پر پڑیں کہ جن کا شمار نہیں۔

ہاشم کے گھرانے پر اک تازہ مصیبت ہے
دنیا سے ابو طالبؑ جاتے ہیں قیامت ہے

حضرت ابو طالبؑ کی وفات تاریخِ اسلام میں حضرتِ رسالت مآبؐ کے لیے بہت بڑے صدمے کا باعث ہوئی۔ یہی بات شاعر نے اپنے زاویۂ فکر کے پیشِ نظر کہی ہے۔

امید ہے کہ اربابِ ذوق اس مجموعہ سے محظوظ و مستفید ہوں گے اور دعا ہے کہ خداوند کریم بطفیلِ چہاردہ معصومین اس مردِ مومن کی آنکھوں کو منور فرمائے اور اس مجموعۂ کلام کو شرفِ قبولیت سے ہم کنار فرمائے۔

خادمِ اہلبیتؑ
ثمر ہوشنگ آبادی

مَقبُولِ بَارگاہِ مَعصُومِینؑ

نوحہ جات، ایمان افروز واقعات

(۱) "کربلا کے بن میں کوئی قافلہ لُوٹا گیا" (یہ نوحہ ضیائے کربلا حصہ اوّل میں ہے)

جناب غلام جواد حسین جعفری ابنِ مددعلی جعفری ساکن شیعہ محلہ نارووال (پنجاب) نے یہ واقعہ بتایا ہے۔

۱۹۵۹ء میں ہمارے یہاں ہیضے کی وبا پھیلی جس سے لوگ مرنا شروع ہوئے۔ ہماری قوم کے ایک فرد کا انتقال ہوگیا اس کے بعد ہمارے یہاں یہ نوحہ آیا "کربلا کے بن میں کوئی قافلہ لُوٹا گیا" (میرے اس نوحے کی طرز پنجاب کے نوحہ خوانوں نے میری رضامندی سے پنجاب کے ایک نوحے "کس پہ خنجر چل گیا کس کا گلا کاٹا گیا" پر ڈھالی تھی) اب جہاں مومنین میں ہیضے کی وبا کے مریض کا پتہ چلتا تھا وہاں فرمائش ہوتی تھی کہ کراچی کا نوحہ پڑھا جائے اور اس پر خوب فریادی ماتم ہوتا تھا نتیجے میں ہر مریض اللہ کے فضل سے شفایاب ہوجاتا تھا۔

وبا ختم ہونے کے بعد تمام اقوام کے زعما آپس میں دریافت کرنے لگے کہ کس قوم میں کتنے مریض انتقال کر گئے؟ ہماری طرف سے جب یہ کہا گیا کہ صرف ایک تو سب نے تعجب کے ساتھ سوال کیا کہ تم لوگ شیعوں کی تعداد تو بہت زیادہ بتاتے ہو۔ جواب میں ہمارے زعما نے کہا کہ ہماری تعداد اب بھی اتنی ہی ہے۔ مگر ہوا یہ کہ کراچی کا نوحہ "کربلا کے بن میں کوئی قافلہ لوٹا گیا" آنے سے پہلے ہمارے ایک مریض انتقال کر گئے تھے، اور اس نوحے پر فریادی ماتم کی برکت سے ہمارے مریض محفوظ رہے۔

(۲) "زہرا زہرا پیر پسر لو خنجر کا" (یہ نوحہ ضیائے کربلا حصہ چہارم میں انشاء اللہ آئے گا)

۱۹۵۹ء میں حسینی تابوت کمیٹی کی جانب سے ماتم داروں کا ایک قافلہ عراق کے مقدس مقامات کی زیارت کے لیے گیا، اس قافلے کی واپسی پر مختلف گھروں میں سوز خوانی کے طویل پروگرام ہونے لگے جن میں مومنین جوشِ عقیدت کے ساتھ شریک ہوتے رہے۔ اس زمانے میں سب سے زیادہ گریہ "عالم کی خوزادی پر یہ رنج و محن کیوں ہے" نوحے پر ہوتا تھا۔ اس نوحے کے ہر دو مصرعوں کے درمیان "یاحسینؑ یاحسینؑ۔ اک نظرِ کرم مولا اک نظرِ کرم مولا" بلند آواز سے پڑھا جاتا تھا۔ اسی نوحے کی طرز پر میں نے ایک نوحہ لکھا "کربل کی کہانی جب کوئی بھی سنائے گا" اور اس نوحے کے ہر دو مصرعوں کے درمیان "زہرؑا زہرؑا پُرسہ لو بہتر کا پُرسہ لو بہتر کا" بلند آواز سے پڑھا جاتا تھا۔ یہ نوحہ اس عروج تک پہنچا کہ ان نوحہ خوانیوں کے خاص نثر کے ذاکر سید قاسم علی یعقوب علی صاحب مرحوم نے حکم دیا کہ سب سے آخر میں یہی نوحہ پڑھا جائے۔

بعد میں مجھے بتایا گیا کہ اس نوحے کی طرز فلمی گانے کی ہے۔ میں نے کوشش کر کے فلمی گانوں سے دور تین طرزیں بنائیں جن میں سے ایک کو بڑے سوز خوانوں نے ہچکچاہٹ کے ساتھ قبول کیا۔ البتہ اس وقت انھوں نے اس نئی طرز میں اُسے نہیں پڑھا۔ ایک دفعہ سید قاسم علی صاحب مرحوم کے گھر پر سوز خوانی کے پروگرام میں مجھ سے قبل دو مبتدی سوز خوانوں نے سوز خوانی کی اور کچھ رقت ہوئی، سوز خوانوں میں رقت کے اعتبار سے میرا نمبر چوتھا تھا۔ میں نے اس نئی طرز میں اس نوحے کو پڑھا۔ ساتھیوں نے پورا ساتھ دیا مگر مطلق رقت نہ ہوئی، میرے بعد کے تینوں سوز خوانوں کے نوحوں میں اور نثر کی مجلس میں بھرپور رقت ہوئی۔ مجھے نہایت رنج ہوا کہ میرا نوحہ مقبولِ بارگاہِ معصومین علیہم السّلام نہ ہو سکا۔

صبح کو نوحہ خواں جناب اکبر حسین اے، ڈی، ساکن المرتضیٰ علی سوسائٹی نزد

گاندھی گارڈن کراچی نے آکر سوال کیا کہ اگر خواب کے اختتام پر صبح کی اذان کی آواز سنائی دے تو خواب کیسا ہے؟ تو میں نے جواب دیا کہ یقیناً سچا ہے۔ انھوں نے کہا تو آپ کو مبارک ہو۔ میں نے پوچھا کہ کیا؟ تو انھوں نے اپنے خواب کی تفصیل یوں بیان فرمائی "میں اور آپ (ضیا جام نگری) اور ایک شخص روضۂ حسینؑ مظلوم کے صحنِ مبارک سے ہوتے ہوئے روضۂ مقدس میں داخل ہوئے، وہاں لوگوں کا کثیر اژدھام تھا۔ ہم مشکل سے حبیب ابنِ مظاہرؓ کی ضریح مبارک تک پہنچ سکے جہاں سے آگے بڑھنا ناممکن سمجھ کر ہم ایسے مقام پر کھڑے ہوگئے جہاں دُور سے امامِ مظلوم کی ضریح مبارک نظر آتی تھی۔ ہم نے نوحہ شروع کیا، "کربل کی کہانی جب کوئی بھی سنائے گا" اس نوحے کے شروع کے چار اشعار پڑھنے پائے تھے کہ خواب ختم ہوگیا۔" میں نے فوراً پوچھا کہ کس طرز میں ہم نے یہ نوحہ پڑھا۔ اکبر بھائی نے جواب میں کہا اس نئی طرز میں جس طرز میں گذشتہ شب پڑھا تھا۔ میں نے کہا کہ ہمارا پڑھنا مومنین میں نہیں البتہ بارگاہِ معصومینؑ میں مقبول ہوگیا۔ اس واقعہ سے قارئین بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ فلمی طرز سے ہٹ کر الگ طرز میں پڑھنے کے بعد ہی یہ نوحہ مقبول ہوسکا اور اس کے بعد سے لے کر اب تک اسی طرز میں یہ نوحہ پڑھا جاتا ہے اور کافی رقت ہوتی ہے

(۳) "تعجب یہ نہیں زنداں میں بچی مرگئی کیسے" (یہ نوحہ اسی مجموعہ میں شامل ہے)

سوزخوان اور مداحِ اہلبیتؑ جناب اکبر علی آمیر ۱۹۶۴ء میں ایک دفعہ میری دکان پر آئے، میں نے فوراً کہا کہ میں نے ایک نیا نوحہ لکھا ہے اُسے سنئے۔ وہ جلدی میں تھے تو میں نے انھیں روک کر ایک مطلع سنا دیا ؎

تعجب یہ نہیں زنداں میں بچی مرگئی کیسے   تعجب یہ ہے اتنے دن وہ زندہ رہ سکی کیسے

(یہ نوحہ اسی مجموعہ میں ہے) یہ سن کر اکبر بھائی پر سکتہ سا طاری ہوگیا۔ وہ گئے اور ذرا دیر کے بعد واپس آ کر مطالبہ کیا کہ پورا نوحہ لکھوا دو، نوحہ لے کر گئے، تین دن کے بعد آ کر انھوں نے بتایا کہ جس کسی شخص کو بھی یہ مطلع میں نے سنایا اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے یا زبان سے آہ نکلی۔ اب بتاؤ کہ اس کے لیے طرز کون سی ہے! میں نے طرز بتائی جو انھیں پسند نہیں آئی، اور دو طرزیں بتائیں وہ بھی پسند نہیں آئیں۔ انھوں نے کہا کہ جیسا علیہ نوحہ ہے ایسی ہی عمدہ طرز بھی ہونی چاہیے۔ اب میں کوشش کروں گا۔ اس کے بعد انھوں نے مدح اہلبیتؑ انور افسری کی شاعری کی طرز میں مناسب ترمیم کر کے اس طرز میں مجھے یہ نوحہ سنا دیا جسے میں نے بےحد پسند کیا۔ اب دیکھیے کہ انھیں اس کوشش کا اجر کتنا عمدہ ملتا ہے۔

ذاکرِ حسینؑ و سوزخوان و مدحِ اہلبیت جناب حاجی منور علی سلیل نے خواب میں دیکھا کہ جناب اکبر بھائی ضریحِ امامِ مظلومؑ کے سامنے یہی نوحہ پڑھ رہے تھے اور منور بھائی ان کا ساتھ دے رہے تھے۔ اس خواب کی تعبیر اسی سال مل گئی کہ یہ دونوں بہترین سوزخوان زیارت سے مشرف ہوئے اور اسی طرح ضریحِ امامِ مظلومؑ کے سامنے یہ نوحہ پیش کر سکے۔ مقبول نوحہ جات کے بارے میں مزید ایمان افروز واقعات ضیائے کربلا حصہ چہارم میں ضرور ملاحظہ فرمائیے گا۔ انشاءاللہ۔

احقر ضیا جام نگری

۲۸ مارچ ۱۹۷۹ء

فہرست

(۱) رحلتِ ابوطالبؑ

ہاشم کے گھرانے پر اک تازہ مصیبت ہے
دنیا سے ابوطالبؑ جاتے ہیں قیامت ہے

اشک آنکھوں سے احمدؐ کی جاری ہیں جدائی میں
عموؑ کی حمایت سے محرومی کی نوبت ہے

ایماں کو رکھا مخفی حرِ قتیلِ محمدؐ نے
ایمانِ ابوطالبؑ اللہ کی رحمت ہے

احمدؐ سے مخالف ہیں دنیا کے عرب کیا ڈر
بس اُن کے لیے کافی عموؑ کی حمایت ہے

دنیا سے ابوطالبؑ جب اُٹھ گئے حکم آیا
مکے کو نبیؐ چھوڑو اب یہ دمِ ہجرت ہے

میراثِ ابوطالبؑ حصہ تھا جو بیٹے کا
احمدؐ کی جگہ حیدرؑ سوئے یہ شجاعت ہے

اولادِ ابوطالبؑ دیتی رہی قربانی
جب دینِ محمدؐ پر آئی کوئی آفت ہے

۲ مصائبِ زہراؑ

مصطفےٰؐ کی لاڈلی پر کیا ہوئے ظلم و ستم
جن و انساں کیا فرشتوں حوروں کی آنکھیں ہیں نم

ہائے جھٹلائی گئی وہ غم زدی دربار میں
جن کو صدیقہؑ کہا کرتے تھے سلطانِ اممؐ

جس کا مرتا ہے کوئی دیتے ہیں پرسا اسکو لوگ
سیّدہؑ کا گھر جلانے آئی اُمت، ہے ستم

آیۂ تطہیر جس در پہ نبیؐ پڑھتے رہے
پہلوئے زہراؑ پہ اس در کو گرایا ہے ستم

ظلم بھی ڈھایا گیا رونے سے بھی روکی گئیں
گھر سے قبرستاں میں جائے کیوں زہراؑ کرنے غم

گر مصائب فاطمہؑ کے پڑتے روشن روز پر
کالی راتوں میں بدل جاتے وہ خالق کی قسم

روتے روتے چل بسیں دنیا سے بنتِ مصطفےٰؐ
ظلم کی امت کے یہ حد پہنچی خالق کی قسم

توپ کے گولوں سے کیوں ویراں کیا ان کا مزار
بعدِ احمدؐ فاطمہؑ پر کیا ہوئے تھے ظلم کم

(۳) مصائبِ بنتِ رسولؐ

بند ہوتے ہی نبیؐ کی آنکھیں بدلا یوں زماں
آل کی حالت پہ روئے انبیاء و قدسیاں

حق نے جن کے واسطے کون و مکاں پیدا کیے
گھر جلانے اُن کا ظالم لائے آگ اور لکڑیاں

کیوں محمدؐ نے کیا صلّوا علیہ میں شریک
کارِ احمدؐ میں تھا حصّہ آل کا بھی بے گماں

لے گئے احمدؐ، نصاریٰ کے مقابل میں جنھیں
ہائے جھٹلائے گئے دربار میں وہ الاماں

جو ستائے فاطمہؑ کو وہ ستائے گا مجھے
یہ نبیؐ کہہ جائیں پھر زہراؑ کرے آہ و فغاں

در پہ زہراؑ کے تو آئیں فخر سے جن و ملک
اور انھی پر در گرا کر توڑ ڈالیں پسلیاں

فاطمہؑ گھر میں نہ روئے، روئے قبرستان میں
ظلم ڈھانے والے گریہ سُن نہیں سکتے یہاں

کیوں شجر کو کاٹتے ہو ظالمو! رہنے بھی دو
اس کے سائے کے تلے لیتی ہے زہراؑ ہچکیاں

مصطفےٰؐ تعظیم کو اٹھتے تھے جسکی وہ غریب
روتے روتے چند دن میں چل بسی سوئے جناں

غسل دینے میں یکایک چیخ کر روئے علیؑ
بازوئے زہراؑ پہ دیکھا تازیانے کا نشاں

کرتی ہے اعلانِ حق مظلوم کی آہ و بکا
فاطمہؑ نے اپنے گریے سے کیا حق کو عیاں

مرثیہ ضبت کا بعدِ مرگ بھی باقی رہا
روضۂ زہراؑ کو گولوں سے کیا ہے بے نشاں

۴ مصائبِ زہراؑ بعد شہادت

نہیں ہے مرا قلب قابو میں لوگو
خیال آ رہا ہے کسی دل جلی کا

جو بیٹے کو روئی ولادت سے پہلے
تصور ہے اُس پاک بنتِ نبیؐ کا

پیمبرؐ کے غم میں تو رونا لکھا تھا
جو بچہ شکم میں مرا اس کو روئی

قیامت تھا دربار میں اُس کا رونا
زمانہ ہوا ختم یوں زندگی کا

لحد میں نہ تھا چین اُس غم زدی کو
رُلاتا ہے تربت میں بنتِ نبیؐ کو

علیؑ کی شہادت پہ پھر روح تڑپی
کہ کیا حال ہو گا مری لاڈلی کا

حسنؑ کے جنازے پہ برسا کے ناوک
قریبِ نبیؐ دفن ہونے سے روکا

نہ سمجھے پیمبرؐ کا ہے یہ نواسہ
یہ فرزند ہے فاطمہؑ غم زدی کا

چلے جب مدینہ سے سبطِ پیمبرؐ
اُبلتا تھا ہر سمت اشکوں کا چشمہ

لرزتی تھی رہ رہ کے تربت نبیؐ کی
خزاؤں میں گریہ تھا بنتِ نبیؐ کا

ہوئے ایسے مجبور فرزندِ حیدرؑ چلے مکّہ سے حج کو عمرہ سے بدلا
مگر آہ سرورؑ نے منزل بہ منزل برابر سنا نوحہ ماں دل جلی کا

جو رات آئی عاشور کی کربلا میں بڑھی درد کی لہر غمگیں فضا میں
کچھ اس طرح روتی تھی شبیرؑ کی ماں دہل جاتا تھا قلب بنتِ علیؑ کا

---

۵ محسنؑ کی شہادت

دنیا سے گئی روتی ہوئی کس کی یہ جائی
جبریلؑ نے بھی روتے ہوئے خاک اُڑائی

کیا بیت گئی فاطمہؑ کے دل پہ جو دیکھا
تجہیزِ محمدؐ میں بھی اُمت نہیں آئی

جو پڑھتے رہے کلمہ محمدؐ کا اُنہی نے
افسوس درِ فاطمہؑ پہ آگ لگائی

معصومہ کے پہلو پہ گرایا گیا در کو
محسنؑ کی شہادت ہوئی وہ ضرب لگائی

رونے کو بقیعے میں گئی بنتِ پیمبرؐ
ہے کیا غضب گھر میں وہ رونے نہیں پائی

دن شب میں بدل جاتے جو یہ پڑتے مصائب
اللہ لبِ زہراؑ پہ فریاد یہ آئی

جو ابرِ کرم بن کے برستے رہے سب پر
صد حیف اُنہی پر ہے گھٹا ظلم کی چھائی

گولوں سے گرایا گیا روضے کو غضب ہے
وہ چین سے تربت میں بھی رہنے نہیں پائی

(۶) اے سورج

آمد سے تری شب ختم ہوئی ، اور پھیلا اجالا اے سورج
روشن ہوئے سارے دشت وجبل! روشن ہوئے دریا اے سورج

ذی روح کی تجھ سے زیست بڑھی پھل پکنے لگے گل کھلنے لگے
اور دھوپ سے پانی ابر بنا! ہر سمت میں برسا اے سورج

آدم جو چلے جنّت سے انھیں ! آئیں نہ غذائیں یاد بھی ہے
جنّت کے طعام آتے ہی رہے ! تھا کس کا گھرانا اے سورج

وہ نوحؑ کی کشتی یاد بھی ہے ، جب پانی میں دنیا ڈوبی تھی
جب آکے وہ جودی پر ٹھہری ، تھا کن کا سہارا اے سورج

پہونچے جو خلیلؑ آتش میں انھیں! کس ہستی نے بڑھ کر تھاما تھا
گلنار ہوئی گلزار بنی ! تھا کس کا اشارا اے سورج

موسیٰؑ کا عصا اژدر جو بنا ، کس درجہ ڈرے خود اس سے کلیمؑ
گہوارے میں اژدر کو چیرا ! تھا کون سا بچہ اے سورج

عیسیٰؑ کو ملی انجیل مگر ! اُس کے کئی نسخے بن کے رہے
کیا اور کوئی تو نے دیکھا ! قرآن کا نسخہ اے سورج

حسنینؑ و علیؑ و زہراؑ کو حجت کے لیے جب لائے نبیؐ
سچوں کو جو دیکھا پیچھے ہٹے ، اچھے تھے نصاری اے سورج

حسنینؑ کو لے کر رونے کو ! جاتی تھیں جو زہراؑ سوئے بقیع
غربت کا وہ نوحہ پڑھتی تھیں، کیا تو بھی رویا اے سورج

شہؑ بھائی کے لاشے کو لائے احمدؐ کے قریں دفنانے کو
فرزندِ نبیؐ کی میت پر منہ تیروں کا برسا اے سورج

حج چھوڑ کے سرورؑ نکلے تھے وہ دھوپ غضب اور بادِ سموم
تھیں بی بیاں بچے محمل میں ! اور پیچھے زہراؑ اے سورج

نظریں تھیں علم پر سقاؑ کے، ساغر لیے بچے دھوپ میں تھے
عباسؑ نہ آئے آیا علم ، اور مشکِ سکینہؑ اے سورج

ٹیلے پہ تھیں زینبؑ جب دیکھا ، کٹتے ہوئے شہ کا خشک گلا
پھر شاہ کے قتل کی آئی ندا ، خوں تو بھی تو رویا اے سورج

پامال و برہنہ لاشِ پدر ، تھی جلتی زمیں پر یہ دیکھی
سجادؑ کا چہرہ زرد ہوا ! زینبؑ نے سنبھالا اے سورج

عابدؑ جو پھوپی کو ڈھونڈتے تھے دیکھا کہ مزارِ شہ پہ ضیاؑ
آتی تھیں نظر چادر کی طرح تن ایسا گھلا تھا اے سورج

(۷) کہا رو کے بچّوں نے مادر نہیں

غمِ شہ میں آنکھیں اگر تر نہیں — تو قسمت میں پھر جامِ کوثر نہیں
علیؑ کی شجاعت کا دوں کیا ثبوت — نہیں مرحب و عمرو عنتر نہیں

کہوں کس کو مولا، علیؑ کے سوا
کسی میں بھی وصفِ پیمبرؐ نہیں

کوئی شعر میرا ہے بیشک قبول
میں کیسے کہوں خلد میں گھر نہیں

شب و روز روئیں نہ کیوں فاطمہؑ
علیؑ پر ستم ہیں، پیمبرؐ نہیں

ہے سرشہؑ کے زانو پہ لب پر ہنسی
خرابِ حُرؑ ہے کچھ خوفِ محشر نہیں

یہ کہتے تھے مسلمؑ کہاں جاؤں میں
کہ طوعہؓ مرا یاں کوئی گھر نہیں

طمانچے جو حارث نے مارے بظلم
کہا رو کے بچوں نے مادر نہیں

تلاوت کُناں ہے سرِ مصطفیٰؐ
مسلمانو! یہ فرقِ سرورؑ نہیں

چھپاتی ہے ہاتھوں سے رخ بنتِ شاہ
کہ چھوٹے ہیں بال اور چادر نہیں

لپٹ کر کہا ماں سے صغراؑ نے ہائے
برادر نہیں ننھی خواہر نہیں

لگاؤں نہ کیوں آس مولیٰ سے میں
ضیاؔ کیوں کہوں خوفِ محشر نہیں

---

(۸) غم کے گرفتار گئے ہیں

جس بستی میں سرورؑ کے عزادار گئے ہیں
شیطان کے اصحاب وہاں ہار گئے ہیں

ہو جائے گا یہ فیصلہ حق کس کی طرف ہے
اب لڑنے کو صفین میں عمارؓ گئے ہیں

مجلسِ سرور

(۱۰)

بھلا اُس کا ہو جس نے مجلسِ سرورؑ بپا کی ہے
رہے گا ہر طرح آباد زہراؑ نے دعا کی ہے
شہِ جنّت کا قاتل جائے گا جنّت میں بتلا دو
مسلمانو! قسم تم کو خداوندِ عُلا کی ہے
برابر روئے آدمؑ، نوحؑ، یعقوبؑ اور پھر یوسفؑ
بس اب حد ہے محمّد مصطفیٰؐ نے خود بُکا کی ہے
ہر اک انسان تجھ پر کر رہا ہے حرملا لعنت
خدنگوں نے ترے عاشور کے دن وہ جفا کی ہے
چھدی مشکِ سکینہ ہو گیا مذبوح ششماہہ
ہوئے مجروح سرورؑ ہر جفا یہ حرملا کی ہے
گئیں روضے پہ جد کے چھوڑ کر بھائی کو جنگل میں
الٰہی صبر کی کیا تاب زینبؑ کو عطا کی ہے
دکھانے ماں کو لائیں خوں بھرا کرتا برادر کا
شناسا فرض کی زینبؑ ہے بیٹی مرتضیٰؑ کی ہے
صلا محشر میں دیں گے اس کا مجھ کو شافعِ محشرؐ
کہ میں نے عمر بھر آلِ محمّد کی ثنا کی ہے

نہیں میں عدل کا طالب مگر ہوں فضل کا خواہاں
یہ نورِ مصطفےٰ سے مختصر حاصل ضیاؔ کی ہے

(۱۱) مصائبِ زہراؑ و مصائبِ کربلا

فرزندِ پیمبرؐ کو اُمت نے ستایا ہے
جنّت میں محمّدؐ کو افسوس رُلایا ہے

احمدؐ نے جسے اکثر کاندھے پہ بٹھایا تھا
اُمت نے اسی کا سر نیزے پہ چڑھایا ہے

دربار میں جھٹلا کر، گر ذلّتِ زہراؑ کی
زینبؑ کو رسن بستہ شہروں میں پھرایا ہے

احمدؐ نے لیا جس کو تطہیر کی چادر میں
اُمت نے اسی شہؑ کو بطحٰی سے ہٹایا ہے

زہراؑ کا جلانے گھر پہنچے تھے مسلمان گر
کربل میں لعینوں نے خیموں کو جلایا ہے

سجدے میں بھی احمدؐ نے جس کو نہ اتارا تھا
آج اُس کو لعینوں نے گھوڑے سے گرایا ہے

گر بازوئے زہراؑ پر اک دُرّہ لگایا تھا
زینبؑ کو لعینوں نے دُرّوں سے ستایا ہے

گر پہلوئے زہرؑا پر، دروازہ گرایا تھا
کوٹھے سے لعینوں نے مسلمؑ کو گرایا ہے
گر رونے سے زہرؑا کو، روکا تھا مدینے میں
رونے پہ سکینہ کو، ظالم نے ستایا ہے
گر لاشۂ سرورؑ کو روندا گیا گھوڑوں سے
زہرؑا کا یہاں روضہ، گولوں سے گرایا ہے

(۱۲) مدینے سے روانگی

در و دیوار روتے ہیں صدا گریہ کی آتی ہے
مدینہ چھوڑ کر کربل نبیؐ کی آل جاتی ہے
نہ چاہی سلطنت پھر بھی ہیں دشمن درپئے ایذا
جوانانِ جناں کو آہ یہ اُمّت ستاتی ہے
حسینؑ اور بیعتِ حاکم یہ کیسے ہو کہ حیدرؑ نے
کبھی بیعت نہیں کی، اس کو دنیا بھول جاتی ہے
نکل کر دادئِ بطحا کے گھر سے شاہِ دیں بولے
قبورِ جدّ و مادر سے مجھے اُمّت چھڑاتی ہے
حسینؑ ابنِ علیؑ نے اُمِّ سلمہؓ کو دمِ رخصت
عطا کی خاکِ خونِ شہ کی خوشبو جس میں آتی ہے

لیا اٹھارہ دن کے لال تک کو ساتھ سرورؑ نے
مگر بیمار اک صغراؑ وطن میں چھوٹ جاتی ہے

مسلمانو! یہ دیکھو کانپتی ہے قبرِ زہراؑ کی
صدائے گریۂ زہراؑ فضا پر چھائی جاتی ہے

(۱۳) پیاسے پھرے عباسؑ

یہ منظرِ غم دیکھ کے گریاں ہوئے عباسؑ
زخمی نظر آئے جو پدر گر پڑے عباسؑ

جب تیروں کا مینہ برسا جنازے پہ حسنؑ کے
شبیرؑ کا منہ دیکھ کے چپ رہ گئے عباسؑ

حاکم کے گھر آواز جب اونچی ہوئی شترؑ کی
آقا کی مدد کرنے کو حاضر ہوئے عباسؑ

ماں نے کہا زہراؑ کی کمائی سے خبردار
یہ نزع کے عالم میں بھی سنتے رہے عباسؑ

لشکر نے کہا خیمے لبِ نہر سے اٹھواؤ
غیض آگیا غصے سے لگے کانپنے عباسؑ

سرورؑ نے کہا بھائی ہٹا لیجئے خیمے
سر جھک گیا خاموش وہیں رہ گئے عباسؑ

سقہ ہوں میں اور شاہؑ کے سب بچے ہیں پیاسے
یہ سوچ کے خوں آنکھوں سے برسا گئے عباسؑ

اطفال کے ارمان بھری مشک کو لے کر
دریا کی طرف لو وہ روانہ ہوئے عباسؑ

شیر آگے بڑھا، فوج ہٹی، لے لی ترائی
مشکیزہ بھرا نہر سے پیاسے پھرے عباسؑ

مشکیزہ بچے کیسے، برسنے لگے ناوک
اس فکر میں شانوں کو بھی کٹوا گئے عباسؑ

بولے ملک احسنت تجھے نائبِ حیدرؑ
مشکیزہ لیے دانتوں میں جسدم بڑھے عباسؑ

جب سر پہ لگا گرز گرے ساتھ علم کے
یوں حق کی اطاعت کو ضیا دے گئے عباسؑ

(۱۴) ہمشکلِ پیمبرؐ

کربلا میں دے رہے ہیں ابنِ حیدرؑ امتحاں
دیکھتے ہیں انبیاءؑ اور اوصیا اور قدسیاں

صورت و سیرت میں تھا مثلِ نبیؐ شہؑ کا پسر
جاتا ہے رن میں جہاں چلتی ہیں تیغیں برچھیاں

بولے شہؑ اب رَن کو جاتا ہے مرا وہ نورِ عین
دید جس کی تھی زیارت مصطفےٰؐ کی بے گماں

دیکھتا جاتا تھا مُڑ مُڑ کر پسر سوئے پدر
چاند چھپتا جا رہا تھا دے کے ہلکی جھلکیاں

آئی اکبرؑ کی صدا شہ ٹھوکریں کھاتے چلے
سر لیا آغوش میں دیکھیں پسر کی ہچکیاں

صبرِ سرور دیکھ لو، ایوبؑ و یعقوبؑ و خلیلؑ
دیکھ لو ہمشکلِ احمدؐ کو رگڑتے ایڑیاں

کیسے اُٹھے گی جواں بیٹے کی میت باپ سے
آؤ زینبؑ بھائی کو دیدو سہارا ہو کہاں

آئی خواہر، پر تنِ تنہا اٹھائی شہ نے لاش
یوں ہوا پورا پدر کا ایک مخصوص امتحاں

مادرِ اکبرؑ نہ کیوں رو رو کے مرجائے کہو
آج تک بچھڑا کسی ماں سے نہ ایسا نوجواں

(۱۵) اصغر کی بے زبانی!

سُن لو جہان والو غمگین یہ کہانی
معصوم بچوں پر تھا افسوس بند پانی

صغراؑ کو یاد آتا اصغرؑ کا جب ہمکنا
بیمار کو رُلاتی بھائی کی بے زبانی

بچوں کو مومنوں کے جنت میں پالتی ہیں
اب سیدہؑ کریں گی اصغرؑ کی میہمانی

سوکھی زباں دکھا کر اعدا کو بھی رُلایا
کیا کام کر گئی ہے اصغرؑ کی بے زبانی

بے رحم کوفیوں کو قہر خدا نہ گھیرے
اصغرؑ کی لاش شہ کو ہے اس لیے چھپانی

عباسؑ آپ آتے مشکیزہ بھر کے لاتے
اصغرؑ نہ پیتے مولا اپنے ہی خوں کا پانی

اصغرؑ کی لاش لے کر اتنا رباب بولیں
بچے کو تیر مارا کیوں اے ستم کے بانی

اکبرؑ سنبھال لینا آتا ہے زخمی بھائی
تشنہ دہن ہے دینا کوثر کا ٹھنڈا پانی

(۱۶) زہرا کا چاند

زہراؑ کا چاند روشنی دے کر گزر گیا
بیٹا علیؑ کا دیں پہ فدا کر کے گھر گیا

ابنِ علیؑ نے تیروں میں پڑھ لی نمازِ ظہر
لیکن نمازِ عصر میں سر دے کے مر گیا

سیراب فوجِ حُرؑ کو کیا جس نے راہ میں
وہ پانی مانگتا ہی رہا پیاسا مر گیا

گھوڑے سے گر کے تیروں پہ ٹھہرے امامِ دیں
کچھ دیر بعد جسم زمیں پر اتر گیا

مانگا علیؑ کی پوتی نے جب وقت جامِ آب
ظالم بہا کے پانی کو ہنستا گزر گیا

تیغوں سے ٹکڑے ٹکڑے تھا ہمشکلِ مصطفےٰؐ
کیا جانیں قلبِ شہؑ پہ جو صدمہ گزر گیا

ہوں گے اسیر اہلِ حرم اس کو سوچ کر
روتا ہوا جہاں سے شہِ بحر و بر گیا

سرورؑ کو قتل کر کے شقی بن گئے لعیں
دل سے ہمیشہ کے لیے خالق کا ڈر گیا

ششماہہ جس نے فوجِ شقی کو رُلا دیا
ظالم کا تیر کھا کے لہو میں وہ بھر گیا

جب دونوں ہاتھ کٹ گئے پانی کی فکر میں
گھوڑے سے آہ کیسے جری خاک پر گیا

سجدے کو طول جس کے لیے دیتے تھے رسولؐ
نوکِ سناں پہ ہائے اُسی شہ کا سر گیا

(۱۷) قوّتِ دلِ شبیرؑ

چھلک کر اشک کا قطرہ غمِ شہ میں جو بہتا ہے
محبت شاہ کی ہے موجزن بہنے میں کہتا ہے
سناں کھینچی ہے دل سے خون کا فوارہ بہتا ہے
سوائے شکر لیکن کچھ نہیں مظلوم کہتا ہے
کوئی سوچے کہ سہ سکتا ہے انساں اتنی تکلیفیں
مریضِ کربلا ! اللہ کتنے ظلم سہتا ہے
ہے عریاں لاش بابا کی حرم کو بے رِدا لے کر
مریضِ آہن میں جکڑا طعنہ اعدا بھی سہتا ہے
چھلا حلقِ سکینہؑ، پائے عابدؑ ، بازوئے زینبؑ
مگر دردِ سکینہؑ کا ہر اک کو دھیان رہتا ہے
نہیں بازو کا غم عباسؑ بولے تیر نے مارا
چھدی مشک آہ ! سب پانی لہو کی طرح بہتا ہے
قضا سے ذبح بچےّ کو کیا تیرِ سہ شعبہ نے
یہ دل شبیرؑ ہی کا ہے جو ایسا ظلم سہتا ہے

تری قوّت سے بالا ہے یہ نوحہ شکر کر رب کا
ضیاؔ یہ فضلِ مولا ہے جو سنتا ہے وہ کہتا ہے

(۱۸) زہراؑ کا گلستاں

مسلمانو! یہ کس کا گلستاں ہے
اچانک آ گئی جس پر خزاں ہے
محمدؐ کے پسر کا کارواں ہے
کہ جس پر ظلم کا دریا رواں ہے
کوئی بیمار ایسے رو رہی ہے
مدینہ کی فضا گریہ کناں ہے
چلے مکّے سے کربل ابنِ زہراؑ
ابھی سے چشمِ زہراؑ خونفشاں ہے
صدائے العطش بچّوں کی سن لو
یہ ہے فریاد یا اٹھتا دھواں ہے
کٹے بازو اٹھا کر میرے مولا
چلو بھائی رگڑتا ایڑیاں ہے
نبیؐ کا کلمہ پڑھنے والو دیکھو
نبیؐ کی شکل کا اکبرؑ جواں ہے
نہ دیکھا شام والو کیا نہ دیکھا
لبِ اصغرؑ پہ اک سوکھی زباں ہے
پلایا شمر نے آخر نہ پانی
گلوئے شاہ پر خنجر رواں ہے

طمانچہ ننھے گالوں پر نہ مارو
زمیں ہلتی ہے لرزاں آسماں ہے

(۱۹) زینبؑ کے کھلے سر میں

نہ جانے پا گئے کیا شاہِ دیں بھائی کے تیور میں
اجازت دی نہ لڑنے کی برادر کو بہتر میں

چھلکتا جامِ کوثر مومنو! چاہو جو ساقی سے
تو اپنی آنکھیں چھلکا لو غمِ فرزندِ حیدرؑ میں

امامِ عصر روتے ہیں لہو، صبح و مسا اے دل
تماشئی کر تو مولا کی غمِ سبطِ پیمبرؐ میں

ادب سے عرض ہے عابدؑ کو دیکھو حیدرؑ صفدر
گرانی بابِ خیبر سے سوا ہے لاشِ خواہر میں

یزیدی آندھیاں کیا روک لیں گی گریۂ شہ کو
زبانِ خشکِ اصغرؑ سے اٹھا طوفان لشکر میں

بلا کے بن میں اصغرؑ اور بنتِ شاہ زنداں میں
کمالِ صبرِ عابدؑ دونوں ان قبروں کے منظر میں

جھکا عابدؑ کا سر اور شہ کے سر نے بند کیں آنکھیں
مصیبت کا تھا کتنا وزن زینبؑ کے کھلے سر میں

مصائبِ آلِ احمدؐ کے لیے زیور بنے سارے
ضیاؔ داغِ غمِ معصوم ہے اب اپنے زیور میں

(۲۰) داستانِ غم

سن لو اے مومنو یہ غم کی داستاں
آنکھوں سے ہوئے گا خونِ جگر رواں

بطحا کی ہر گلی کیوں غم سے بھر گئی
ہے سوئے غم چلا شبیری کارواں

کس نے ہلا دیا نالوں سے آسماں
دختر ہے شاہ کی بیمار و ناتواں

رونے لگا ہے کیوں یہ لشکرِ ستم
اصغر نے پیش کی سوکھی ہوئی زباں

ہمشکلِ مصطفےٰ کا ہے چہرہ وہ چاند سا
دیکھا نہ دہر نے اکبر سا نوجواں

ننھی سی وہ کلی وہ تیر وہ ہنسی
بھولے گا کیا جہاں! اصغرؑ کی ہچکیاں

تاریک رات ہے مولا پکار لو
بچی ہے ڈھونڈتی لاشوں کے درمیاں

آلِ رسولؐ کو تحفے میں یہ بلا
ہاتھوں میں تھی رسن، پاؤں میں بیڑیاں

ہوتا تھا درد جب بچیؑ پکارتی تھی
عباسؑ ہیں کہاں کھولیں جو ریسماں
زہراؑ کی روح بھی رکتی تھی ہر جگہ
گرتے تھے راہ میں بچے جہاں جہاں
زندانِ شام میں آخر وہ چل بسی
بچیؑ نہ سہ سکی زنداں کی سختیاں

(۲۱) کیسے لمحہ کٹے زندگی کا

کوفے والوں سے کوئی بتا دے ہے گھرانا محمدؐ نبی کا
زہر میں ہاں نہ تیغیں بجھائیں، ہے یہ لشکر خدا کے ولی کا
شہؑ نے اصغرؑ کی حالت بتادی اُس نے سوکھی زباں بھی دکھادی
پھر بھی بچہ مرا ہائے پیاسا، رہ گیا داغ اس بے کسی کا
گرچہ ہمشکل احمدؐ تھے اکبرؑ بھیجے پیچھے گئے پھر بھی سرورؑ
تیغیں برسانے والو بتادو اب بھی دامن ملے گا نبیؐ کا
شہؑ نے عباسؑ کو مشک دیدی رہ گیا جنگ کا شوق باقی
ورنہ زینبؑ کی چادر نہ چھنتی تھا یہ بیٹا علیؑ کا علیؑ کا
مصطفےٰؐ کا ہے یہ قول لوگو! شاہ جنت کے شبرؑ ہیں سن لو
اُن کے فرزند قاسمؑ کو روندا، ٹکڑے ٹکڑے کیا دل نبیؐ کا

ساتھ جانے کی کوشش تو کرلی اور بلانے کا وعدہ لیا بھی
پھر بھی صغراؑ رہی ہے اکیلی، کیسے لمحے کٹے زندگی کا

بند آنکھیں ہیں سرورؑ کے سر کی نے لے رداہے جو بیٹی علیؑ کی
شام والو! تماشہ نہ دیکھو، مرتبہ سمجھو بنتِ نبیؐ کا

یادِ اصغرؑ رلاتی ہے سب کو کیوں نہ تڑپائے گی ماں کے دل کو
پھر بھی مولا کو روتی ہے دُکھیا یاد عریاں بدن ہے انہی کا

(۲۲) احمدِ مرسل کا باغ

عزیزوں احمدِ مرسل کا باغ لوٹ لیا
گلوں کو توڑ لیا اور کلی کو روند دیا

گلے سے شاہ نے اصغرؑ کے تیر تو کھینچا
لگا تھا ایسا کہ بچہ نہ تھوڑی دیر جیا

یزیدیت کے اندھیرے میں روشنی کے لیے
جلایا شہ نے خود اپنوں کا خون دے کے دیا

سوالِ آب کا شہؑ کو جواب ایسا ملا
کہ تیر مار کے بچےؑ کو آہ ذبح کیا

سکینہؑ شام میں کہتی تھی رو کے ہائے چچا
ہے رنج کیوں تمھیں مشکیزہ سوکھا لا کے دیا

زبانِ خشک جو دیکھی تو فوج بھی روئی
نہ پایا پانی اور اصغرؑ نے آب تیر پیا

جنازہ جیسے بھرے گھر سے نکلا ایسا شور
پسر کے جنگ کو جانے پہ شہ نے دیکھ لیا

بہشت کے جو جوانوں کے شاہ ہیں شبّرؑ
انہی کے چاند کو اُمت نے ہائے روند دیا

لگا جو مشک پہ پیکاں دلوں پہ بچوں کے
لگا وہ زخم کسی نے نہ جس کو ہائے سیا

(۲۳) دل میں سناں

گردن میں طوق پاؤں میں بیڑی گراں رہے
عابدؑ بہن کی یاد میں دل بھی تپاں رہے

مولا نہ کھینچو، کھینچتے ہی نکلے نہ دم کہیں
کچھ دیر اور بیٹے کے دل میں سناں رہے

تشہیر شہر شہر حرم ہوں تو وہ بھی ساتھ
اس امتحاں کے واسطے اک ناتواں رہے

ہو جائیں دفن ظالموں کی میتیں تمام
عریاں زمیں پہ مست شاہ زماں رہے

ہم شکلِ مصطفےؐ کی بھی میت حسینؑ اٹھائے
دنیا میں ایک یہ بھی بڑا امتحاں رہے

بنتِ بتولؑ ہووے رسن بستہ بے ردا
منظر یہ دیکھے اور خموش آسماں رہے

تنور میں ہو، دیر میں ہو یا شجر پہ ہو
سرور کے سر کے ساتھ ہی ماں کی فغاں رہے

سرورؑ کے استغاثے پہ تڑپیں گے سب کے سب
انصار میں کسی کے نہ گر تن میں جاں رہے

(۲۴) سر کے بال بکھراتی رہی

کربلا میں شاہ پر غم کی گھٹا چھاتی رہی
در صدائے واحسینا خلد سے آتی رہی

کوفیوں نے میہماں پر بند پانی کر دیا
شاہؑ کے خیموں سے صدائے العطش آتی رہی

دیکھا زینبؑ نے، کہ لشکر کم سے کم ہوتا گیا
سوچ کر انجام سر کے بال بکھراتی رہی

یاد کر کے ماں کو مسلمؑ کے پسر روتے رہے
زوجۂ حارث انھیں سینے سے لپٹاتی رہی

وہب نے جب شہؑ پہ قرباں ہونے کا وعدہ کیا
ماں کو اپنے لال کی ہر ہر ادا بھاتی رہی

خشک لب پر پھیری اصغرؑ نے زبانِ خشک جب
رنج و غم سے علقمہ کی نہر بل کھاتی رہی

دونوں شانوں کو کٹا کر سو گئے عباسؑ جب
شاہ کے بچنے کی جو امید تھی جاتی رہی

ماں جو سلجھاتی رہی اکبرؑ کے گیسو دیر تک
جھلملاتی شمع بھی حسرت سے شرماتی ر

لوٹ کر پوشاک گھوڑے لاش پر دوڑا دیئے
شہؑ پہ بعدِ قتل اُمت کیا ستم ڈھاتی رہی

وہ عَلم آیا وہ آئے پانی کو لے کر چچا
یوں سکینہؑ دھوپ میں بچوں کو بہلاتی ر

سر کو ٹکراتی کوئی بی بی تو چلاتی کوئی
جب تلک غسالہ ننھی لاش نہلاتی رہی

بچے راہِ شام میں ناقوں سے گرتے ہی ر
فاطمہؑ مظلومہ اپنی گود پھیلاتی ر

سب سے پہلے تم عزیزوں میں فدا کر دینا جاں
بیٹوں کو زینبؑ شبِ عاشور سمجھاتی رہی

خلق فرمائے ہیں ربِّ دو جہاں نے چودہ نور
جن سے یہ دنیا ضیاؔ ہردم ضیا پاتی رہی

(۲۵) گھٹ گھٹ کے برپا کر گئی

اس طرح سے بَین زہراؑ کر گئی
آنسوؤں کا جاری چشمہ کر گئی

کس خوشی سے دینِ حق پر دیکھئے
لعل کو قربان لیلیٰ کر گئی

مادرِ عباسؑ کا تھا یہ جگر
چاروں بیٹے شہ پہ فدیہ کر گئی

زوجۂ عباسؑ کا گھر لٹ گیا
صبر اس آفت میں کیسا کر گئی

بے ردائی، قید، دُرّے سہ لئے
خدمتِ دیں بنتِ زہراؑ کر گئی

سیلیاں ظالم کی اور کانوں کے زخم
بنتِ شہؑ برداشت کیا کیا کر گئی

دل دہلتا رہتا ظلمِ شمر سے
شہؑ کا غم گھٹ گھٹ کے برپا کر گئی

رو سکی بچی نہ اپنے باپ کو
مر کے زنداں کو اندھیرا کر گئی

ہو گئی مسرور روحِ مجتبیٰؑ
بیوہ یوں پیش اپنا ہدیہ کر گئی

شرم سے سرِ ظلم کا اب تک ہے خم
بانو یوں قربان بچہ کر گئی

شہؑ کے سر سے پھیلی یوں حق کی ضیاؔ
چہرۂ باطل کو کالا کر گئی

(۲۶) بن کربل کا لرزاں ہوگیا

رشکِ طور اب شام کا تاریک زنداں ہوگیا
نور کے پارے ہوئے ساکن چراغاں ہوگیا

زینبؑ و کلثومؑ ، باقرؑ اور زین العابدینؑ
مسکن ایسی ہستیوں کا ہائے زنداں ہوگیا

شاہزادی آپ کے بیٹوں کا میں خیاط ہوں
اس طرح گویا درِ زہراؑ پہ رضواں ہوگیا

ریگِ گرمِ کربلا پر دھوپ میں اے فاطمہ
جسمِ نازک آپ کے بیٹے کا عریاں ہوگیا

لگ چکے ہیں یک ہزار و نہ صد و پنجاہ زخم
شاہ کے رہوار سے گرنے کا امکاں ہوگیا

پاؤں پھیلا ذوالجناح آہستہ گیتی پر آ
شاہ کے تابوت کا تیروں سے ساماں ہوگیا

کیا کمی تھی پارہ پارہ ہونے میں شبیرؑ کے
کٹ گیا سر اور پامالی کا ساماں ہوگیا

نعل بندی کر کے گھوڑے لاش پر دوڑا دیئے
گریۂ زہراؑ سے بن کربل کا لرزاں ہوگیا

استغاثہ کا اثر تھا بے کس و مظلوم کے
شاہؑ کے ہاتھوں پہ اصغرؑ مردِ میداں ہو گیا

فوجِ اعدا کر چکی عباسؑ و اکبرؑ کو شہید
پر وہ لشکر دیکھ کر اصغرؑ کو حیراں ہو گیا

جب دکھائی پھیر کر اصغرؑ نے ہونٹوں پر زباں
ظالموں میں کم شقی جو تھا وہ گریاں ہو گیا

تیر سے پہلو سے کاٹا جب کلامِ شاہؑ کو
مسکرا کے بچہ بے شیر قرباں ہو گیا

آ رہی تھی شہؑ کے خیموں سے صدائے العطش
حر شبِ عاشور یہ سن کر پریشاں ہو گیا

جس کی رگ رگ میں محمدؐ مصطفےٰ کا تھا لہو
ہائے وہ شبیرؑ خاک و خوں میں غلطاں ہو گیا

(۲۷) اِنتہا کر دی محبّت کی

الٰہی کس طرح اصحاب نے شہؑ کی اطاعت کی
عجب الفاظ میں شہؑ نے بیاں ان کی فضیلت کی

تمھارے مرنے سے چہرے حرم کے زرد ہیں شیرو
گھلے جاتے ہیں سب تم نے جو لے لی راہ جنت کی

بتایا جعفرِ صادقؑ نے رحمت رب کی ہے اس پر
بلند آواز سے سرورؑ کے غم میں جس نے رقت کی

شہیدِ اوّلِ راہِ خدا تھے حضرتِ مسلمؑ
خبر کوفے سے آئی راہ میں جن کی شہادت کی

کیا بیٹوں کو قرباں کربلا میں ابنِ زہراؑ پر
بلا میں خواہرِ عباسؑ نے زینبؑ کی شرکت کی

خبر یثرب میں پائی دونوں بچے بھی گئے مارے
رقیہؑ آپ کی طولانی گھڑیاں تھیں مصیبت کی

کیا امّ البنینؑ نے شہؑ پہ قرباں چار بیٹوں کو
الٰہی انتہا کر دی ہے مولا سے محبت کی

اٹھا کر لاش ابنِ اوسجا کی شاہ جب لائے
بڑھا خیمہ سے بچہ اور گیا خدمت میں حضرت کی

کہا شہؑ نے ہے کافی تیری ماں کو داغ شوہر کا
وہ بولا، ماں نے بھیجا ہے اجازت دو شہادت کی

جنابِ آدمؑ و نوحؑ و خلیلؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ
حسینؑ ان انبیاءؑ نے دی خبر تیری شہادت کی

رسولوں کے وراثت دار تھے شبیرؑ جب ان سے
صبا مومن نے پائی، اس نے پالی راہ جنت کی

(۲۸) اکبرؑ کیا کریں آقا

ترے غم میں محبّوں کے نہ کیوں آنسو بہیں آقا
مصائب تیرے سُن کر کیوں نہ انساں چیخ اٹھیں آقا

اگر رہ جائے سینے میں سناں دم گھُٹ کے رہ جائے
اگر نکلے تو دم نکلے پھر اکبرؑ کیا کریں آقا

سکینہؑ اور ربابؑ اور بیبیاں سب منتظر ہوں گی
لئے اصغرؑ کی میّت سوئے خیمہ کیا بڑھیں آقا

حسنؑ کا لال چودہ سال کا سن چاند سا چہرہ
رضا مرنے کی آسانی سے ان کو کیسے دیں آقا

شفاعت کے لئے زہرؑا کو کام آئیں گے محشر میں
نہ کیوں دستِ بریدہ بھائی کے لیں گود میں آقا

جو پہنچے کربلا اہلِ حرم کے سر پہ گرد آئی
مگر تھا حکمِ رب ٹھیرو پھر اب کیسے بڑھیں آقا

تمنّا تھی کہ عریاں رہ نہ جائے لاش میداں میں
بہن سے وقتِ آخر کیوں نہ کرتا مانگ لیں آقا

گری ناقے سے وہ بچی جسے مرنا ہے زنداں میں
تو خود نیزے پہ رُک کر کیوں نہ سب کو روک دیں آقا

تماشائیوں کا نرغہ ہے اور ہے بے رِدا زینبؑ
تلاوت سے توجہ کیوں نہ سب کی پھیر دیں آقا

عجب آلام سہہ کر تھک چکی ہے شام میں بچی
اب اس کے خواب میں آکر نہ کیوں آواز دیں آقا

(۲۹) ایسی بے تابی سے رو سکتی نہیں

کربلا جیسی کہانی کوئی ہو سکتی نہیں
کوئی ہستی اپنے گھر کو ایسے کھو سکتی نہیں

لوٹی زینبؑ سر پہ وارث ہو تو رونے پر مرے
ظلم کی دنیا مجھے نیزے چبھو سکتی نہیں

شاہ کا پُر نور سر تنور میں اے فاطمہؑ
رونے کے قابل ہے زینبؑ پھر بھی رو سکتی نہیں

جائے گا رومالِ زہراؑ تک کوئی تو اشکِ غم
سارے اشکوں کے گہر حوریں پرو سکتی نہیں

بچے مسلمؑ کے نہ چھوڑیں وقتِ آخر جب نماز
پھر ادا ہم سے نمازیں کیسے ہو سکتی نہیں

جس طرح روئی علی اصغرؑ کے لاشے پر قضا
اب کسی پر ایسی بے تابی سے رو سکتی نہیں

پٹتی ہے دُرّوں سے زخمی کیسے لیٹے کیا کرے
ہائے بچی چین سے شب کو بھی سو سکتی نہیں

بیٹیاں رحمت ہیں اور زینبؑ جنازے کے لیے
پر سکینہؑ باپ کی میّت پہ رو سکتی نہیں

قتلِ اصغرؑ کا قضا بچی کی زنداں میں ضیا
دونوں دھبّوں کو یزیدی نکر دھو سکتی نہیں

۳۰ تعجب

تعجب یہ نہیں زنداں میں بچی مر گئی کیسے
تعجب یہ ہے اتنے دن وہ زندہ رہ سکی کیسے

گلے سے تیر کھینچا دیکھا اصغرؑ کا تڑپنا بھی
حسینؑ آپ سے پھر قبرِ ننھی سی بنی کیسے

کہا شہؑ سے کسی نے بیبیوں کو چھوڑ کر جاؤ
پسِ پردہ سے زینبؑ نے کہا یہ رائے دی کیسے

یزیدی ظلم قوت دشمنی کے باوجود آخر
امامت کی شمع بے دینوں جلتی رہ گئی کیسے

کہا جب زیرِ خنجر سے اشارہ شہ نے خواہر کو
الٰہی رن سے خیمے کو گئی وہ غم زدی کیسے

سناں سینے سے کھینچی اور لپیر کی ہچکیاں لیکر
جواں بیٹے کی میت شاہ سے پھر اٹھ سکی کیسے

کہا کرتی تھی بچی مجھ کو سینے پر سُلاتے تھے
یہ دکھیا پھر بھلائی آپ سے بابا گئی کیسے

مجاور ہو گی قبرِ شاہ کی تھا دل میں زینبؑ کے
چلی جب کربلا سے شہ سے رخصت ہو سکی کیسے

(۳۱) صبر کے جوہر

عجب جلوے حسینیؑ ذکر تیرے پائے جاتے ہیں
خفا کچھ ہوتے ہیں سن کر تو کچھ آنسو بہاتے ہیں

لیے حیدرؑ کو احمدؐ خانۂ کعبہ سے آتے ہیں
ابوطالبؑ ہیں شاداں اور فرشتے مسکراتے ہیں

میں جدّ کو، باپ، ماں، بھائی حسنؑ کو اور تمھیں روئی
کہا زینبؑ نے بیرن اب لعیں قیدی بناتے ہیں

مدینہ ہو کہ مکّہ یا وہ میدان کربلا کا ہو
مکمل صبر کے جوہر شہِ والا دکھاتے ہیں

جو پہنچے ٹھوکریں کھاتے ہوئے کھینچی سناں دل سے
حسینؑ ابنِ علیؑ اب لاشۂ اکبرؑ اٹھاتے ہیں

میں صدقے بنتِ زہرؑا آپ کے اس کارنامے پر
مدد کو پہونچیں جب بھائی جواں میت اٹھاتے ہیں

مجھے پیکاں لگے پروا نہیں پر مشک بچ جائے
یہی کہتے ہوئے عباسؑ سوئے شاہؑ آتے ہیں

ہو راہِ شام یا بازار یا دربار یا زنداں
ہر اک منزل پہ عابد صبر کے جوہر دکھاتے ہیں

عَلم تھا سامنے عباسؑ کا پائی ضیاؔ میں نے
غلاموں پر تو ایسے فضل کتنے پائے جاتے ہیں

(۳۲) حسینؑ کی بیکسی

نہیں حسینؑ سا بے کس کوئی زمانے میں
کہ ہنس رہے ہیں مسلماں جسے ستانے میں

دغا کو رن میں جو ہم شکلِ مصطفےٰؐ آئے
تو کلمہ گو ہی تھے اس شکل کو مٹانے میں

بچھے جو بندے سکینہؑ پکاری اے بابا
بہت ہے دیر لگی کیوں تمہارے آنے میں

بہت ہیں زخمی نہ شہ لڑ سکیں گے اے ظالم
ہے عذر کیا تجھے پانی ذرا پلانے میں

طمانچے مار کے بچی کو چپ نہ کر ظالم
ملے گا کیا تجھے مظلوم کے ستانے میں

ہلاک بچے ہوئے گودیاں ہوئیں خالی
اٹھائے ماؤں نے کیا صدمے شام جانے میں

لگا ہے دامنِ حاکم پہ اور ایک دھبہ
کہ بچی مر گئی رو رو کے قید خانے میں

(۳۳) شام کی منزل

فلک کانپا زمینِ کربلا یوں ہل گئی کیسی
زمیں سے آسماں تک سرحدِ غم مل گئی کیسی

جو قاتلوں میں حرملا کو صرف لے تو
عبارت، آپ کے دل کی جلن سے مل گئی کیسی

بظاہر تیر سے خاموش ششماہہ ہوا لیکن
ان اشکوں سے کلی فردوس میں وہ کھل گئی کیسی

کفن کی جا تنِ لاغر پہ چپکا تھا سمٹا کر
کوئی بچی حضورِ خالقِ عادل گئی کیسی

نہ پاس احمدؐ کی صورت کا نہ رحم آیا جوانی پر
قریبِ قلبِ اکبرؑ برچھی اے قاتل گئی کیسی

ہر اک بی بی لپٹ کر روتی تھی مقتل میں وارث سے
اِسی عالم میں اک دکھیا لبِ ساحل گئی کیسی

پسِ خیمہ یا میداں میں بلک کر فاطمہؑ روئیں
شبِ عاشور اُن کی سوچ لے اے دل گئی کیسی

مدینے سے مدینے تک ہوئی تھیں منزلیں اکثر
کہو بیمار آقا شام کی منزل گئی کیسی

لعیں بچّوں کو کتنا تشنہ رکھتے تھے خدا جانے
کہ آخر بن کے بچّی پانی کی سائل گئی کیسی

کہاں کا عدل یہ تو فضل ہے نورِ محمّد کا
ضیاؔ عاصی کی کشتی جانبِ ساحل گئی کیسی

(۳۴) اسیرانِ شام

اے شام والو سن لو یہ آلِ مصطفےؐ ہے
آنکھوں کو بند کر لو زینبؑ کا سر کھلا ہے

بیمار کے گلے میں پہنایا طوق بھاری
اے کلمہ گو لو! یہ تو فرزندِ مصطفےؐ ہے

باؤں بدل بدل کر دربار میں کھڑی ہے
اس کو چھڑا دے کوئی بچّی کا سن ہی کیا ہے

زہرؑا کی بیٹیوں پر شک لونڈیوں کا توبہ
راہوں میں بے بسوں پر کیا ظلم ڈھا دیا ہے
زنداں میں مار و عقرب آپس میں کہہ رہے تھے
ایذا نہ ان کو پہنچے یہ آلِ مصطفےٰؐ ہے
رونے سے فاطمہؑ کو روکا تھا ظالموں نے
نیزہ چبھانے والوں ورثہ دہی ملا ہے
لوگو! جواب اس کا احمدؐ کو دو گے تم کیا
زنداں میں جنازہ بچیؑ کا اُٹھ رہا ہے
پتھر کا ہو کلیجہ ہو جائے گا وہ پانی
سرؔور نے درد اپنا اس غم میں بھر دیا ہے

(۳۵) آنسو بہاتے ہیں

امامؑ عصر بھی صبح و مسا آنسو بہاتے ہیں
حسینؑا تم پہ کتنے اشکِ غم برسائے جاتے ہیں
پیمبرؐ کی جو خوشبو چادرِ تطہیر سے پھیلی
تو اجزاء نورِ کے چاروں سمٹ کر پاس آتے ہیں
ہے خوشبو صاف بھائی کے لہو کی کہتی ہیں زینبؑ
رہا ہو کر حرم جب کربلا کے پاس آتے ہیں

لیے اصغرؑ کی میّت سوئے خیمہ شاہِ دیں آکر
پریشاں حال مقتل کی طرف پھر لوٹ جاتے ہیں

قریبِ خیمہ شہؑ آئے تو بیٹی رو کے چلائی
کہ بابا جان خیمے میں نہیں کیوں آپ آتے ہیں

ہوئے سیراب اصغرؑ! پوچھتی ہے باپ سے بچّی
ہٹا دامن تو اصغرؑ خون میں تڑپائے جاتے ہیں

لیا چُلّو میں پانی پھینک کر غازی نے بتلایا
ہیں بچے شاہ کے پیاسے تو ہم بھی پیاسے جاتے ہیں

چھنے بُندے، طمانچے کھائے، دُرّے کی سہی ایذا
یتیمہ کی بنی ہے جان پر ظالم ستاتے ہیں

(۳۶) عابدی میراث

کیوں تربتِ زہراؑ سے یہ آواز نہ آئے
شبیرؑ چلا مرنے فضا خاک اڑائے

آجائے جو ملتا نہیں بے شیر کو پانی
دروازے پہ مادر ہے کھڑی آنکھ بچھائے

ہر ہاتھ میں ساغر ہے تو ہر دل میں ہے امید
اللہ اب ان پیاسوں کی امید بر آئے

غسالہ پریشاں ہے کہ بچی کے جسد سے
چپکے ہوئے کُرتے کو وہ کس طرح چھڑائے

اِس ننھی سی خواہر نے سہی کتنی مصیبت
جب عابدِؑ بیمار رہیں میت کو اٹھائے

سرورؑ نے بنائی تھی اگر تربتِ اصغرؑ
عابدؑ کی ہے میراث لحد وہ بھی بنائے

پالا تھا تجھے ماں نے محبت سے حسینؑ
آ گود میں، ماں بیٹھی ہے دامن کو بچھائے

بہتے ہیں غمِ شہ میں ہر انسان کے آنسو
کیوں حجتِ حق خون کے آنسو نہ بہائے

عظمتِ حسینؑ (۳۷)

شہِ دیںؑ کے زائر کے قدموں تلے پر
فرشتے بچھاتے چلے جا رہے ہیں

ابوالفضل عباسؑ ان کے سروں پر
پھریرا محبت سے لہرا رہے ہیں

مقدر پہ کر فخر زائر تو اپنے
کہ تجھ کو دیا رتبہ ایسا یہ رب نے

حفاظت ثوابِ زیارت کی کر لے
رشتے فلک سے چلے آ رہے ہیں

دیا جس کے زائر کو رب نے یہ درجہ
ذرا سوچو کیا ہوگا اس شہ کا رتبہ

لک تربتِ پاک پر ہو کے فدیہ
برک سوئے چرخ لے جا رہے ہیں

شبِ جمعہ افضل ہے ساری شبوں میں
رسولوں کی بھی جمع ہوتی ہیں روحیں

کہ نہ یثرب نہ ارضِ نجف میں
لقط کربلا سب چلے آ رہے ہیں

یہ دنیا یہ کرتا ہے اتمامِ حجت
شہِ دیں کا غم جبکہ ہے دورِ غیبت

بڑھا کر اسی غم سے ایماں کی قوت
زادار بے دینوں پر چھا رہے ہیں

جو اس غم سے دل کی زمیں نرم کر کے
شہِ دیں کی تبلیغ کا بیج بوئے

تو پائے گا دونوں جہاں میں پھل اس کے
حسینی عجب برکتیں پا رہے ہیں

(۳۸) لاشِ غیرتدار سے

قلبِ اکبرؑ چھد گیا نیزۂ خونخوار سے
ٹکڑے ٹکڑے جسم تھا ظلم کی تلوار سے

خیمہ سے باہر کہیں مادرِ بیکس نہ آئے
کی وصیت لال نے یوں شہ ابرار سے

دیکھو اکبرؑ بے ردا ماں کے بازو میں رسن
رو کے لیلیٰ نے کہا لاشِ غیرتدار سے

آپ سے بھی بڑھ گیا مرتبہ عباسؑ کا
کہہ دے کوئی اتنی بات جعفرِ طیار سے

فاطمہؑ زہرا کہیں خود جسے اپنا پسر
اور جسے بابا ملے حیدرؑ کرار سے

کانٹوں پہ چل کر گئے اہلبیتِ مصطفیٰؐ
کر گئے بالکل وہ صاف راہِ حق کو خار سے

ظالم اہلِ دین کا ہو نہیں سکتا امام
آ رہی ہے یہ صدا ہر در و دیوار سے

خواب میں شبیرؑ کو دیکھا بچی نے کہ آپ
آجا میری لاڈلی کہہ رہے ہیں پیار سے

(۳۹) روتا ہے اک زمانہ

شبیرؑ ترے غم کا دلدوز ہے فسانہ
لے درس اور خدا کو بھولے نہ یہ زمانہ

جوں جوں بڑھا زمانہ گھٹتے گئے ہیں غم سب
بڑھتا گیا غمِ شہ جوں جوں بڑھا زمانہ

ضربت لگی علیؑ کو شبیرؑ اتنا روئے
زخمی ہوئی تھیں آنکھیں سن رکھو یہ زمانہ

اکبرؑ کے غم میں سرورؑ کیا روئے ہونگے اے دل
شیعوں کو یہ تصور رونے کا ہے بہانہ

انسانیت کا دل بھی چھیدا تھا حرملا نے
تنہا نہ حلق اصغرؑ تھا تیر کا نشانہ

ان دونوں واقعوں پر گریاں ہیں دونوں آنکھیں
بچے کو دفن کرنا شہؑ کا لحد نہ پانا
وہ صاحبانِ عصمت اور انپہ یہ مصائب
پڑھ کر درود اُن پر روتا ہے اک زمانہ

جلتی زمیں پہ لاشیں بے دفن رہ گئی ہیں
اور قافلہ حرم کا کوفے کو ہے روانہ

(۴۰) اکبرؑ کی اذاں

ظلم کی تیغیں چلیں نوجواں کی پشت پر
نیزۂ قاتل لگا ہو گیا چھلنی جگر
گونجی حیدرؑ کی اذاں تھا نہ باقی کوئی گھر
اور اکبرؑ کی اذاں چھا گئی ہر قلب پر
بیٹی غم میں باپ کے رہتی ہیں گریاں مگر
کُھل کے رو سکتی نہیں شمر کا چھایا ہے ڈر
ماں کی جاں کی بھائی کی قبروں سے ہو کر جدا
جاتے ہیں شاہِ ہدیٰ چھٹ گیا رب کا بھی گھر
ہاجرہ نے لعل کا حلق دیکھا مر گئیں
سجدۂ لیلیٰ نے کیا لاشِ اکبرؑ دیکھ کر
گیارھویں شب کو بھلا پہرہ دیتی ہے یہ کون
خواہرِ شبیرؑ ہے جو کھڑی ہے نوحہ گر
بیکسی زینبؑ کی آہ جب نہ دیکھی جا سکی
آ گئے شیرِ خدا ، کی حفاظت تا سحر
ہاتھ گردن سے بندھے اونٹوں پر ہیں بیبیاں
جب کوئی بچہ گرا شق ہوا ماں کا جگر

بھائی عمو باپ کو یاد کر کے روز و شب
روتی ہے بچی اِدھر روتی ہے صغراؑ اُدھر

(۴۱) غریب جاتا ہے

یہ زخمی کون لہو میں نہایا جاتا ہے
خدا کے شکر کا کلمہ لبوں پہ لاتا ہے

کمالِ رنج سے جاتے ہیں شہ مدینے سے
خیالِ فرقتِ صغرا بہت ستاتا ہے

جو حج کو چھوڑ کے جاتا ہے لال حیدرؑ کا
تو غم سے مولدِ حیدرؑ بھی کانپ جاتا ہے

ہے دھوپ تیز ہوا گرم ساتھ بچوں کا
سکون سے سوئے منزل غریب جاتا ہے

جو دیکھا ماہِ محرم کا چاند سرورؑ نے
تو سمجھے شمر کا خنجر چمک دکھاتا ہے

حسنؑ کی بیوہ یہ کہتی ہے لاشِ قاسمؑ پر
کہ بیٹیاں ماں کو یونہی سرخرو بناتا ہے

یقیں ہوا نہ جدا ہوں گا شہ سے اب بھی کبھی
تو بچہ تیرِ ستم کھا کے مسکراتا ہے

کٹے جو ہاتھ تو دانتوں سے مشک کو پکڑا
علیؑ کا شیر عجب جرأتیں دکھاتا ہے

جو نکلے خیمے سے اکبرؑ تو اس طرح نکلے
جنازہ جیسے بھرے گھر سے کوئی جاتا ہے

(۴۲) مجلسِ غم حوضِ کوثر پر

زمانہ حشر تک روئے گا فرزندِ پیمبرؐ پر
عزاداروں کے دل جھکتے رہیں گے شاہ کے در پر

لبِ کوثر جو آ پہونچیں گے پیاسے کربلا والے
وہیں ہو جائے گی اک مجلسِ غم حوضِ کوثر پر

علی اصغرؑ تو وہ ہے جس پہ ظالم فوج تک روئی
ربابؑ انسانیت روتی رہے گی تیرے اصغرؑ پر

کیا تیغوں سے ٹکڑے ٹکڑے جب ہم شکلِ احمدؐ کو
جوانی ہاتھ مل کر رہ گئی لیلےٰ کے دلبر پر

جواں بیٹے کے مرنے پر کیا لیلےٰ نے جب سجدہ
تو ماں کی ماتا قرباں ہوئی اکبرؑ کی مادر پر

کہا زینبؑ نے کیسی سنگ دل ہو گی وہ ملعونہ
لگایا جس نے پتھر بھائی تیرے فرقِ انور پر

سوئے دریا چلے جب دم گھٹا عباسؑ کا کیا کیا
کہ پابندی نہ لڑنے کی لگی تھی اس دلاور پر

زباں اصغرؑ کی سوکھی دیکھ کر بھی جو نہ شرمائے
بھلا وہ لوگ کیسے جا سکیں گے حوضِ کوثر پر

تڑپتی تھی جو بچی سترؑ کا لاشہ کانپ جاتا تھا
اثر تھا شمر کے دُرّے کا شہ پر شہ کی دختر پر

مدینہ آ کے واپس تھوڑے عرصہ رہ سکی زندہ
خدا جانے مصائبؑ کیا پڑے تھے بنتِ حیدرؑ پر

تھے زخمی کان، گردن، پشت نیلے، گال چہرہ زرد
مصیبت اتنی تو ظاہر تھی جسمِ بنتِ سرورؑ پر

ہے آتی یادِ سرخیٔ شفق سے شامِ عاشورہ
فلک جس دم لہو رویا تھا اس دلدوز منظر پر
خیال آتے ہی بس آنکھوں سے بہنے لگتے ہیں آنسو
مصائب اے ضیاؔ کیا کیا پڑے زہرؑا کے دلبر پر

(۴۳) صادقؑ کا زمانہ

زہرؑا کے گھر لٹنے پر دنیا کچھ بھی نہ ترس کیوں کھاتی ہے
کلمہ بھی نبیؐ کا پڑھتی ہے اور ظلم و ستم بھی ڈھاتی ہے
صادقؑ کا زمانہ تھا لوگو، تحریک نئی ہوتی ہے شروع
اولادِ نبیؐ کا نام لئے عباسی حکومت آتی ہے
مولا کے چچا کو قید کیا اور سر بیٹے کا پیش کیا
سر دیکھ کے باپ مرا فوراً، اور ہر خواہر مرجاتی ہے
دربار میں میرے مولا کو ذلت سے کھڑا رکھا جائے
مولا کے غضب پر اب قدرت آثارِ غضب دکھلاتی ہے
کیا جرم کیا تھا حاکم کا سادات نے بتلائے تو کوئی
کیا قید نہ کافی تھی کہ پھر اب چھت ان پہ گرائی جاتی ہے
زنداں میں کوئی سیّد جو مرے لاش اُس کی یونہی رکھ دیتے ہیں
مسلم ہی سمجھ کر امت کیوں، میّت کو نہیں دفناتی ہے

صادقؑ کی نگاہِ عصمت بھی یہ منظر دیکھ کے روتی تھی
سادات کے خوں کے گارے سے تعمیر کرائی جاتی ہے

اولادِ محمدؐ کو ہے دیواروں میں زندہ چنوایا
زہراؑ کی صدائے گریہ اب ان خونیں گھروں سے آتی ہے

اِن ظلموں پہ چپ رہنے والے صادقؑ کو شقی نے زہر دیا
اس طرح خلافت خود اپنا دوزخ میں مکاں بنواتی ہے

صادقؑ کے جنازے پر ہائے مومن تو ہزاروں تھے لیکن
دل خون کے آنسو روتا ہے جب میّتِ شہ یاد آتی ہے

(۴۴) غریبِ بغداد

بغداد کے پُل پر زہراؑ کے گریہ کی صدا کیوں آتی ہے
اک میت سامنے رکھی ہے اور خلقت آتی جاتی ہے

اولادِ نبیؐ کا نام لئے عباسی حکومت گو کہ بنی
سادات پہ سب سے بڑھ کے ستم اب یہ ہی حکومت ڈھاتی ہے

کیا دور تھا جس میں کاظمؑ نے یہ ظلم و ستم بھی دیکھ لئے
سادات کے خوں کے گارے سے دیوار بنائی جاتی ہے

صادقؑ کو شقی نے زہر دیا ظالم کو نہ پھر بھی چین آیا
اب قتل کی کاظمؑ کی ہے تدبیر کرائی جاتی ہے

ہارون نے آلِ محمدؐ کو بیسے [illegible] قتل کیا
[illegible]

ہارون نے کتنے سال تلک زندان میں موسیٰؑ کو رکھا
تن گھُل کے ہوا چادر کی طرح پہچانی نہ صورت جاتی ہے

مولا کے اہل وعیال وہاں یہ سوچتے ہوں گے روز و شب
چھوٹیں گے آئیں گے ابھی یہ آس یونہی رہ جاتی ہے

ہارون نے میرے مولا کو زندان میں آخر زہر دیا
بغداد کے پُل پر مولا کی میّت رکھوا دی جاتی ہے

کیا جرم تھا مرنے والے کا ہے لاش کے پاؤں میں زنجیر
احمدؐ کا وصی یہ موسیٰؑ ہے امت نہ ترس کیوں کھاتی ہے

(۴۵) مصائبِ علی النقیؑ

یہ سامرّہ کی راہوں پر جنازہ کس کا جاتا ہے
فلک ظلم و ستم کو دیکھ کر آنسو بہاتا ہے

نظر بندی میں سولہ سال رکھا میرے مولا کو
کیا تھا جرم کیا ؟ کوئی نہیں ہم کو بتاتا ہے

امامت کی نگاہیں دیکھتی ہیں میرے مولا کی
نشانِ قبرِ سرورؑ حاکمِ ظالم مٹاتا ہے

لحدِ شہؑ کی مٹانے کو نکالی نہر دریا سے
مگر پانی کہاں مظلوم کی تربت پہ جاتا ہے

ہے کوشش ہل چلانے کی لحد شہؑ کی مٹانے کو
مگر حیواں نہیں اپنے قدم آگے بڑھاتا ہے

ہے سختی زائروں پر ہاتھ یا پاؤں کو کٹوائیں
کسی کا دست و پا کٹتا، کوئی گردن کٹاتا ہے

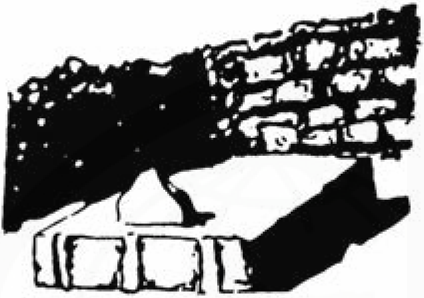
سواری پر سے نکلا شان و شوکت سے کوئی حاکم
امامِ وقت کو ظالم مگر پیدل چلاتا ہے

کسی کو تیغ سے مارا، کسی کو زہرِ قاتل سے
الٰہی آلِ احمدؐ کو زمانہ کیوں ستاتا ہے

دیا ہے زہر معتز نے نقیؑ فرزندِ زہراؑ کو
پیمبرؐ کو جہاں میں امتی اب تک رلاتا ہے

جنازہ شان سے اٹھا نقیؑ کا مومنو لیکن
تصور لاشۂ شبیرؑ کا اب تک رلاتا ہے

فَاطِمَۃُ بَضْعَۃُ مِنّیِ (حدیثِ رسولؐ)



فاطمہؑ زہرا کا روضہ آج بھی ویران ہے
آتشِ غم سے ہر اک مومن کا دل بریان ہے

کس طرح دوزخ سے پیغمبرؐ چھڑائیں گے تجھے
کیوں نہیں کوشاں ہے تو کیسا ترا ایمان ہے

توپ کے گولوں سے اب کیوں کر دیا ویراں مزار
ظلم ڈھانے کا ابھی باقی کوئی ارمان ہے

مطبوعہ انجمن پریس لارنس روڈ کراچی

تنہا ہاتھوں کے کٹنے کا کچھ غم نہ دلاور کو
سیدانیوں کا پردہ اب کون بچائے گا

مجموعہ نوحہ جات

ضیائے کربلا



حصہ چہارم

مرتبہ جناب نور علی رحمت اللہ المتخلص ضیا جام نگری

ناشر: [illegible] اسٹورز [illegible] کراچی

طبع اول: ایک ہزار
ہدیہ: ۳ روپے

تعارف

حمادِ آلِ محمد حضرت ثمرؔ ہوشنگ آبادی

جناب ضیاؔ جام نگری کا یہ چوتھا مجموعۂ کلام باعنوان "ضیائے کربلا" طباعت کے لئے تیار ہے۔ یہ مجموعہ مخصوص نوحوں پر مشتمل ہے۔ ان میں سے اکثر نوحے کراچی کی عام مجلسوں میں پڑھے جاتے ہیں اور بیحد پسند کئے جاتے ہیں۔ ان کی افادیت کا سہرا ضیاؔ صاحب کے سر ہے۔ ضیاؔ صاحب عام روایات سے ہٹ کر بھی کبھی کبھی کوئی بات کہہ جاتے ہیں چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ نوحے کی روانی میں ایک دو شعر ایسے بھی ملیں گے جن کا تعلق یا تو منقبت سے ہوگا یا سلام سے ہوگا جن میں جوشِ عقیدت اور مدحت کا اظہار کیا گیا ہے مگر یہ بات اور دوسرے شعرا کے یہاں بھی موجود ہے۔

جیسا کہ میں نے ضیاؔ صاحب کے پچھلے دو مجموعہ ہائے کلام میں عرض کیا تھا کہ ضیاؔ صاحب اردو زبان کے ماہر نہیں، ان کی مادری زبان گجراتی ہے، ساتھ ہی ساتھ بینائی سے بھی محروم ہیں مگر یہ سب کچھ عشقِ حسینؑ اور محبتِ محمدؐ و آلِ محمدؐ کا فیض ہے کہ ضیاؔ صاحب کا اردو کلام بھی اتنا ہی مقبول ہے جتنا گجراتی کلام۔ ضیاؔ صاحب گجراتی ادب میں اچھی خاصی شہرت کے مالک ہیں اور انہیں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ جب آنکھیں تھیں تب بمبئی یونیورسٹی سے امتیازی نمبروں سے میٹرک پاس کیا۔ ادبی ذوق شروع ہی سے تھا جسے حیثیتؔ نے اور پروان چڑھایا، آنکھوں کی بینائی جانے کے باوجود اس ذوق میں کمی نہیں آئی۔ ضیاؔ صاحب اکثر مجالس میں اپنا کلام مخصوص انداز کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ ان کے ترنم میں ایک خاص کشش ہے۔ آیئے ان کے چند اشعار پر تبصرہ کریں۔ نوحے کے یہ دو شعر اس روانی سے کہے ہیں کہ جتنی بھی داد دی جائے کم ہے؛

درد کی دنیا الم کے آستاں تک آ گئی — تین دن کے بھوکے پیاسے میہماں تک آ گئی
بند پانی تھا تو بچوں کی صدائے العطش — کربلا سے آسماں پہنچی جناں تک آ گئی

حضرت زینبؑ کی اسیری شام کا سفر، سر سے چادر کا چھننا اور ساتھ ہی ساتھ سرِ حسینؑ اور سرِ عباسؑ کا اس منظر کو دیکھنا۔ یہ وہ واقعات ہیں جنھیں اکثر شعرا نے نظم کیا ہے مخفیا صاحب کا اندازِ بیان ان شعراء سے مختلف تو نہیں مگر قدرے سلیس اور دلکش ہے فرماتے ہیں ؎

شہزادیِ کوفہ زینبؑ تھیں اوراب ہیں رسن بستہ قیدی
اک وہ بھی زمانہ دیکھا تھا اب یہ بھی زمانہ دیکھا ہے

؎
بندآنکھیں سرِ سرورؑ کی ہوئیں، عباسؑ کا سر نیزے سے گرا
کیا ظلم تھا جو دیکھا نہ گیا، زینبؑ کا کھلا سر کہہ دے گا

امام زین العابدینؑ کی شام کے بازار میں حالتِ زار کا نقشہ کن آسان الفاظ میں پیش کیا کہ سننے والے کی آنکھوں میں تصویر کھنچ آتی ہے۔ فرماتے ہیں ؎

گردنِ سجادؑ میں طوقِ گراں بار ہے — پاؤں میں ہیں بیڑیاں شام کے بازار میں

جنابِ قاسمؑ ابنِ حسنؑ کربلا کے ان شہیدوں میں ہیں جن کا حال سنکر ہر سن و سال کا فرد آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جب بھی ان کی شہادت کا حال پڑھا جاتا ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ واقعہ کل ہی کا ہے۔ شہادتِ حضرت قاسمؑ سے روحِ حسنؑ کو تکلیف پہنچنا ان کی لاش کا پامال ہونا اور جس طرح امام حسینؑ عبا میں لاشِ قاسمؑ کو لائے یہ سب کچھ آپ کو اس شعر میں ملے گا ؎

مجتبیٰؑ کی روح کو تڑپائے گی — جب عبا میں لاشِ قاسمؑ آئے گی

مدینہ میں حضرت فاطمہ صغراؑ کے بَین مشہور ہیں اس کی ہلکی سی جھلک ملاحظہ کریں۔

کس دلدوز انداز میں بین نظم کئے ہیں۔ فرماتے ہیں ؎

نبیؐ کی قبر پر رو رو کے صغراؑ بین کرتی تھی
مرے بابا نہیں آئے علی اکبرؑ نہیں آئے

جنابِ سکینہؑ کا لاشِ پدر پر رونا اور اس پر ظالموں کا ظلم اور کربلا سے شام تک آہ و زاری کو روکنے کے لئے ظالموں کا جبر و تشدد سے کام لینا اور یادِ پدر میں بابا امام حسینؑ کو اور حضرتِ عباسؑ کو پکارنا، حضرتِ سکینہؑ کی رحلت۔ غرض جنابِ سکینہؑ پر ہونے والے تمام مصائب آپ کو اس شعر میں ملیں گے ؎

بچی پہ کمسنی میں غم کے پہاڑ ٹوٹے
بابا کی اور چچا کی دیتی رہی دہائی

اب میں آخر میں ضیاؔ صاحب کے نوحے کے چار پانچ شعر پیش کر رہا ہوں جن سے آپ ضیاؔ صاحب کے نوحہ کہنے کے خوبصورت انداز کو اچھی طرح سمجھ سکیں گے اور جیسا کہ میں نے تمہید میں عرض کیا میرے ہم خیال ہو جائیں گے۔ اشعار پیش کرنے سے پہلے ضیاؔ صاحب کے حق میں دست بدعا ہوں کہ خدا انھیں جزائے خیر دے اور اس سے بھی اچھے کلام کہنے کی صلاحیت عطا فرمائے۔ آمین ! ؎

کس طرح جائیں فرشتے دیدۂ تر چھوڑ کے
کون جاتا ہے بھلا یہ لعل و گوہر چھوڑ کے

بولے پیغمبرؐ مسلمانوں سنو! جاتا ہوں میں
تم میں قرآں اور اپنی آلِ اطہر چھوڑ کے

دخترِ بیمار یاد آتی تھی شہؑ کو بار بار
یہ قلق تھا آیا ہوں صغراؑ کو گھر پر چھوڑ کے

یاد جب آتا تھا شبیرؑ تڑپ جاتی تھی ماں
مر گیا بے شیر کیا نقشِ دل پر چھوڑ کے

والسّلام

تعارف بقلم خود

ساری تعریفیں رب العالمین کے لئے ہیں اور درود وسلام اللہ کی رحمت کے فیوض وبرکات عالمین تک پہنچانے والے رحمت العالمین حضرتِ محمدؐ صلعم وآلِ محمدؐ کیلئے ہیں۔

ادیبِ اعظم مولانا سید ظفر حسن صاحب امروہوی نے اپنی ایک کتاب کے دیباچے میں تعارف قلم خود تحریر فرمایا تھا۔ ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے میں نے بھی یہ جسارت کی ہے۔

میری ولادت ۵ مارچ ۱۹۲۷ء کو کٹلری ہوزری کے دکاندار اور حدیث خوان رحمت اللہ نور محمد کے یہاں جام نگر میں ہوئی۔ چھ سال کے سن میں والد کا اور نو سال کے سن میں والدہ بنتِ جیون کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد میں اور مجھ سے دو سال بڑے بھائی غلام علی اور ان سے تین سال بڑی بہن امینہ بائی، ہمارے دادا نور محمد لال پور والے کے ساتھ رہے۔ میرے دادا نے اپنی جوانی میں اسماعیلی مذہب چھوڑ کر اثنا عشری مذہب اختیار کیا تھا۔ مرحوم نے ہم دونوں بھائیوں کی شادی ذاکرِ حسینؑ اور گجراتی مذہبی کتابوں کے مصنف اللہ علی گانگجی پالی تانہ والے کی دو بیٹیوں کے ساتھ ۱۹۴۴ء میں کر دی اور اس کے چند دنوں کے بعد انتقال فرما گئے۔

میرے یہ بھائی بہن بحمد اللہ بقیدِ حیات ہیں۔ ان میں بڑے بھائی غلام علی صوم و صلٰوۃ، خمس وزکوٰۃ کے پابند ہونے کے علاوہ خدمتِ قومی کے جذبہ سے سرشار ہیں تقریباً بائیس سال انھوں نے خوجہ شیعہ اثنا عشری پیرائی جماعت کی خدمت جوائنٹ سکریٹری کی حیثیت سے کی تھی اور اس کے بعد سے ابتک ان کی قومی خدمات مسلسل جاری ہیں۔ بہن امینہ بائی دین کی پابند ہونے کے علاوہ معلمہ اور حدیث خوان ہیں۔

میری بینائی شروع سے کمزور تھی، مجھے شب کوری کا مرض تھا۔ دن میں ستر فیصد دیکھ سکتا تھا۔ میں نے ۱۹۴۴ء میں بمبئی یونیورسٹی سے امتیازی نمبروں سے میٹرک کا امتحان

پاس کیا۔ اُس زمانے میں ۳۵ یا ۳۶ فیصد طلبار کامیاب ہوا کرتے تھے۔ قرآنِ مجید کا ناظرہ سیکھنے کے ساتھ میں نے اردو کی اوّل دو کتابیں پڑھی تھیں، میٹرک تک کی تعلیم کے درمیان چار کتابیں فارسی کی پڑھیں جو مجھے مجالس کے سمجھنے میں معاون ثابت ہوئیں۔ میرے شہر جامنگر میں ولادت کے ہر جشن میں قطعات پڑھے جاتے تھے میں نے چند قطعات حفظ کئے تھے اور اسکے بعد علمار سے سنی ہوئی چیزوں کو نظم کر کے اپنے بنائے ہوئے قطعات پیش کرنا بچپن میں شروع کیا۔ میری شاعری کی ابتدار تھی جس کے بارے میں حافظ کفایت حسین صاحب کے داماد مولانا منیر علی صاحب پروفیسر کہتے تھے " انور صاحب آپ کا ایک مصرع ایک بحر میں اور دوسرا دوسری بحر میں ہوتا ہے مگر اچھا ہے لکھتے رہو خود ہی ٹھیک ہو جاؤ گے "۔ میری تیرہ چودہ سال کی ذہنی سطح ایسی نہ تھی کہ وہ مجھے بحر اور اوزان سمجھائے مگر انھوں نے حوصلہ افزائی کر کے مجھ پر احسان فرمایا، اللہ مرحوم کو جنت میں اعلیٰ درجات عطا فرمائے۔ آمین!

میٹرک کے بعد میری شب کوری سوز کوری میں تبدیل ہونا شروع ہوئی یعنی دن میں نگاہ کمزور ہوتی گئی۔ میٹرک کے بعد میں نے پڑھنا بند کر دیا۔ چار سال کے بعد وہ بند ہی ہو گیا۔ ۱۹۴۸ء میں ایسٹ افریقہ دارالسلام پہنچا جہاں ایک عجیب مفید واقعہ پیش آیا۔

ممباسہ (کینیا) ایسٹ افریقہ میں ایک مومنہ کے خواب میں آ کر جناب فاطمہ زہرا نے نگ اور ایک پیغام عطا فرمائے، بیداری پر دانے موجود تھے اور پیغام مومنہ کو یاد تھا جسے اہلے شائع کروا کے تقسیم کروا دیا۔ اس کے بعد ممباسہ میں عزاداری اور مذہبی پابندی میں اضافہ ہو گیا ان دو دانوں کو دھو کر پانی مختلف مقامات پر بھیجا گیا تھا جو مجھے دارالسلام میں حاصل ہوا اور اسے آنکھوں میں ڈالنے سے اتنی بینائی واپس آئی کہ میں آٹھ سال تک تھوڑے اندھیرے میں کتاب پڑھ سکتا تھا زیادہ روشنی میں نہیں۔ اس دوران میں نے جو مذہبی کتب زیادہ گجراتی اور تھوڑی اردو زبان میں پڑھیں وہ مجھے ذاکری اور شاعری میں معاون ثابت ہوئیں۔

۱۹۵۰ء میں میں کراچی آیا اور سال بھر کے بعد گجراتی مذہبی شاعری شروع کی۔ گجراتی کے استاذ سے بحر و اوزان کی کچھ تعلیم پائی۔ ۱۹۵۸ء سے باقاعدہ اردو نوحہ جات لکھنا شروع کئے اور اللہ کے فضل سے مولانا محمد مصطفٰے صاحب جوہر سے اصلاح ملنے لگی جو اب تک جاری ہے انہی سے بحر و اوزان کے بارے میں مزید معلومات حاصل ہوئیں اللہ ان کے دینی فیوض کو تندرستی کے ساتھ جاری رکھے۔ آمین!

گجراتی شاعری میں آٹھ شعراء مجھ سے اصلاح لیتے ہیں۔ سوز خوانی میں میرے شاگردوں کی تعداد آٹھ کی ہے جن میں رجب علی غلام علی، اصغر علی فضل بھائی اور محمد شریف غلام حسین قابلِ ذکر ہیں۔ ذاکری میں نے دو نوجوانوں کو سکھائی اب یہ دونوں محرم میں عشرے پڑھتے ہیں البتہ میرا احترام ضرور کرتے کرتے ہیں۔ تالیفات کے سلسلہ میں میں نے اپنے گجراتی کے کلام عقیدت جنتی پھول حصہ اول، دوم اور نوحہ جات "فرات تا آنسو" نام سے شائع کئے۔ نیز گجراتی لکھائی اور اردو زبان میں میرے نوحہ جات و قصائد "اشکِ غم" اضافوں کے ساتھ تین ایڈیشن "شمعِ مودت" اور "گلشنِ عقیدت" حصہ اول تا ششم شائع کئے اور حدیث کی کتاب گجراتی لکھائی اردو زبان میں "چہل مجالس" حصہ اول و دوم شائع کیں۔ مجالس کی ان کتب میں میں نے علماء سے سنی ہوئی چیزوں کو اور "لواعج الاحزان" "چودہ ستارے"، "سراج القرآن" اور اخلاقِ معصومین کتابوں سے استفادہ کر کے مضامین پیش کئے ہیں۔ اردو میں قصائد و نوحہ جات کے مختصر مجموعے اشکِ غم، شمعِ مودت اور گلشنِ عقیدت بالترتیب ۱۹۶۳ء، ۱۹۶۴ء اور ۱۹۶۵ء میں شائع کئے تھے اور اب "ضیائے کربلا" حصہ چہارم آپ کے سامنے ہے۔ انشاء اللہ پانچواں حصہ ماہ ذوالحجہ میں شائع ہوگا۔

اس موقعہ پر میں اپنے نوحہ جات کو مقبول بنانے کی سعی کرنے والے سوز خوانان الحاج منور علی سُہیل، اکبر علی آمیر، حیدر علی دال والا، اکبر حسین اے، ڈی، غلام عباس شمس اور بہادر علی قمر، نیز اپنے شاگردوں کا شکر گزار ہوں۔ اس کے علاوہ ان نوحہ جات و سلام کی اصلاح کے لئے استادِ محترم حضرت مولانا محمد مصطفٰے صاحب قبلہ جوہر کا اور دیباچہ کے لئے حمّادِ آلِ محمدؐ اور میرے محسن جناب شمر

مقبولِ بارگاہِ معصومینؑ ہونے والے نوحہ جات سے متعلق ایمان افروز واقعات!

(نوٹ) تین نوحہ جات کے بارے میں واقعات ضیائے کربلا حصہ سوم میں درج کئے گئے ہیں)

(۴) "سیدِ سجادؑ ہیں اور ظلم کی زنجیر ہے۔" ۱۹۶۱ء میں ایک دن سوزخوان جناب اکبر حسین (اے، وی، ڈی) نے میرے پاس آکر دریافت کیا "کیا کوئی نیا نوحہ آپ نے لکھا ہے؟" میں نے جواب دیا "نہیں"۔ انھوں نے کہا "کل شب کو خواب میں میں نے دیکھا کہ آپ اور میں ایک نیا نوحہ نئی طرز میں پڑھ رہے ہیں اور پُر زور طریقے سے ماتم ہو رہا ہے۔ آپ کوشش کریں تو انشاءاللہ ضرور نئی طرز کے ساتھ نیا نوحہ بن جائے گا۔" اس کے بعد میں نے کوشش کی اور اللہ کے فضل اور معصومینؑ علیہم السّلام کے صدقے سے نیا نوحہ "سیدِ سجادؑ ہیں اور ظلم کی زنجیر ہے۔" لکھا اور اس کی طرز بھی نئی بن گئی۔ اس نوحے کو اور طرز کو بڑے نوحہ خوانوں نے پسند کیا اور شبِ شہادتِ سید الساجدینؑ برآمد ہونے والے جلوس میں یہ نوحہ پیش کرنے کا وعدہ کیا، اور انھوں نے وعدے کے مطابق نوحہ شروع کیا مومنین ماتم کر رہے تھے کہ اچانک ان نوحہ خوانوں نے یہ نوحہ بند کر کے دوسرا نوحہ شروع کر دیا۔ مجھے نہایت رنج ہوا کہ خواب کی پیشین گوئی کے مطابق دو چیزیں یعنی نیا نوحہ اور نئی طرز والی بات پوری ہوئی مگر تیسری خبر "پر زور ماتم" والی بات پوری نہ ہو سکی۔

چند دن کے بعد ذاکرِ حسینؑ اور سوزخوان الحاج منور علی سلیل نے ایک مومن کے گھر پر مجلس اور ماتم کے پروگرام کے سلسلے میں جاتے ہوئے مجھے کہا کہ آج ماتم میں ہم یہ نوحہ پڑھیں گے "سیدِ سجادؑ ہیں اور ظلم کی زنجیر ہے۔" میں نے فوراً پوچھا "یہ نوحہ اس شبِ شہادت کو نہیں چلا تھا تو اب پھر کیوں اسے پڑھنے کا ارادہ رکھتے ہو؟" جواب میں انھوں نے خلاصہ کیا

کہ گذشتہ شب کو خواب میں میں نے دیکھا کہ یہ نوحہ ضریحِ حسینِؑ مظلوم کے سامنے پڑھا جا رہا تھا البتہ ایک فرق تھا اور وہ یہ کہ پڑھنے والے آپ (ضیا) اور ساتھی میں (سلیق) تھا"۔ یہ فرق انھوں نے اس لئے بتایا کہ عام طور سے پڑھنے والے وہ ہوتے تھے اور میری حیثیت اُن کے ساتھی کی تھی بہرحال اس دن اس نوحے پر خوب ماتم ہوا۔ اس دن سے آج تک یہ نوحہ جب بھی پڑھا جاتا ہے اللہ کے فضل سے خوب ماتم ہوتا ہے۔ (یہ نوحہ ضیائے کربلا حصہ دوم میں درج ہے)

(۵) "لے کر چلے ہیں ظالم سجادِ ناتواں کو" (یہ نوحہ بھی ضیائے کربلا حصہ دوم میں درج ہے) ۱۹۶۳ء کا یہ واقعہ ہے۔ میرے دل میں یہ تمنا تھی کہ میں بھی اپنے کسی نوحہ کو بارگاہِ معصومینؑ میں مقبول ہوتے ہوئے خواب میں خود دیکھوں چنانچہ اللہ کے فضل اور معصومینؑ کے صدقے سے وہ موقع میسر ہوا۔

میں (ضیا) نے خواب میں ایسا کمرہ دیکھا جس کی چوڑائی میں سات افراد بیٹھ سکتے تھے۔ اور لمبائی میں دس صفیں بیٹھنے والوں کی ہو سکتی تھیں، میں چوتھی صف میں بیٹھا ہوا تھا۔ میرے سامنے کی طرف دیوار کے قریب ایک گدّا بچھا تھا جس پر تین افراد بیٹھ سکتے تھے۔ گدّے پر اس وقت کوئی بھی شخص موجود نہ تھا۔ گدّے کے پچھلے سرے سے لیکر میرے بائیں ہاتھ کی دیوار تک ایک سیاہ پردہ تھا جس کے پیچھے اندازاً تین مخدرات کے تشریف فرما ہونے کا امکان تھا۔ پردے کے آگے گدّے کے قریب ایک نورانی صورت کے بزرگ تشریف فرما تھے جن کے بارے میں جب میں نے اگلی صف والے ایک شخص سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ "وہ رسول اللہ صلعم ہیں"۔ دفعتہً حضور صلعم نے میری طرف دیکھ کر فرمایا "آؤ اور نوحہ پڑھو"۔ میں نے سر جھکا لیا اور سمجھا کہ میرے اطراف میں بیٹھے ہوئے کسی خوش قسمت کو یہ شرف مل رہا ہے۔ ذرا رُک کر میں نے گدّے پر نظر کی تاکہ پتہ چلے کہ وہ خوش نصیب سوزخوان کون ہے! مگر گدّا خالی تھا، میری نظر حضور صلعم پر پڑی اور آپؐ نے انگلی سے اشارہ کر کے فرمایا "میں نے تم سے کہا آؤ نوحہ پڑھو"۔ میں ڈرتا ہوا حضورؐ کی طرف بڑھا اور رُک کر ادب سے عرض کی "حضورؐ کون سا نوحہ

پڑھوں" ارشاد فرمایا " پڑھو" لے کر چلے ہیں ظالم سجادِ ناتواں کو"۔ اور میں نوحہ پڑھنے کے لئے گدّے پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد اچانک خواب کا آخری جز نظر آیا کہ نوحہ پورا ہو چکا تھا اور حضورؑ کھڑے ہو کر یہ کہتے ہوئے جانے لگے "نوحہ خوانی جاری رہے گی"۔ بعد میں میں نے اپنے کہے ہوئے اس نوحہ کے بارے میں غور کیا تو مجھے عجیب مصائب سمجھ میں آئے جن کی طرف پہلے میری توجہ نہیں گئی تھی۔ مثلاً دوسرا مصرع " مجبور بیبیوں کے ناشاد کارواں کو" یہ ایسی مجبور بیبیاں تھیں کہ جو اگر بد دعا کرتیں تو سارا نظام درہم برہم ہو سکتا تھا، دشمنوں پر عذاب آ سکتا تھا، مگر ان کے لئے لازم تھا کہ وہ اپنے بچّوں کو دھوپ میں جلتی زمین پر ناقوں سے گر کر تڑپ تڑپ کر شہید ہوتا ہوا دیکھیں اور صبر کریں۔

(۶) سیّد محمدؓ ابنِ امام علی نقی علیہ السّلام کے روضہ پر

میں (ضیا) کُل پانچ مرتبہ زیارتِ عتباتِ عالیہ سے مشرف ہوا ہوں۔ ایک دفعہ جب میں جانے کے لئے آمادہ تھا تو ایک مخلص مومن نے مجھے مشورہ دیا "آپ اپنی بینائی سیّد محمدؓ سے طلب کیجئے گا"۔ میں نے ان کی بات پر عمل کیا۔ دیگر حاجات معصومینؑ اور ابوالفضل العباسؑ سے طلب کیں اور بینائی کے لئے سیّد محمدؓ ابنِ امام علی نقیؑ کے روضے پر اسی دوران تین مرتبہ گیا۔ تیسری مرتبہ پریشانی کے ساتھ پہنچا کیونکہ بس والے نے روضہ سے ڈیڑھ میل دور بلد شہر میں اُتار دیا تھا۔ دھوپ میں چل کر میں اور میرا بھتیجا محمد حسین روضے تک پہنچے۔ کھانا کھا کے اور وضو کر کے زیارت اور نماز پڑھی اس زمانے میں روضہ کے حرم میں پنکھے نہ تھے اور مکھیاں پریشان کر رہی تھیں، اس لئے ہم باہر آ کر رواقِ مبارک میں بیٹھ گئے۔ میں دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ قریب میں میرا بھتیجا دعائے کمیل پڑھ رہا تھا۔ مجھ پر غنودگی طاری ہوئی۔ درمیان میں یہ عرض کرتا چلوں کہ سیّد محمدؓ ایسے صاحبِ جلال بزرگ ہیں کہ مثل ابوالفضل العباسؑ اُن کی نسبت سے جھوٹی بات کرنے کی جسارت کوئی نہیں کرتا۔ مختصر یہ کہ خواب میں میں نے دیکھا کہ

میں بیٹھا ہوا تھا۔ میرے قریب عرب لباس میں چند صاحبان تشریف فرما تھے اور ذرا دُور کرسی پر ایک نورانی صورت کے بزرگ تشریف فرما تھے۔ دیکھتے ہی مجھ پر ہیبت طاری ہو گئی۔ میں نے قریب کے صاحب سے ان کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے جواب دیا "یہ سیّد محمدؑ ہیں"۔ انھوں نے میرے متعلق فرمایا "یہ ذاکرِ حسینؑ ہے اور میرا نوحہ خواں ہے اس کو چائے پلا دی جائے" اور میرے لئے چائے آگئی۔

عراق میں عام طور سے استکان (چھوٹے گلاس) میں کالی چائے پی جاتی ہے مگر مجھے خوب یاد ہے کہ میرے لئے یہاں استعمال ہونے والے کپ ساسر میں دودھ والی چائے آئی۔ میں چائے پی چکا تو فوراً سیّد محمدؑ نے فرمایا "اس سے پوچھو کہ اس کو کیا چاہیئے"۔ میں نے عرض کیا آنکھوں میں نور چاہیئے"۔ انھوں نے فرمایا "ہاں! اس کے گھر والوں نے اور دیگر مومنین نے اس کے لئے کافی دعا کی ہے، روشنی آجائے گی"۔ پھر مجھ سے براہ راست مخاطب ہو کر فرمایا" اور کیا چاہیئے؟" میں نے عرض کیا "اس کے علاوہ رزق کی تکلیف ہے"۔ انھوں نے فرمایا "اس کا انتظام میں کروں گا اب اس کو شربت پلا دو"۔ سیّد محمدؑ کے حکم سے شربت مجھ تک پہنچے اس سے پہلے خواب ختم ہو گیا۔

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ رزق کے بارے میں ذمہ خود سیّد محمدؑ نے لیا، اور بصارت کے بارے میں انھوں نے بشارت عطا فرمائی البتہ ذمہ خود نہیں لیا۔

والسّلام

فہرست

بقیہ "تعارف بقلم خود"

.. .. ہوشنگ آبادی صاحب کا نیز طباعت کی خصوصی معاونت کے لیے ہفت روزہ عظیم کے ایڈیٹر اور میرے کرمفرما جناب تاثیر نقوی صاحب کا ممنون ہوں اور اللہ سے دست بدعا ہوں کہ حسب بالا میرے ان محسنین کو بتصدقِ معصومین علیہم السلام دینی و دنیوی ترقی عطا فرمائے۔ آمین!

میرے اس "تعارف بقلم خود" پڑھ کر انشاءاللہ قارئین میرے اس نظریہ سے ضرور اتفاق فرمائیں گے کہ اللہ نے اپنے فضل کی فراوانی سے "بینا" اور "نابینا" میں کوئی فرق رہنے نہیں دیا۔

والسّلام

خادم ——— **انور علی ضیا جام نگری - کراچی**

۲۲ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۸, جون ۱۹۷۹ء

(۱)

وفاتِ خدیجۃ الکبریٰ

مصطفیٰؐ کے گھر پہ بدلی رنج و غم کی چھا گئی
احمدؐ و حیدرؑ ہیں گریاں وہ مصیبت آ گئی
پوچھتی تھی رو کے زہرؑا ہے کہاں مادر مری
مصطفیٰؐ فرماتے تھے بیٹی وہ جنت پا گئی
چل بسے پہلے چچا اور اب خدیجہؑ چل بسی
یہ جدائی سالِ غم میں کیا مصیبت ڈھا گئی
تھی خدیجہؑ مومنہ مسلک پہ ابراہیمؑ کے
دعوتِ احمدؐ پہ وہ لبیک کہہ کر آ گئی
مثلِ اُمِّ فاطمہؑ دیں کے لئے اس دہر میں
کیا کسی انساں کی دولت اس طرح کام آ گئی
مادرِ زہرؑا کی دولت اور ابو طالبؑ کا رعب
مِل گئے جب، کفر کی دنیا پہ آفت آ گئی
عورتوں نے کر لیا قطعِ تعلق آپ سے
چُپ رہی، برداشت یہ تکلیف بھی فرما گئی
قبل کی حالت کہاں، شعب ابو طالبؑ کہاں
بھوک سے بچوں کی حالت قلب کو تڑپا گئی

جس کی دولت سے ملا دینِ محمدؐ کو فروغ
اُس کی بیٹیؑ کا فدک کا باغ اُمّت کھا گئی
رب جسے چُن لے کہ وہ خیرالنساءؑ کی ماں بنے
رب ہی جانے کیا ضیا وہ مصطفےٰؐ سے پا گئی

② انیسویں ۱۹ رمضاں

انیسویں رمضاں کی کیا رات یہ آئی ہے
ہیں شیرِ خدا مضطر، بے چین خدائی ہے
ہر مرتبہ حجرے سے ہیں صحن میں آ جاتے
یعنی کہ یہ رات اب تک کس لمحہ پہ آئی ہے
کلثومؑ نے جب پوچھا حضرت نے یہ فرمایا
بیٹی ترے بابا پر اک رعبِ خدائی ہے
لو گھر سے چلے حیدرؑ اور در کے قریں پہنچے
مُرغابیوں نے غم کی آواز سنائی ہے
حیدرؑ نے اٹھایا سر جب سجدۂ خالق سے
سر پر بنِ ملجم نے تلوار لگائی ہے
ما بینِ سماء و ارض جبریلؑ منادی ہیں
اب رکنِ گرا دیں کا اللہ دُہائی ہے

یہ مومنوں کا سرور یہ ابن ابیطالبؑ
محبوبِ الہٰی کا محبوب ہے بھائی ہے
زخمی کیا حیدرؑ کو زینبؑ نے سنا جب سے
دل ٹکڑے ہے دُکھیا کا زہرؑا کی دُہائی ہے

(۳) نائبِ احمد صلعم کی شہادت

نائبِ احمدؐ امیرالمومنینؑ مارا گیا
سجدۂ خالق میں زخمی اُن کو کر ڈالا گیا
خون سے رنگیں مصلیٰ دیکھ کر روئے مَلک
فخرِ انساں مرتضیٰؑ پر کیا ستم ڈھایا گیا
بیوؤں کا والی یتیموں کا سہارا تھا علیؑ
بیکسوں کے کیسے حامی پر ستم توڑا گیا
حشر تک نازاں رہے ۔ جن کے خطبوں پر ادب
ہائے خانہ جنگیوں میں ان کو اُلجھایا گیا
جو لباس اچھے ، غلاموں تک کو پہناتے رہے
جسم پر اُن کے لباسِ کہنہ ہی پایا گیا
جان کو جس نے نہ سمجھا جان ہر ہر جنگ میں
نصرتِ احمدؐ میں جس کا ہر قدم بڑھتا لیا

نزدِ خانہ چونک کر حیدرؑ نے شبرؑ سے کہا
دوستوں کو کر دو رخصت اب مرا گھر آ گیا
بیٹیاں زہراؑ کی روئیں گی صدا ہو گی بلند
دوست سُن لیں اتنا بھی اچھا نہیں سمجھا گیا
رتبہ حیدرؑ نے دکھایا دختروں کا پَرا نہیں
قید کر کے بے رِدا بازار میں لایا گیا
کرب دو دن تک رہا نفسِ رسول اللہؐ کو
فیضِ تعلیم ان دنوں میں بھی نہیں رد کا گیا
ساتھ میّت کے تھے بارہ بیٹے حیدرؑ کے مگر
لاشۂ سبطِ نبیؐ ہر آنکھ کو رلوا گیا

(۴) شہادتِ امیرالمومنینؑ

مومنوں دنیا سے جاتے ہیں امیرالمومنینؑ
شورِ ماتم ہے کہیں آوازِ گریہ ہے کہیں
مصطفےٰؐ نے بارہا جس کو بتایا جانشیں
اس کی گردن میں رسن دیکھی تو تھرائی زمیں
اے مسلماں اُٹھ گئے وہ محسنِ اسلام آج
جس کی تیغِ عدل سے ڈرتے رہے ظالم لعیں

مصطفےؐ کی جان حیدرؑ نے بچائی بار بار
پر علیؑ کا گھر جلانے آ گئے تھے اہلِ کیں

بدر میں، خندق میں، خیبر میں، احد میں دیکھ لو
نصرتِ احمدؐ میں حیدرؑ نے کمی رکھی نہیں

فاتحِ خیبر بتاؤ کیوں نہ کھینچی تم نے تیغ
روتے روتے چند دن میں ہائے زہراؑ مر گئیں

سجدۂ خالق میں ان کے سر پہ ہے ضربت لگی
خدمتِ دیں عمر بھر کرتے رہے جو شاہِ دیں

زخمی تن حیدرؑ کا بیٹوں نے اٹھایا تھا مگر
کربلا میں تیروں پر تھا شہ کا جسمِ نازنیں

دودھ قاتل کو پلا کر خود دیئے جو رحم دل
کربلا میں اس کے بیٹے کو نہ دے پانی لعیں

شان سے اٹھا جنازہ شاہِ خیبر گیر کا
تین دن لیکن جنازہ شاہ کا اٹھا نہیں

(۵) ویران مزار

فاطمہؑ زہرا کا روضہ آج بھی ویران ہے
آتشِ غم سے ہر اک مومن کا دل بریان ہے

کس طرح دوزخ سے پیغمبرؐ چھڑائیں گے تجھے
کیوں نہیں کوشاں ہے تو کیسا ترا ایمان ہے
مصطفےٰؐ تعظیم کو اٹھتے تھے زہراؑ کے لئے
ظلم ڈھانے والوں یہ بنتِ نبیؐ کی شان ہے
پنجتنؑ کے واسطے پیدا ہوئی ہے کائنات
اب انھیں کا گھر جلانے کے لئے سامان ہے
آیۂ تطہیر جس در پر نبیؐ پڑھتے رہے
اب وہی در ہے کہ جس پر ظلم کا طوفان ہے
آیۂ تطہیر شاہد فاطمہؑ کے صدق پر
اور جھٹلائی گئیں وہ ! ہائے کیا ایمان ہے
فاطمہؑ کو گھر میں رونے کی اجازت بھی نہیں
اب ہیں آنسو سیّدہ کے اور گورستان ہے
ظلم سہتے سہتے آخر مر گئیں بنتِ رسولؐ
ظالموں کی مغفرت کا کیا یہی سامان ہے
توپ کے گولوں نے اب کیوں کر دیا ویراں مزار
ظلم ڈھانے کا ابھی باقی کوئی ارمان ہے

(۶) جنّت البقیع

اولادِ پیمبرؐ نے کیا مرتبہ پایا ہے
آیت بھی فضیلت میں اور سورہ بھی آیا ہے
لیکن پسِ پیغمبرؐ کیا رنگ دکھایا ہے
ایک ایک کو اعدا نے تا عمر ستایا ہے
اور بعدِ شہادت بھی افسوس رلایا ہے

سمجھو تو مسلمانوں بیٹی تھی رسالت کی
گھر جن کا جلانے کی نافہم نے ہمّت کی
پہلو پہ گرایا در یہ حد تھی عداوت کی
اس طرح دیئے صدمے کچھ روز میں رحلت کی
آخر کو مزار اُن کا ظالم نے گرایا ہے

جنّت کے جوانوں کے بیشک تھے حسنؑ سرور
مارا انہیں ظالم نے کیوں زہر دغا دے کر
اور تیر بھی برسائے اُف لاشۂ شبّر پر
سوتے نہیں راحت سے اب قبر میں بھی شبّرؑ
روضے پہ ستم ڈھا کر مرقد میں ستایا ہے

تھے ساجدوں کے سرور اور عابدوں کی زینت
بے شل اسیری کی جس نے تھی سہی زحمت
کٹتے رہے الشّام اور دنیا سے ہوئی رحلت
پر قبر میں عابدؑ کو اب ملتی نہیں راحت
ظالم نے نشانہ اب روضے کو بنایا ہے

حمدؐ کا سلام آیا جس ذاتِ گرامی پر
جو شاہدِ عینی ہیں کربل کے وہی باقرؑ
اک امتی نے مارا ہے زہرِ دغا دے کر
باقرؑ کو رُلایا ہے روضے پہ ستم ڈھا کر
جنّت میں محمدؐ کو کس طرح رُلایا ہے

صادقؑ کا لقب پایا تھا جس نے پیمبرؐ سے
اور آپکے زمانے میں سادات تھے ششدر سے

دیواروں میں چنوایا پوچھے کوئی جعفرؑ سے گو چپ تھے میرے مولا مسموم ہوئے تھر سے

مسمار کیا روضہ کیا ظلم یہ ڈھایا ہے

⑦ مسمار مزار

روضۂ بنتِ نبیؐ پر ظلم وہ ڈھایا گیا
مصطفےٰؐ کے دل کو تربت میں بھی تڑپایا گیا

توپ سے گولے گرائے ظالمِ بے دین نے
ظلم کا بادل مزارِ محترم پر چھا گیا

کر دیئے مسمار روضے اہلبیتِؑ پاک کے
گریۂ زہراؑ مدینے کی فضا پر چھا گیا

مختصر سے سن میں زہراؑ روتے روتے مر گئی
اور روئی جب ستم روضے پہ بھی ڈھایا گیا

جس نے زہراؑ کو ستایا بالیقیں کافر ہوا
قولِ احمدؐ سے خلاصہ یہ سمجھ میں آگیا

فاطمہؑ کے دل کے ٹکڑے پاس ہی مدفون تھے
روضے کو ڈھا کر دلِ زہراؑ کو رُلوایا گیا

تیر برسے تھے جنازے پر حسنؑ کے اور اب
گولے برسا کر لحد میں اُن کو تڑپایا گیا

شہ کے غم میں عمر بھر روئے تھے زین العابدینؑ
روضے کو مسمار کر کے اور رلوایا گیا
دیکھا صادقؑ نے برابر قتلِ اولادِ رسولؐ
آل پر یہ ظلم نوان کو بھی دِکھلایا گیا

(۸) باقرؑ کی شہادت

چھائی ہے گھٹا غم کی باقرؑ کی شہادت ہے
زہراؑ کے گھرانے پر اک تازہ مصیبت ہے
خالق کے پیمبرؐ کا جس کو تھا سلام آیا
اُمّت کو پیمبرؐ کی کیوں اُس سے عداوت ہے،
جو آلِ پیمبرؐ پر کربل میں ستم ٹوٹے
اِن سارے مصائب پر باقرؑ کی شہادت ہے
حج چھوڑ کے آئے ہیں کربل میں شہِ بطحا
دریا سے الگ ٹھہرو دشمن کی یہ حجت ہے
ساغر لئے ہاتھوں میں بیتاب ہیں سب بچے
آیا ہے علم خالی چھائی ہوئی حسرت ہے
لادِ ابوطالبؑ قربان ہوئی دیں پر
پانی شہِ بیکس نے سجدے میں شہادت ہے

اونٹوں پہ کھلے سر ہیں وہ بیٹیاں زہراؑ کی
سجادؑ پیادہ ہیں کیا دین کی نصرت ہے
ان چیزوں کو دہرا کے روتے ہی رہے عابدؑ
آخر ہوئی عمر آخر اور پائی شہادت ہے
باقرؑ نے یہ سب دیکھا بچپن سے جوانی تک
افسوس بڑھاپے میں اب ان کی بھی رحلت ہے
اک حاکمِ مروانی دشمن ہوا مولاؑ کا
زہر اُن کو دیا آخر یوں ان کی شہادت ہے
پھر روضۂ باقرؑ کو اک روز کیا ویراں
اُمّت کو پیمبرؐ سے کس درجہ عداوت ہے

⑨ شہادت امام محمد تقیؑ

آلِ احمدؐ کے لئے سامان کیا کیا کر دیا
ستم قاتل قیدِ غم یا ظلم کا خنجر دیا
جنگ کی نفسِ نبیؐ سے مجتبیٰؑ سے کی دغا
قتل کو شبیرؑ کے، لشکر سے جنگل بھر دیا
عابدؑ و باقرؑ کو جبراً کر دیا خانہ نشیں
رب نے اپنے دین کو لیکن اُجاگر کر دیا

دین کی تبلیغ کا صادقؑ کو موقع مل گیا
حق نے شیرازہ بنی سفیان کا ابتر کر دیا

سلطنت پا کر بنی عباس بھی دشمن بنے
اور ثبوتِ دشمنی بدتر سے بھی بدتر دیا

کر دیا کاظمؑ کو قیدی اور رضاؑ کو بے وطن
اور تباہی کا خدا کے دین کو محضر دیا

بیاہ دی بیٹی تقیؑ کو ڈالی شاہی پر نقاب
لعنتِ آلِ نبیؐ کا حکم بھی یک سر دیا

معتصم نے زہر دے کر کر دیا ان کو شہید
مزبلہ پر لاش رکھ دینے کا حکم اس پر دیا

تین دن تک بے لحد یہ بھی رہے مثلِ حسینؑ
کربلا کے واقعے کو پھر سے تازہ کر دیا

(۱۰) زہرا پرسہ لو بہتّر کا!

کربل کی کہانی جب کوئی بھی سنائے گا
دل والوں کی آنکھوں سے اک دریا بہائے گا

وہ کارواں سرورؑ کا، جو شان سے نکلا تھا
صغراؑ کو خبر کیا تھی، نہ لوٹ کے آئے گا

زہرؑا زہرؑا پرسہ لو بہتر کا، پرسہ لو بہتر لو

قتلِ شہِ والا کو مکّے میں بھی لوگ آئے
فرزندِ نبیؐ افسوس حج چھوڑ کے جائے گا
زہرؑا زہرؑا پرسہ لو بہتر کا، پرسہ لو بہتر کا

مہمان بلایا ہے اے کوفیوں سرور کو
کیا کنبہ شہِؑ دیں کا پانی نہیں پائے گا
زہرؑا زہرؑا پرسہ لو بہتر کا، پرسہ لو بہتر کا

پامال ہوا قاسمؑ تو گھوڑے کی ٹاپوں سے
کس طرح چچا تیری میّت کو اٹھائے گا
زہرؑا زہرؑا پرسہ لو بہتر کا، پرسہ لو بہتر کا

تھا ہاتھوں کے کٹنے کا کچھ غم نہ دلاور کو
سیدانیوں کا پردہ اب کون بچائے گا
زہرؑا زہرؑا پرسہ لو بہتر کا، پرسہ لو بہتر کا

ٹوٹی ہے کمر شہؑ کی گھبرا نہ مگر اکبرؑ
فرزندِ نبیؐ تیرے لاشے کو اٹھائے گا
زہرؑا زہرؑا پرسہ لو بہتر کا، پرسہ لو بہتر کا

سوتے نہ تھے تم اصغرؑ جھولے میں تڑپتے تھے
دنیا کو خبر کیا تھی اک تیر سلائے گا

زہراؑ زہراؑ پُرسہ لو بہتّر کا، پُرسہ لو بہتّر کا

اصحاب نے دم توڑا شبیرؑ کے زانو پر
کس زانو پہ سر اپنا شبیرؑ کٹائے گا

زہراؑ زہراؑ پُرسہ لو بہتّر کا، پُرسہ لو بہتّر کا

سرورؑ نے اٹھائیں تھیں سب ساتھیوں کی لاشیں
شبیرؑ ترا لاشہ اب کون اٹھائے گا

زہراؑ زہراؑ پُرسہ لو بہتّر کا، پُرسہ لو بہتّر کا

(۱۱) سیّد محمدؑ ابن امام علی النقیؑ

نوٹ: سیّد محمدؑ ابن امام علی نقی علیہ السّلام کا روضہ کاظمین اور سامرہ کے درمیان "بلد" مقام پر ہے۔ یہ بھی حضرت ابوالفضل العباسؑ کی طرح صاحبِ جلال و صاحبِ کرامت بزرگ ہیں۔ مومنین ان کی منّت مانتے ہیں اور مراد پوری ہونے پر سیّد محمدؑ کی نذر میں قربتہً الی اللہ بکرا ذبح کر کے مومنین کو کھانا کھلاتے ہیں۔ یہ آپ کا فیضِ جاریہ ہے۔ مفصل حالات کتاب "مخزنِ کرامات" میں ہیں۔ (ضیاؔ)

فضل کر اللہ مجھ پر اجرِ بے حد کے لئے
میں سلام اک لکھ سکوں سیّد محمدؑ کے لئے

روضۂ سیّد محمدؑ نور کا دربار ہے
مسکنِ امن و سکوں ہے پوری سرحد کے لئے

پائیں منہ مانگی مرادیں فاطمہؑ کے لال سے
ہو نا سائل کافی ہے ہر ایک مقصد کے لئے

اُن کی اور جھوٹی قسم کھائے کسی کی کیا مجال
ہے سزائے سخت سیّد کی ہر اک بد کے لئے

نسلِ پیغمبرؐ میں یہ معجز نمائی دیکھ کر
خود بخود جھکتا ہے سر حسنینؑ کے جد کے لئے

جو نہ اظہارِ شجاعت کر سکے عباسؑ تو
تھیں گھٹن کی منزلیں سیّد محمدؑ کے لئے

پائی ورثہ میں شجاعت حیدرِ کرّار سے
جو نہ کچھ کام آئی سیّد کو کسی مد کے لئے

رہ گئے برسوں نظر بندی میں حاکم کی نقیؑ
زہر سے مارے گئے وہ دینِ احمدؐ کے لئے

بعد اُن کے عسکریؑ کو بھی نظر بندی ملی
سخت منزل یہ بھی تھی سیّد محمدؑ کے لئے

موت سے عباسؑ کی ٹوٹی کمر شبیرؑ کی
عسکریؑ کا تھا گریباں چاک سیّد کے لئے

دل ہی دل میں رہ گئی اظہارِ جرأت کی مُراد
روضے سے ظاہر علامت نیک اور بد کے لئے

مان لیں سیّد محمدؐ تجھ کو اپنا نوحہ خواں
اے ضیاؔ کافی ہے تجھ کو نار کی رد کے لئے

(۱۲) مختلف زنداں

نوٹ : یزید نے اسیرانِ کربلا کو مختلف زندانوں میں قید رکھا۔ کوئی ایسا زنداں تھا جہاں سانپ اور بچھو کے مسکن تھے، کسی قیدخانے پر چھت ہی نہ تھی اور کوئی زندان بالکل تاریک تھا۔ اور چونکہ ان زندانوں کے حال کو مولانا حافظ کفایت حسین صاحب مرحوم نے ایک مجلس میں پیش کیا تھا جسے سنکر اسے نظم کیا گیا ہے۔ لہٰذا قارئین برائے کرم مرحوم حافظ صاحب کی روح کو سورۂ فاتحہ سے شاد فرمائیں۔

ضیاؔ

جہاں والو یہ داستاں ہے جہاں کے افضل ترین گھر کی
وہ گھر کہ جس نے لٹا کے سب کچھ رضائے اللہ پر نظر کی
یہ داستاں ہے عجیب غم کی مجال کس کی بیان کر دے
یہ داستاں جس کو یاد آئی، بس اس نے اشکوں سے آنکھ تر کی
کیا نبیؐ نے یزید کے جد کو فتحِ مکّہ کے بعد آزاد
اور آل کو محبسوں میں رکھ کر یزید نے انتہا کی شر کی
اسیرِ زنداں حرم ہوئے جب تو بولے زہریلے جانور سب
نہ ہم سے تکلیف ان کو پہنچے یہ فرد ہیں مصطفٰےؐ کے گھر کی

سرشت میں جن کی کاٹنا ہے وہ آل پر رحم کر رہے تھے
یزید کا ان کو قید کرنا، دلیل ہے اسکے کفر و شر کی
شکستہ دیواریں اس قدر تھیں کہ روز گرنے کا تھے دھڑکا
کہیں نہ مر جائے دب کے بچہ، یہ بات اسیروں کے دل کے ڈر کی
وہ قید خانہ نہ جس پہ چھت تھی، نہ جس کے دیوار و در تھے سالم
تھی دھوپ دن میں تو اوس شب میں، اسی طرح مدت اک بسر کی
وہ ایسا تاریک و تنگ زنداں کہ گھُٹ رہا تھا یتیموں کا دم
ملک کے کہتے تھے ہائے اَمّاں گھڑی ہے اب موت کے سفر کی
جو فاطمہؑ کی صدائے گریہ سنی تو بولی یہ رو کے زینبؑ
جناں سے آئی ہوئی ہیں اَمّاں کہ دیکھیں بربادی اپنے گھر کی

⑫ اِنسان تڑپ کر روتا ہے!

دنیا کے دماغوں پر اے دل فرزندِ نبیؐ کا قبضہ ہے
خاموش ہیں عقلیں حیرت میں، اور آنکھوں سے دریا بہتا ہے
احمدؐ نے کیا حیدرؑ کو بلند، اور خوش ہے مودت کی دنیا
سرورؑ نے کیا اصغرؑ کو بلند، انسان ابھی تک روتا ہے
قرآنِ صامت کو جس نے نیزے پہ چڑھایا وہ لشکر
قرآنِ ناطق کے سر کو نیزے پہ بلند اب کرتا ہے

چھیڑا گیا ذکرِ شہ جب بھی آنکھوں میں آنسو آ ہی گئے
اس غم میں ہمیشہ سے شامل شبیرؑ کی ماں کا گریہ ہے

اظہارِ شجاعت کا موقعہ گر مل نہ سکا تو کیا عباسؑ
دنیا کے علم سے شہ کا علم تیری ہی بدولت اونچا ہے

ماں دیکھ کے لاشِ قاسمؑ کو کہتی تھی یہ روحِ شبرؑ سے
جو فرض کہ تھا میرے ذمّے، پورا ہوا، اب دل ہلکا ہے

شبیرؑ کے غم میں رو دینا آسان نہیں بس یہ سمجھو
اس غم کا تموّج اتنا ہے انسان تڑپ کر روتا ہے

جب روئی کبھی شہ کی بچّی، ظالم نے سرِ شہ بھجوایا
بچّی کو دلاسہ دینے کا ظالم کا طریقہ کیسا ہے

۱۴ آگ

کیوں مسلمانوں لگا دی فاطمہؑ کے گھر میں آگ
بھول بیٹھے تم مہیا ہوگی جو محشر میں آگ

بدر میں تیغِ علیؑ سے نار میں پہنچے جو لوگ
ان کے ہر گھر میں نظر آنے لگی دم بھر میں آگ

قتلِ ابنِ عبدِ ود کی مکے میں پہنچی خبر
پھر ہوئی شعلہ فگن کفار کے ہر گھر میں آگ

دل میں ہے بغضِ علیؑ پھر کیا ملیں کوثر کے جام
روزِ محشر ہوگی ان کے قلب کے ساغر میں آگ

ذبح ہوتے بھائی کو دیکھا بہن نے ہائے ہائے
رہ گئی باقی وہی جو سینۂ خواہر میں آگ

جس جگہ غش میں پڑے تھے ہائے زین العابدینؑ
کیوں لگا دی ظالموں اُس خیمۂ اطہر میں آگ

جل رہا ہے میرا دل رو کر یہ کہتی تھی ربابؑ
میں نے دیکھا جب لگی گہوارۂ اصغرؑ میں آگ

آگ خیموں میں لگی، گھبرا گئے بچے تمام
لگ گئی آخر لباسِ دخترِ سرورؑ میں آگ

دھوپ میں سرورؑ کا لاشہ تم نے دیکھا تھا ربابؑ
سائے میں کیا بیٹھتیں تم، تھی دلِ مضطر میں آگ

(۱۵) آلِ احمدؐ کے تیور

آلِ احمدؐ کے تیور جہاں دیکھ لے
دینِ احمدؐ پہ سب کچھ لٹا کے رہے

عقل والے یہ حیرت سے دیکھا کیے
مر مٹے پر وہ دیں کو بچا کے رہے

آگئی تیروں کی زد پہ لاشِ حسنؑ
صبر کی ابتدا تھی وہ شاہِ زمن

تھا مگر تیروں پہ آپ کا خود بدن   صبر کی انتہا تم دکھا کے رہے

شہؑ کے پیچھے پڑھی فوجِ حُر نے نماز   حُر رہا نام زہرؑا کا لینے سے باز
پا کے رومالِ زہرؑا وہ کرتا ہے ناز   ہم غلام ایسے انعام پا کے رہے

جبکہ تلوار جلاد نے کھینچ لی   پہلے مرنے کو بڑھتا رہا ہر کوئی
کیا کہانی ہے مسلمؑ کے مہ پاروں کی   مر گئے پھر بھی شانے بلا کے رہے

وج ہم شکلِ احمدؐ کو پہچان لے   پیچھے پیچھے گئے شاہ فرزند کے
کربلا میں یہ کیسے مسلمان تھے   تیغیں برسائیں نیزے لگا کے رہے

اں سے کیا پائی تعلیم عباسؑ نے   فدیہ اولادِ زہرؑا کا وہ بن گئے
ینِ احمدؐ پہ قرباں ہوئے اس لئے   رتبہ فرزندِ زہرؑا کا پا کے رہے

وت کو شہد سے شیریں سمجھا جری   کیوں نہ ہو جد میں قاسمؑ کے مولا علیؑ
لاش گھوڑوں سے اس مہ کی روندی گئی   شاہِ مشکل سے میت اٹھا کے رہے

بتایا کہ ظالم ہیں کیا اہلِ کیں   پاس جن کو رسولِ خدا کا نہیں

چھد گئی تیر سے گردنِ نازنیں اصغرؑ اس وقت بھی مسکرا کے رہے

استغاثہ بھتیجے نے شہؑ کا سنا نکلا خیمے سے شبّرؑ کا اک لاڈلا
وار روکا کٹے ہاتھ اور مر گیا جاتے جاتے یہ شہؑ داغ اٹھا کے رہے

غریبِ کوفہ (۱۶)

اے کوفیوں مسلمؑ پہ ستم کیسا کیا ہے
احمدؐ کی قرابت کا دیا خوب صلہ ہے
صِفّین میں تم ہو گئے دشمن کے طرفدار
جب نیزے پہ قرآں کو بلند اس نے کیا ہے
اِس طرح سے پیش آئے ہو تم ساتھ حسنؑ کے
فرزندِ نبیؐ صلح پہ مجبور ہوا ہے
خط تم نے لکھے سینکڑوں تب فاطمہؑ کا لال
کوفے کی طرف آنے کو تیار رہا ہے
کی بیعتِ شہؑ تم نے سفیر آیا جو شہؑ کا
افسوس بہت جلد اسے توڑ دیا ہے
شہؑ آئے تو کس طرح سے پیش آئیں گے کوفی
اِس سوچ نے مسلمؑ کو پریشان کیا ہے

جب گھیرنے گھر طوعہ کا آنے لگے ظالم
یہ غیرتِ مسلمؑ ہے کہ گھر چھوڑ دیا ہے
قربانی کے حیواں کی طرح ہائے صد افسوس
مہمان کو بھی بام پہ لے جایا گیا ہے
کرسی سے کھڑے ہو گئے ہیں سیّدؑ والا
مسلمؑ نے سلام آخری جب شہ کو کیا ہے
عصمت کی نگہ روتی رہی شہ کی جو دیکھا
بھائی کا جسد گلیوں میں لے جایا گیا ہے
اعلان یہ کرتا ہی رہا دار الامارہ
شبیرؑ کے بھائی کا یہاں خون بہا ہے

(۱۷) ابوالفضل العبّاسؑ

ابوالفضل عبّاسؑ مولا ہمارا — مصیبت میں زینبؑ نے جسکو پکارا
ہے مشکل کشاء کا یہ وارث یقیناً — بنا ہر مصیبت میں سب کا سہارا
مبارک ہو اُمّ البنین شیر بچہ — کرے گا جو زورِ علیؑ آشکارا
جو شبیرؑ پر ہو گئے جاں سے قرباں — کہا سیّدہؑ نے ہے بیٹا ہمارا
ابوالفضل تیری اطاعت کے شاہد — وہ حاکم کا گھر علقمہ کا کنارا
محافظ حرم کی رداؤں کے عباسؑ — تمھیں ہر جگہ بیبیوں نے پکارا

لیا تسمۂ مشک دانتوں میں تم نے
کٹے ہاتھ دونوں رہا جب نہ چارا
لگا تیر، پانی بہا مشک سے کیا
بہا جسمِ عباسؑ سے خون سارا
کہا رو کے زینبؑ نے چادر چھنے گی
عمامہ برادر نے ہے ہے اتارا
کمر تھام کر شاہِ دیں جا رہے ہیں
ابوالفضل نے رن سے شاید پکارا
لگے جب طمانچے تو بچی پکاری
چچا جان! میری خبر لو خدارا
نہ آئے چچا قید میں بولی بچی
بڑے کرب سے وقت میں نے گذارا

⑱ اکبرؑ کی جوانی

شبیرؑ کی پیری اور اکبرؑ کی جوانی
جاری ہے قیامت تک اشکوں کی روانی
بیٹے کی جوانی کیا ارمانوں کی دنیا
راس آئی نہ کیوں لیلیٰ اکبرؑ کو جوانی
وہ چاند گیا لیلیٰ چھایا ہے اندھیرا
رو رو کے اندھیرے میں ہے جان گنوانی
فرزند کے پیچھے تم کیوں جاتے ہو مولا
ڈھائیں گے ستم بڑھ کر یہ ظلم کے بانی
جب دین مٹانے کو آئے ہیں یہ اعداء
تصویرِ محمدؐ بھی ہے ان کو مٹانی

اکبرؑ کا سلام آیا دنیا سے چلا میں
سرورؑ نے وہیں سمجھا ہیں ٹھوکریں کھائی
یوسفؑ سے حسیں زائد دم توڑ رہا ہے
ہے گود میں سرورؑ کی احمدؐ کی نشانی
ہم شکلِ پیمبرؐ کی میت کا اٹھانا
یہ صبر کی منزل بھی ہے شہؑ کو دکھانی
آتی ہیں مدینے کی جانب سے صدائیں
بھیا تری صغراؑ کو شادی ہے رچانی
اکبرؑ پہ جو لیلیٰ کو رونے نہ دیا ہے
رلوائے گی تا محشر اب اس کی جوانی

(۱۹) علی اکبرؑ نہیں آئے

نہیں کہہ سکتی کوئی قوم پیغمبرؐ نہیں آئے
جو اپنے دور میں کامل ہوں وہ رہبر نہیں آئے
یہ مانا خوب تھے نوحؑ و خلیلؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ
مگر جو حشر تک کام آئیں وہ رہبر نہیں آئے
محمدؐ لے کے آئے رب سے کامل آلؑ اور قرآں
نہ کہنا اب کہ دین اللہ کے رہبر نہیں آئے

شریف انساں کا کھنچتا ہے دل مظلوم کی جانب
کہیں مظلوم مثلِ سبطِ پیغمبر نہیں آئے

نبیؐ کی قبر پر رو رو کے صغرا بین کرتی تھی
مرے بابا نہیں آئے، علی اکبرؑ نہیں آئے

کہا بچی نے پانی کے لئے کیوں مشک میں نے دی
چچا عباسؑ میرے نہر سے پھر کر نہیں آئے

ہوئے ہیں کان زخمی اور مرے رخسار بھی نیلے
بچانے کو مرے کس واسطے سرورؑ نہیں آئے

کہا زینبؑ نے جب عونؑ و محمدؑ مر گئے لڑ کر
الٰہی شکر زندہ رن سے وہ صفدر نہیں آئے

حرم نے شاہ کے جب تک نہ پایا حکم عابدؑ سے
کسی جلتے ہوئے خیمے سے وہ باہر نہیں آئے

جب آئے چھوٹ کر عابدؑ یہ شور اٹھا مدینے میں
سبب کیا قاسمؑ و عباسؑ اور اکبرؑ نہیں آئے

رضائے فاطمہؑ حاصل ہوئی امّ البنینؑ بولیں
گئے تھے کربلا چاروں مرے دلبر نہیں آئے

مدد کرنے ضیا کی آ گئے شبیرؑ تربت میں
ابھی منکر نکیر اس قبر کے اندر نہیں آئے

(۲۰) گھر پہ چھوڑ کے

کس طرح جائیں فرشتے دیدۂ تر چھوڑ کے
کون جاتا ہے بھلا یہ لعل و گوہر چھوڑ کے

بولے پیغمبرؐ مسلمانو! سنو جاتا ہوں میں
تم میں قرآں اور اپنی آلِ اطہر چھوڑ کے

حکم سے حاکم کے گھر والوں کو لے کر اپنے ساتھ
جا بسے ربزے میں یثرب کو ابوذرؓ چھوڑ کے

دخترِ بیمار یاد آتی تھی شہؑ کو بار بار
یہ قلق تھا آیا صغراؑ کو گھر پر چھوڑ کے

بولے شہؑ بیٹی ستم سہنا نہ کرنا بددعا
باپ مرنے جا رہا ہے تجھ کو دختر چھوڑ کے

دل میں تیرے بیاہ کا ارمان بیٹیا رہ گیا
بولی لیلیٰ جب چلے مادر کو اکبرؑ چھوڑ کے

ساتھ گھر بھر کو لئے گرمی کے موسم میں حسینؑ
دین کی خاطر چلے اللہ کا گھر چھوڑ کے

یاد جب آتا تھا شش ماہہ تڑپ جاتی تھی ماں
مر گیا بے شیر کیسا نقش دل پر چھوڑ کے

چھینی جائیں گی ردائیں رو کے کہتے تھے حرم
جاتے ہیں رن کو سہیں عباسِؑ صفدر چھوڑ کے
مصطفےٰؐ کے نور کے پاروں سے ملتی ہے ضیاؔ
اب ضیاؔ جائے کہاں یہ نور کا گھر چھوڑ کے

(۲۱) کلیجہ دیکھا ہے

مظلومیِ اصغرؑ کے آگے سر ظلم کا نیچا دیکھا ہے
بچے کی بھی دیکھی خشک زباں لشکر کا بھی گریہ دیکھا ہے
اب بچے پانی کیا مانگیں یہ اس کا نتیجہ دیکھا ہے
مشکیزہ چھدا اور ہاتھ کٹے ترغوں میں پھریرا دیکھا ہے
شمر آیا جو فوجِ ظلم لئے کانپ اٹھی زمینِ کرب و بلا
شبیرؑ سے صابر کا چہرہ پر سب نے چمکتا دیکھا ہے
زہراؑ و علیؑ کے پھولوں سے گلزارِ مدینہ دیکھا تھا
جب شام سے چھٹ کر آئے حرم ویران مدینہ دیکھا ہے
حیرت سے نبیؐ سب تکتے ہیں شبیرؑ کے دل کی قوت کو
بھائی کے کٹے بازو دیکھے اکبرؑ کا کلیجہ دیکھا ہے
مولا میں ادب سے عرض کروں اصغرؑ کی بنے گی کیسے لحد
جب تیرسے پہلو سے تم نے بچے کا تڑپنا دیکھا ہے

اللہ یہ کیسا منظر تھا سجادؑ کا چہرہ زرد ہوا
عریاں و بے سر ریتی پر شبیرؑ کا لاشہ دیکھا ہے
شہزادی کوفہ زینبؑ تھیں اور اب ہیں رسن بستہ قیدی
اک وہ بھی زمانہ دیکھا تھا اب یہ بھی زمانہ دیکھا ہے
جب خواب سے اٹھی دخترِ شہ بابا کو پکاری اور روئی
اب کیسے جیئے گی یہ بچی سر خون میں شہ کا دیکھا ہے
بازار میں قیدی ہو کے حرم یوں آئے کہ رو دیا اک عالم
قرآں کی ضیا پھیلاتا ہوا سر شاہ کا اونچا دیکھا ہے

(۲۲) بنتِ حیدرِ کرّار

خود جو بنتِ حیدرِ کرّار ہے
شوہر ابنِ جعفرِ طیّار ہے
پاسباں شامِ غریباں میں بنی
یہ ابو طالبؑ کی ورثہ دار ہے
آسیہ، مریمؑ، خدیجہؑ، فاطمہؑ
یہ ہیں کامل فاطمہؑ سردار ہے
در زینبؑ ثانیٔ زہرؑا لقب
بالیقیں زہرؑا کی ورثہ دار ہے
عابدِ بیمار اک باقی رہے
فاطمہؑ کا یوں لٹا گلزار ہے
صبر کی تلقین دی عابدؑ کو بھی
صابرہ زینبؑ کا یہ معیار ہے
شورہ لیتے رہے بیمار امام
یہ امامت کی شریکِ کار ہے

ہائے زینبؑ بد دعا کرتی نہیں
گو کہ سر ننگے سرِ بازار ہے

بن گئی زینت علیؑ سے باپ کی
زینبؑ علیا کا یہ کردار ہے

دے رہی ہے خطبہ زینبؑ غیظ میں
دم بخود غدار کا دربار ہے

چشمِ زینبؑ میں یہ منظر رہ گیا
لاش بچی کی لئے بیمار ہے

ہائے طوقِ گردنِ عابدؑ کا خار
قلبِ زینبؑ کے لئے بھی خار ہے

ماں کو کرتا سونپ کے جیتی رہی
یوں نہ جی سکتا کوئی ناچار ہے

زینبِ کبریٰ سے پھیلی ہے ضیا
واحسینا سے زماں سرشار ہے

(۲۳) پُر درد قصۂ کربلا

کیسا پُر درد ہے قصۂ کربلا مومنیں عمر بھر سُن کے رو یا کئے
شاہِ مظلوم نے درد یوں بھر دیا ذکر جب بھی ہوا اشک چھلکا کئے
دل میں زینبؑ کے یہ آرزو تھی سدا شاہ کی اس محبت کا دیتی عوض
دھوپ سونے میں چہرے پہ جب آگئی شہ کھڑے رہ گئے اُس پہ سایہ کئے
دھوپ میں سایہ کرنے کو زینبؑ کو ہائے جیتے جی شہ کے موقع نہیں مل سکا
بعدِ مُردن بھی تھی دھوپ میں لاشِ شہ زینبؑ، اہلِ حرم، بچے دیکھا کئے
ذکرِ اکبرؑ، شبِ جمعہ نزدِ ضریح کرتے رہتے ہیں کربل میں سب ذاکریں
ذکرِ دلبر سنا شاہ گریاں ہوئے، ذکرِ اکبرؑ سے رو رو کے تڑپا کئے

شہ نے عباسؑ کی لاش کیوں چھوڑی چند وجہوں میں اک ہے یہ وجہ تھی
شہ کو سارا بدن ہی ملا پاش پاش جسمِ غازی پہ یوں تیر برسا کئے
بچی جسمانی ایذا سے گریاں ہوئی اور طمانچوں سے ظالم کے چُپ ہو گئی
بچی گھُٹ گھُٹ کے زندان میں مر گئی غم کے بادل جو دُکھیا پہ برسا کئے
لپٹے اصغرؑ تھے بیمار خواہر سے جب اُن کے لینے کو آنے لگیں بیبیاں
باہیں گردن میں صغراؑ کے ڈالے ہوئے اصغرؑ اک ایک بی بی کو دیکھا کئے
گوشِ اصغرؑ میں سرورؑ نے کچھ کہہ دیا فوراً آغوشِ شبیرؑ میں آ گئے
قافلہ سوئے مکہ رواں ہو گیا، مصطفےٰؐ حالِ صغراؑ پہ رویا کئے
پہنچے قاسمؑ کی آواز پر شاہ جب عمّو عمّو کی آواز آتی رہی
ہو گیا جسم شہزادے کا پاش پاش شاہ دیکھا کئے گھوڑے دوڑا کئے

(۲۴) خالی ہے گھرانا

پُر درد ہے اس درجہ غمِ شہ کا فسانہ
تا حشر تھمے گا نہ ان اشکوں کا بہانہ
آئی جو نظر خواب میں کنبے کی تباہی
قسمت میں ہے صغراؑ کے فقط رونا رُلانا
تھے فاطمہؑ کے ماہ کے ہمراہ کئی چاند
اے چاند یہ ہے پہلی محرّم کا فسانہ

عاشور کی جب شام ہوئی چاند نے دیکھا
اٹھارہ جواں مر گئے خالی ہے گھرانہ
خوش ہو گیا دریائے فرات آمدِ شہؑ پر
وہ آ گیا جس شاہ سے باقی ہے زمانہ
خیمے جو ہٹے رنج سے گریاں ہوا دریا
افسوس رہے پیاسا محمدؐ کا گھرانہ
ساحل پہ پٹکنے لگیں سر نہر کی موجیں
اصغرؑ جو بنا تیرِ ستمِ شعبہ کا نشانہ
جس کونے میں شہزادیاں تھیں زینبؑ و کلثومؑ
واں صدقے انھیں دیتے ہیں آیا وہ زمانہ
گہنے کو رُلانے کے لئے ہو گیا کافی
وہ شمر کا بچیؑ کو طمانچوں سے رُلانا
بے جرم و خطا ظالم و غدّار کے ہاتھوں
بیمار کا اک کوہِ مصیبت کا اٹھانا
یوں عورتیں ہر مرد کو دیتی رہیں طعنہ
ہے قید اسی شام میں احمدؐ کا گھرانا

(۲۵) شام کے بازار میں

ملق کی شہزادیاں شام کے بازار میں
غم سے ہیں گریاں کناں شام کے بازار میں
حضرتِ زین العبا، مالکِ ارض و سماء
آج بنے ساربان شام کے بازار میں
فاطمہ کی بیٹیاں اونٹوں پہ ہیں بے ردا
لوگ تماشہ کناں شام کے بازار میں
وں کے آگے ہیں سر، ناقوں کے پیچھے ہیں سر
ناقوں پہ ہیں بیبیاں شام کے بازار میں
ردیوں سے ہٹ کے لوگ دیکھیں مجھے اس لئے
شہ نے سنایا قرآں شام کے بازار میں
تھی رسن سے گلا پیاس سے ہونٹوں پہ جاں
بچی ہے گریہ کناں شام کے بازار میں
دِن سجادؑ میں طوقِ گراں بار ہے
پاؤں میں ہیں بیڑیاں شام کے بازار میں
ھولوں کی گردن بندھی بازو بڑوں کے بندھے
جاتی ہیں یوں بیبیاں شام کے بازار میں

روضۂ زینبؑ کی سمت رُخ جو ضیاؔ نے کیا
قلب تھا غم سے تپاں شام کے بازار میں

(۲۶) دیکھا ہے!

نبیؐ کی پشت پر جس کو جہاں والوں نے دیکھا ہے
قفائے ذبح ہوتے پھر مسلمانوں نے دیکھا ہے
فضائل آل کے اُمت کو بتلائے پیمبرؐ نے
مصائب کہہ کے گریاں بھی مسلمانوں نے دیکھا ہے
نبیؐ کے عصر میں دیکھا تھا جس کو فاتحِ خیبر
بندھی پھر اُس کی گردن میں رسن لوگوں نے دیکھا ہے
نبیؐ تعظیم کو زہرؑا کی اٹھتے تھے یہ دیکھا تھا
درِ زہرؑا سے پھر اٹھا دھواں آنکھوں نے دیکھا ہے
نبیؐ کی گود میں دیکھا حسنؑ کو اور اب ان کے
جنازے پر برستے تیروں کو لوگوں نے دیکھا ہے
شبابِ مصطفےؐ یاد آیا رن میں آئے جب اکبرؑ
تن اُن کا تیغوں سے ٹکڑے مسلمانوں نے دیکھا ہے
چھنے دُر بچی کے کانوں سے خوں بہتا نظر آیا
ستم کا کیا منظر کربلا والوں نے دیکھا ہے

زباں سوکھی دکھانے پر ہوا مذبوح شش ماہا
کہیں اور ایسا منظر کیا جہاں والوں نے دیکھا ہے
کہا بچی نے شہؑ یہ رو کے اشارہ سکی زندہ
یہ سوچو کمسنی میں کیا مری آنکھوں نے دیکھا ہے
حرم تھے ننگے سر اونٹوں پہ اور تھی لاشِ شہؑ عریاں
تمہیں کیوں اشک یہ سجادؑ کی آنکھوں نے دیکھا ہے
نہ مجھ کو اب کہو اُمّ البنین کہتی تھی اک دکھیا
ضیا یہ بھی بقیع پاک کی قبروں نے دیکھا ہے

(۲۷) کردارِ حسینؑ

رُک گیا ہے کربلا میں آ کے رہوارِ حسینؑ
حکمِ خالق ہے یہاں ظاہر ہوا ایثارِ حسینؑ
جن کے مرنے سے ہوئے اہلحرم کے رنگ زرد
باوفا تھے کس قدر اللہ انصارِ حسینؑ
ہیں جوانانِ جناں کے شبّرؑ و شبیرؑ شاہ
مرتضیٰؑ سردارؑ حسنؑ کے اور سردارِ حسینؑ
حرملا نے حلقِ اصغرؑ کو کیا زخمی تو کیا
ظلم کو تا حشر تڑپائے گا ایثارِ حسینؑ

سر ہے سجدے میں قفا پر خنجرِ قاتل ہے آہ
یوں کیا زینبؑ نے وقتِ ذبح دیدارِ حسینؑ

شہؑ کے غم کو سوچ کر روتے ہیں ہم اور دیکھ کر
کس مصیبت میں رہا عابدؑ سا دلدارِ حسینؑ

کربلا کا ذکر کرتا جاتا ہے تبلیغِ حق
ہے مسلسل آج بھی باطل سے پیکارِ حسینؑ

امر بالمعروف میں شہؑ نے بھرا گھر دے دیا
مومنو! دیکھو ہے کتنا تم میں کردارِ حسینؑ

شہؑ کے سر کے نور کی اک چھوٹ تھی راہب کے گھر
آج چھائے ہیں زمانے بھر پہ انوارِ حسینؑ

(۲۸) مناظرِ ستم

ان دونوں ستم کے منظر پر ہر آنکھ ہمیشہ گریاں ہے
بے مقنعہ و چادر زینبؑ ہیں شبیرؑ کی میت عریاں ہے

قاسمؑ کا جسد پامال شدہ شبیرؑ عبا میں لائے ہیں
ماں شکر کے سجدے کرتی ہے، پورا ہوا دل کا ارماں ہے

پیری میں اٹھائی ہے میت فرزند جواں کی سرورؑ نے
لرزے ہیں زمیں ہے مقتل کی اور پیرِ فلک بھی لرزاں ہے

مر لاش اٹھا کر شہؑ لائے عباسؑ تیری میت نہ اٹھی
تھی شرم سکینہ سے جس پر اسلام کی غیرت قرباں ہے
جب کٹ کے چڑھا سر نیزے پر پامال ہوئے ہیں جب سرورؑ
اور ابنِ حسنؑ پامال ہوئے جب جسم میں تھوڑی سی جاں ہے
سلِ شہِ دیں پر عالم میں جو سنگ اٹھایا اُبلا خوں
اب خون کی بارش ہے کہ فلک اشکوں سے لہو کے نالاں ہے
سجادؑ حرم کو لے کے چلے خالق سے شکایت کوئی نہ کی
بیمار کے دل کی قوت پر ہر ایک پیمبر حیراں ہے
مداں میں جو آیا باپ کا سر منہ رکھ دیا بچی نے منہ پر
کی اہلِ حرم نے سینہ زنی جب دیکھا کہ بچی بے جاں ہے

(۲۹) ناوک اٹھا رہے ہیں

اصغرؑ کی لاش لے کر شبیرؑ جا رہے ہیں
خیمے کے پاس جا کر پھر واپس آ رہے ہیں
تے ہیں انبیا سب حور و ملک ہیں گریاں
لے شیر کو لحد میں سرورؑ چھپا رہے ہیں
پہنچے قریب سرورؑ دیکھا عجیب منظر
عباسؑ نزدِ دریا خوں میں نہا رہے ہیں

مشک و الم کو لے کر لوٹے ہیں شاہ تنہا
پانی نہ پا کے بچّے آنسو بہا رہے ہیں
گھوڑے سے گر چکے ہیں زخموں سے چور سرورؑ
مظلوم کے بدن کو ناوک اٹھا رہے ہیں
سرورؑ کی ننھی بچی گھر بھر کی تھی چہیتی
اس لاڈلی کو ظالم دُرّے لگا رہے ہیں
میّت جواں پسر کی شہ لائے قربِ خیمہ
اب بچے بارِ سرور مل کر اٹھا رہے ہیں
زہرؑا کا گھر جلانے پہنچے تھے گر مسلماں
کربل میں اُن کے پیرو خیمے جلا رہے ہیں
اک شب میں روتی بچی خاموش ہوگئی ہے
جب خواب میں یہ دیکھا بابا بُلا رہے ہیں
شبیرؑ کے جسد کے اجزا کو جمع کر کے
سجّادؑ شاہِ دیں کی تربت بنا رہے ہیں
شبیرؑ کی ضیاؔ سے نوحے قصیدے لکھے
دیکھیں ضیاؔ کو مہدیؑ کب قُم بلا رہے ہیں

(۳۰) بہن بہلائے گی

مجتبیٰؑ کی روح کو تڑپائے گی	جب عبا میں لاشِ قاسمؑ آئے گی
خواب میں احمدؐ نے فرمایا حسینؑ	آل بے پردہ پھرائی جائے گی
ذبح یوں ہوں گے حسینؑ ابنِ علیؑ	ریشِ اقدس خوں میں تر ہو جائے گی
چوم کر زینبؑ کے بازو بولی ماں	رسّی ان دونوں میں باندھی جائیگی
بولے شبرؑ تشنگی میں اے حسینؑ	تیغ گردن پر پھرائی جائے گی
کہتی تھی صغراؑ نبیؐ کی قبر پر	شاہ کی اچھی خبر کب آئے گی
بہلے دوں گی تجھ کو پانی کہہ کے یہ	کب تک اصغرؑ کو بہن بہلائے گی
بولی زینبؑ پنجتنؑ کو رو چکی	قید میں تقدیر کیا دکھلائے گی
دیکھ کر اکبرؑ کا رُخ کہتی تھی ماں	کل یہ صورت خاک میں مل جائے گی
برشتہؑ یہ بولی زینبؑ الفراق	بھائی کو خواہر کہاں اب پائے گی
بولی صغراؑ اجڑے گھر کی یاد میں	عمر رو رو کر بسر ہو جائے گی

ڈوبا یہ کہہ کر محرم کا ہلال
اب ضیاؔ کربل سے دنیا پائے گی

(۳۱) لرزاں ہو گیا

اشکِ خوں سے چرخ گریاں ہو گیا	پیاس میں بے شیر قرباں ہو گیا

بولی بچی اے پھوپھی گھٹتا ہے دم ۔ بند حبس دم بابِ زنداں ہو گیا
خلد کے ملنے کے قابل شہؑ کا تن ۔ دھوپ میں افسوس عریاں ہو گیا
ظلم سے مسلمؑ کے بچے قتل ہوں ۔ خونِ ناحق کیسا ارزاں ہو گیا
تھامی زینبؑ نے ضریحِ مصطفےٰؐ ۔ ہر مکاں یثرب کا لرزاں ہو گیا
لٹ کے آئی ہوں یہاں اے نانا جان ۔ گھر بھرا کربل میں قرباں ہو گیا
بولی صغراؑ ہے کہاں ننھی بہن ۔ سن کے یہ ہر ایک گریاں ہو گیا

مجلسوں سے دین کی پھیلی ضیا
دیکھ کر شیطاں پریشاں ہو گیا

(۳۲) تازیانے سے سزا دی

جو بچی نے کبھی شہ کو صدا دی ۔ شقی نے تازیانے سے سزا دی
خدا کی راہ میں گردن کٹا دی ۔ بچا کر دین شہؑ نے جاں لٹا دی
تنِ شہ سے لٹی جب کہنہ پوشاک ۔ رہِ خالق میں زینبؑ نے ردا دی
جو خاک اڑ اڑ کے ڈھانپے جسمِ سرورؑ ۔ اسی مٹی میں خالق نے شفا دی
کتاب اللہ کا یہ فیصلہ ہے ۔ کوئی ظالم نہ ہوگا حق کا ہادی
رہیں محرومِ میراثِ پدر سے ۔ جو ہیں دونوں جہاں کی شاہزادی
جو قیدی بن کے آئی بنتِ حاتم ۔ عبا اپنی محمدؐ نے بچھا دی
مرے مولا بتائیں آپ نے کیوں ۔ لحد میں لاشِ اصغرؑ کی چھپا دی

مرے مولا بتائیں آپ نے کیوں
لحد میں لاش اصغرؑ کی چھپا دی
گئے سرورؑ تو بے چینی سے رو کر
پیمبرؐ کی لحد کس نے ہلا دی
گری ناقے سے اور غش کر گئی ہے
وہ بچی، فاطمہؑ ہے جس کی دادی
نہ پہچانا مجھے زینبؑ، یہ کہہ کر
نقاب اماں نے چہرے سے ہٹا دی
کہیں گے مہدیؑ دادی فاطمہؑ کو
ضیاؔ کو قم بلایا اور ضیا دی

(۳۳) پانی پلا دے

کنبہ آئے گا واپس یہ لٹ کے کوئی صغراؑ کو اتنا بتا دے
جس کو ملنا ہے جی بھر کے مل لے اور صحت کی اس کو دعا دے
جس علیؑ کا تو مولد ہے کعبہ اس کا فرزند آیا ہے مکہ
پھر نہ لوٹے گا کر لو زیارت کعبہ یہ حاجیوں کو سنا دے
العطش کہتے ہیں شہؑ کے بچے علقمہ اذن خالق سے لے لے
چھوڑ ساحل کو اور اپنا پانی بچوں کے پاس لا کر بہا دے
جو علیؑ سے سخی کا ہو بیٹا ہائے اعداء سے وہ کہہ رہا تھا
تم میں ایسا نہیں ہے کوئی جو میرے بچے کو پانی پلا دے
کہتے تھے شہؑ زباں کو چبا کر اشقیاء کو توجہ دلا کر
پیاس سے ہے جگر ٹکڑے ٹکڑے کوئی تھوڑا سا پانی پلا دے

چاند گہنا گیا رات اندھیری لاشوں کے درمیاں آئی بچی
دے رہی ہے پدر کو صدائیں کوئی سرورؑ کا لاشہ دکھادے
بھائی، بابا، چچا کو پکاریں شام و یثرب میں رو کر دو بہنیں
اے ہوا بھتیجوں کی صدا کو ایک دیگر کو جا کر سنا دے
یا حسینؑ آپ ہی کی ضیا سے اتنے نوحے قصیدے ہیں لکھے
چاند ز جس کا ہے اُس سے کہہ دیں قمر بلا کر وہ تھوڑی ضیا دے

(۳۴) بدلی بلا کی چھائی

زنداں میں بے بسی میں بچی کو موت آئی
سیدانیوں پہ اور اک بدلی بلا کی چھائی
بچی پہ کم سنی میں غم کے پہاڑ ٹوٹے
بابا کی اور چچا کی دیتی رہی دہائی
کہتی تھی ماں یہ رو کر بے دم تھی خود ہی بچی
کیوں موت تجھ کو میری بیٹی کی شکل بھائی
باندھا گیا رسن میں یوں بارہ بی بیوں کو
جکڑی ہوئی تھی گردن یا شانہ یا کلائی
دربارِ شام میں جب بنتِ حسینؑ پہنچی
بچی نے ننھی صورت اک ہاتھ سے چھپائی

لاشِ حسینؑ سے یہ زینبؑ لپٹ کے بولی
بے گور تم ہو اور میں جاتی ہوں شام بھائی
زنداں سے چھٹ کے زینبؑ جب آئی قبرِ شہؑ پر
بولی جیوں گی کیسے تم سے ہوئی جدائی
شہؑ کو شہید کر کے تشہیر کی حرم کی
دورِ یزید میں کیا سختی بلا کی آئی
قبرِ رسولؐ پر یہ کہتی تھی آ کے صغراؑ
اب تک نہ آیا لینے افسوس میرا بھائی
بازارِ شام میں تھے یہ بَین بیبیوں کے
یا مصطفےٰؐ دُہائی، یا مرتضیٰؑ دُہائی
بڑھ کو اُمِّ سلمیٰؓ پہچان کر پکاریں
بیٹا یہ کیسی پیری چہرے پہ تیرے چھائی
گھر دوپہر میں اُجڑا چھینی گئیں ردائیں
نانا سے بولی رو کر زینبؑ فلک ستائی
سکلی میں جب میں پہنچا، قدموں میں مرتضیٰؑ کے
تب کہہ سکا یہ نوحہ ایسی ضیاؔ ہے پائی

(۳۵) جناں تک آگئی

درد کی دنیا الم کے آستاں تک آگئی
تین دن کے بھوکے پیاسے مہماں تک آگئی

بند پانی تھا تو بچوں کی صدائے العطش
کربلا سے آسماں پہنچی جناں تک آگئی

جب گرے عباسؑ سرورؑ نے کہا ٹوٹی کمر
جانگزا فریاد سرورؑ کی زباں تک آگئی

خانۂ زہراؑ پہ لے کر آگ آئے کلمہ گو
جو بڑھی اور بڑھ کے سردارِ جناں تک آگئی

شام والے سمجھے ترک و روم کے قیدی انہیں
اہلبیتِ شاہؑ کی حالت یہاں تک آگئی

بولے جبریلؑ اے حسینؑ اس بچی کو آواز دو
جس کے نالوں کی صدا اب آسماں تک آگئی

نزدِ زنداں شب کو آئی اک ضعیفہ کی صدا
میری زینبؑ قید ہو کر تو یہاں تک آگئی

جب مدینے پہنچیں کھل کر بیبیاں رونے لگیں
فاطمہ صغراؑ جو غمگیں کارواں تک آگئی

انتظارِ منتظرؑ میں لے ضیاؔ پھر پوچھ لے
تم پہنچنے کی مری منزل کہاں تک آ گئی

(۳۶) نہیں میرا کوئی والی

لوں سے بادشاہی شاہِ دیں نے اپنی منوالی
سوا باغی کے سب سے آنسوؤں کی نذر بھی پالی
نکلتی تھیں لہو کی بوندیں کانوں سے سکینہؑ کے
جو کھینچی شمرِ بدگوہر نے ہر اک کان سے بالی
میں تر پھریرا لے کے جب آئے سترؑ والا
تو روتے دوڑے بچے پھینک کر کوزے جو تھے خالی
ہو میں ڈوب کر مارا گیا جب چاند زہراؑ کا
لہو میں ڈوب کر گہنا گئی خورشید کی تھالی
کہا بچی نے جب رو کر کہاں ہو تم مرے بابا
صدا دی شہؑ نے اور بچی نے میت باپ کی پالی
کلی چھ ماہ کی مرجھا گئی جب شہؑ کے ہاتھوں پر
تمام اشجارِ عالم کی لرز اٹھی ہر اک ڈالی
ہبیرِ روم نے شبیرؑ پر خود کو فدا کر کے
زہے قسمت شہِ جنت سے جنت اس نے لکھوالی

گہن میں سرخ سورج شامِ عاشورہ کو جب ڈوبا
اسی دن سے نظر آئی شفق کی چرخ پر لالی
طمانچے کھا کے بچی روتی تھی اور کہتی جاتی تھی
ستا لو جتنا جی چاہے نہیں میرا کوئی والی
افق پر کربلا کے فاطمہؑ کا چاند جب آیا
ضیا کو ڈھانکنے آئیں یزیدی بدلیاں کالی

(۳۷) بیمار کی زنجیر کی

تھی سواری مصطفےٰؐ کے دوش پر شبیرؑ کی
دھوپ میں عریاں تھی میت اس شہِ دلگیر کی
کیا تعجب ہے کہ زینبؑ کیسے زندہ رہ سکی
بالیقیں تاثیر تھی یہ فاطمہؑ کے شیر کی
صبرِ عابدؑ دیکھ کر خاموش تھے ارض و سماء
آ رہی تھی بس صدا بیمار کی زنجیر کی
حلقِ اصغرؑ، بازوئے شہؑ، قلبِ زہراؑ چھد گیا
اے معاذ اللہ قوت حرملا کے تیر کی
چاک پردہ ہو گیا اور کھل گیا کفرِ یزید
شام کے دربار میں زینبؑ نے وہ تقریر کی

آ گئے ہیں آخری رخصت کو خیمے میں حسینؑ
آتی ہے آوازِ گریہ فاطمۂ دلگیر کی
قہرِ رب سے دشمنوں تک کو بچایا شاہ نے
دفن کر کے ننھی میّت اصغرِؑ بے شیر کی
اونٹوں سے ریتی پہ گر گر کر تڑپ کر مر گئے
آلِ احمدؐ کے یتیموں کی عجب توقیر کی
اپنے اپنے گھر میں روتی تھیں زنانِ شام بھی
یاد کر کے زرد صورت دخترِ شبیرؑ کی

(۳۸) میّت لِٹا لِٹا کے

لاتے ہیں رن سے سرورؑ لاشے اٹھا اٹھا کے
مقتل کو دیکھتے ہیں میّت لِٹا لِٹا کے
لینے نہ آیا کوئی خط بھی نہ پایا کوئی
صغرٰا نے دن گذارے آنسو بہا بہا کے
جی بھر کے ساتھیوں کو رونے نہ پائے سرورؑ
مارا ہے شاہِ دیں کو غم نے گھلا گھلا کے
زہراؑ کے لاڈلے کو گھوڑے سے ہے گرایا
تلوار، تیر، پتھر، نیزے لگا لگا کے

پیاسی یتیم بچی آنسو بہا رہی ہے
ظالم بہا رہا ہے پانی دکھا دکھا کے
زنجیر، طوق، بیڑی اور ہتھکڑی میں جکڑے
عابدؑ کو لے گئے ہیں اعدا ستا ستا کے
ناقوں سے ننھے بچے گر گر کے مر رہے ہیں
زہراؑ سنبھالتی ہے دامن بچھا بچھا کے
روئی کبھی جو بچی دُرّے طمانچے کھائے
اعداء نے بنتِ شہؑ کو مارا ستا ستا کے
آئے جلانے گھر کو پہلو پہ در گرایا
بنتِ نبیؐ کو افسوس مارا رُلا رُلا کے
تلوؤں میں آبلے ہیں پیروں میں بیڑیاں ہیں
عابدؑ پہ ظلم ڈھایا کوسوں چلا چلا کے
ناقوں پہ بیبیاں ہیں نیزوں پہ ساتھ سر ہیں
تشہیر کر رہے ہیں اعدا بتا بتا کے
کیں نیکیاں ضیاؔ نے جن پر نہیں بھروسہ
آنسو بہائے شہؑ کے غم میں چھپا چھپا کے

(٣٩) تیر و کمان یاد آیا

جو کربلا کا کبھی بے زبان یاد آیا
تو حرملا لئے تیر و کمان یاد آیا

ہماری آنکھوں سے سیلابِ اشک بہنے لگا
جو شہؑ کی فوج کا ٹھنڈا نشان یاد آیا

خدا کے بندے کا دل خوف سے لرزنے لگا
نماز میں جو اُسے لامکان یاد آیا

شہید ہو گیا مشکور دُرّے کھا کھا کر
لعین کوفہ کا زندان بان یاد آیا

اذان جب بھی سنی مل کے روئے اہلِ حرم
وہ دسویں صبح کا لحنِ اذان یاد آیا

تصور آتے ہی بچّی کا دل سے نکلی آہ
دمشق کا جو اندھیرا مکان یاد آیا

جو واقعات کہے روئیں اور رُکیں زینبؑ
ہر ایک منظرِ غم درمیان یاد آیا

ضیاؔ حسینؑ سے پا کر جو نم ہوئیں آنکھیں
لہو کا اشک امامِؑ زمان یاد آیا

شکوہ ہو نہ سکا

(۴۰)

ہم محوِ عزائے شاہ رہے دنیا کو گوارا ہو نہ سکا
زہراؑ کی تمنا جب ہم تھے غم چھوڑ دیں ایسا ہو نہ سکا

بھائی کی چچا کی باپ کی راہ تکتی تھی مدینے میں صغراؑ
بس آنسو معاون تھے اس کے اور کوئی مداوا ہو نہ سکا

افسوس کہ عیدِ فطر آئی کہنے کی خبر کچھ پائی نہیں
روضے پہ نبیؐ کے کی فریاد کچھ آپ سے صغراؑ ہو نہ سکا

تھا فوجِ لعیں کو رلوانا اور ظلم کی حد کو بتلانا
اصغرؑ رہے صغراؑ کے ہمراہ سرورؑ کو گوارا ہو نہ سکا

کچھ دور تھا کربل سرورؑ کو چاند آیا محرم کا جو نظر
کچھ سوچ کے روئے شاہِ ہدیٰ پر اس کا خلاصہ ہو نہ سکا

وہ قید کی محنت بے پدری ایذا رسن اور دُرّوں کی
رویا کی پدر کو اک بچی رنج ضبط کا پیدا ہو نہ سکا

خواہر سے وصیت تھی شہؑ کی کرنا نہ دعائے بد زینبؑ
سب ظلم سہے خاموش رہی خالق سے کبھی شکوہ ہو نہ سکا

دیکھی تھی ربابِ گریاں نے جو دھوپ میں عریاں لاشِ حسینؑ
سائے میں کبھی دن بیٹھ سکے دکھیا سے گوارا ہو نہ سکا

(۴۱) کھلا سر کہہ دے گا

جو اشک غمِ شہؑ میں ہے رواں مومن انھیں گوہر کہہ دے گا
دیکھے گا ملک تو چُن لے گا، گوہر سے بھی بہتر کہہ دے گا

سرورؑ نے کہا جب میری کمر عباسؑ کے مرنے سے ٹوٹی
عابدؑ کی کمر ٹوٹی کہ نہیں، یہ لاشۂ اکبرؑ کہہ دے گا

دادا تو قطار اونٹوں کی دیں اور پوتی پانی کی سائل
پانی نہ ملا پیاسی ہی رہی یہ ظلم کا لشکر کہہ دے گا

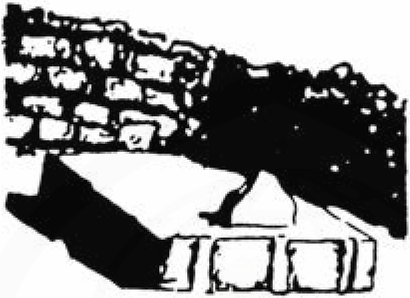
زینبؑ کی تمنا کا مرکز ماں باپ کی جاں گھر بھر کا بھرم
اُس بیٹی کی رخصت کی حالت ہمشکلِ پیمبرؐ کہہ دے گا

ہم نے غمِ شہؑ کو کچھ سوچا فوراً ہی نکل آئے آنسو
خوں آنکھوں سے کیونکر بہتے ہیں یہ بارھواں رہبر کہہ دے گا

گردن سے بندھے تھے ہاتھ مگر دیکھی جو بہن نے لاشِ حسینؑ
کس طرح گری وہ ناقے سے یہ عابدِ مضطر کہہ دے گا

سدا آنکھیں سرِ سرورؑ کی ہوئیں عباسؑ کا سر نیزے سے گرا
کیا ظلم تھا جو دیکھا نہ گیا زینبؑ کا کھلا سر کہہ دے گا

فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّی (حدیثِ رسولؐ)



فاطمۃؑ زہرا کا روضہ آج بھی ویران ہے
آتشِ غم سے ہر اک مومن کا دل بریان ہے

کس طرح دوزخ سے پیغمبرؐ چھڑائیں گے تجھے
کیوں نہیں کوشاں ہے تو کیسا ترا ایمان ہے

توپ کے گولوں سے اب کیوں کر دیا ویراں مزار
ظلم ڈھانے کا ابھی باقی کوئی ارمان ہے

مطبوعہ انجمن پریس لارنس روڈ کراچی

[illegible]

مجموعہ نوحہ جات

ضیائے کربلا

حصہ پنجم

[illegible] میر انیس [illegible] مرزا دبیر [illegible] سید سبط حسن [illegible]

[illegible] اور دیگر مشہور شعراء کے نوحے

ناشر [illegible] اسٹورس [illegible] بازار کراچی

[illegible] روپے

عرضِ حال

ساری تعریفیں رب العالمین اللہ کے لئے ہیں اور درود وسلام رحمۃ اللعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آلِ محمد کیلئے ہیں میرے نوحہ جات وسلام کا یہ پانچواں مجموعہ ہے جس میں مایۂ ناز شعرائے کرام خدائے سخن میر انیسؒ، مرزا دبیرؒ، مولانا سبطِ حسنؒ اور مولانا محمد مصطفٰے صاحب جوہر وغیرہ کے سلام بھی درج ہیں جن کو درد کے اعتبار سے میں نے اپنی دانست سے چُن کر شامل کیا ہے، مجھے اپنی اس کمزوری کا اعتراف ہے کہ میں نے مختلف مصائب کو کئی مرتبہ ذرا سے فرق کے ساتھ یا بلا فرق کے بھی نظم کیا ہے۔ میرے خیال میں اس کے دو وجوہ ہیں، اوّل یہ کہ بینائی کی کمزوری کیوجہ بلند پایہ شعراء کے کلام میرے سامنے کم آتے ہیں، لہٰذا مصائب کو نظم کرنے کی میری صلاحیت محدود ہو جاتی ہے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ حتی الامکان میں معتبر مصائب کو نظم کرتا ہوں کیونکہ اس کے بغیر حضرت مولانا محمد مصطفٰے صاحب قبلہ جوہر کی منزل اصلاح پر پورا اترنا ناممکن ہے۔ بہر طور میں اپنی اس کمزوری کا معترف ہوں۔

اس موقع پر میں اپنے نوحہ جات وسلام کی اصلاح فرمانے والے مولانا جوہر صاحب قبلہ کا اور دیباچے کے لئے حمادِ اہلبیتؑ جناب ثمر ہوشنگ آبادی کا، طباعت کی خصوصی معاونت کے لئے ہفتہ روزہ عظیم کے ایڈیٹر جناب تاثیر نقوی کا، نیز ضیائے کربلا سے متعلق معاونتی اشتہار اور تبصرے شائع کرنے والے ادبی و مذہبی رسائل کا اور ہونہار نوحہ گو شاعر سید قیصر عباس صاحب قیصر جعفری کا جن کے تعاون کے بغیر یہ پانچوں مجموعے مکمل نہیں ہو سکتے تھے میں ان کا ممنونِ احسان ہوں اور دعاگو ہوں کہ اللہ ان سب کو دینی اور دنیاوی برکات عطا فرمائے۔ آمین

خادم
انور علی ضیا جام نگری

۱۹۸۴ / ۲ / ۱۳

تعارف

خدا دالِ محمدؐ جناب ثمرؔ ہوشنگ آبادی

جناب ضیاؔ جام نگری کے کلام کا پانچواں مجموعہ شائع ہو رہا ہے۔ ضیاؔ صاحب کا کلام ایک مخصوص طبقہ کے لوگ بڑے اشتیاق سے محفلوں اور مجلسوں میں جا کر سنتے ہیں، اور نہ صرف ان کی شاعری کی داد دیتے ہیں بلکہ ان کی طرزِ ادائیگی اور حسنِ ترنم سے بھی لطف اندوز ہوتے ہیں، ضیاؔ یہ سب کچھ سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ انھیں کیا کہنا ہے اور کیسے پڑھنا ہے۔

بینائی سے محروم ہونے سے پہلے دنیا کی رنگینیوں کو بھی دیکھا ہے اور غم کے مناظر بھی نظروں سے گذرے ہیں۔ صبر و قناعت کے شروع سے عادی ہیں، خاندانی پیشے کے لحاظ سے تجارت ان کی گھٹی میں پڑی ہے، میٹرک تک تعلیم حاصل کی اور بمبئی یونیورسٹی سے نمایاں کامیابی حاصل کی عشقِ آلِ محمدؐ نے شوقِ مدحت کو بیدار کیا طبیعت نے ساتھ دیا اور ضیاؔ اپنی منزل کی طرف گامزن ہو گئے۔ ضیاؔ اپنے دل کی زبان میں شعر کہتے ہیں، بعض اوقات پڑھتے پڑھتے سراپا رقت نظر آنے لگتے ہیں، ان کی یہ ایک ایسی ادا ہے جو ان کے کلام کو اور مؤثر بنا دیتی ہے۔ یوں تو انھوں نے ہر عنوان پر شعر کہے ہیں مگر خاص طور پر چادرِ زینبؑ، ہم شکلِ پیغمبرؐ کے سینے میں برچھی اور نوکِ نیزہ پر سرِ حسینؑ، یہ تین عنوان ایسے ہیں جن کو وہ طرح طرح نظم کرتے ہیں اور اپنے آپ کو ان واقعات سے اس قدر قریب کر لیتے ہیں کہ سننے والوں کو ایک ایک لفظ پر غور و فکر کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ ضیاؔ صاحب نے حضرت عباسؑ علمبردار، حضرت مسلمؑ، حضرت علی اصغرؑ اور حضرت سکینہؑ کے عنوان پر بھی شعر کہے ہیں

ایامِ عزا نزدیک ہیں امید ہے ضیاؔ صاحب وقت کے تقاضے کے پیشِ نظر اپنے کلام کا مجموعہ محرم سے پہلے شائع کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ آئیے اب ضیاؔ صاحب کے چند اشعار کا جائزہ لیں۔

نہ رونے دیا جس کو لاشِ پدر پر — اُسے شام کی ہر گلی رو رہی ہے

ظلم ہمیشہ کوشاں رہتا ہے کہ مظلوم کی صدائے گریہ بلند نہ ہونے پائے چنانچہ جب ظلم نے یزیدیت کا روپ دھارا تو اس نے حسینؑ مظلوم کی چار سالہ دختر کو باپ کی میّت سے بھی تازیانہ مار مار کے جُدا کر دیا مگر رونا فطری امر ہے اس ننھی شہزادی نے اپنی مظلومیت سے شام والوں کو اسقدر متاثر کیا تھا کہ یہ خبر مشہور ہوئی کہ حسینؑ کی ننھی بیٹی مر گئی تو شام کے در و دیوار سے گریہ کی صدائیں بلند ہوئیں۔

دوسرا شعر ملاحظہ ہو۔ ؎

یہ کس دُکھیا کے رونے کی صدا ہے — نبیؐ کے شہر کی غمگیں فضا ہے

مدینہ سے امام حسینؑ کی رخصتی اور مدینے کی ویرانی کے پیشِ نظر ضیاؔ کا یہ مطلع کس قدر موزوں ہے۔ شعر میں جنابِ فاطمۂ زہراؑ کا اپنے فرزند دلبند کے لئے مدینے سے روانگی اور کربلا میں ان کی شہادت تک ساتھ رہنا روایتوں کی ترجمانی کر رہا ہے۔

نہ صرف چادرِ زینبؑ بلکہ حرمِ حسینؑ کے ہر خاتون کے سر سے چادر کا چھن جانا اسلام میں ایک قیامت خیز واقعہ ہے اس کی طرف ضیاؔ نے اس شعر میں اشارہ کیا ہے، یہ شعر کس قدر پُر درد ہے ؎

جب سروں سے بیبیوں کے چادریں چھینی گئیں — یہ زمیں روتی رہی وہ آسماں روتا رہا

حضرتِ عابدؑ کو اسیری میں جو تکالیف دی گئیں ان کا اثر کتنے دن تک رہا اور کب تک رہا اس کا اندازہ اس غمگین شعر سے لگایئے ؎

کئی سال گذرے ہیں گو طوق اُترے — مگر حلقِ عابدؑ پہ اب تک نشاں ہے

جناب سکینہؑ کا ملجمِ کے ساتھ اسیر رہنا اور ایک ہی رسی میں ملجم کے ساتھ گلے کا بندھا رہنا اس واقعہ کو ضیاؔ نے پُر درد انداز میں نظم کیا ہے ؎

بندھے ہیں جس میں بازو بی بیوں کے — اُسی رسی میں بچی کا گلا ہے

آخر میں دعا گو ہوں کہ خدا ضیاؔئے کربلا کو بارگاہِ شہدائے کربلا میں درجۂ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین!

فقط — ثمر ہوشنگ آبادی — ۳-۱۱-۷۹

فہرست

بیش بہا گلدستہ مشاہیر شعرائے کرام کے نوحہ جات

(۱) شبیر کی میّت نظر آئی

ہیں جب غیر نے دیکھا یہی سیرت نظر آئی
بڑھے لے کر علیؑ کا نام جب آفت نظر آئی

کے لشکروں کو روند ڈالا جب ہوا حملہ
جو ہم نے کربلا سے لی وہی ہمت نظر آئی

معلوم کیا گذری تھی عبدؑ اللہ کے دل پر
انھیں زینبؑ کی جب بدلی ہوئی صورت نظر آئی

مدا عبّاس کو دی جب گرے شبیرؑ گھوڑے سے
ترائی میں تڑپتی شبیر کی میّت نظر آئی

کھا کے بنتِ شبرؑ کو مشک ظالم نے بہا ڈالی
پدر کی تشنگی میں بیٹی کی شرکت نظر آئی

نچے منہ پہ اپنے مار کر بنتِ علیؑ روئی
تماشے کے لئے جب شام میں خلقت نظر آئی

کا تیغوں سے ٹکڑے ٹکڑے ہمشکل پیمبرؐ کو
محمدؐ سے مسلمانوں کی کیا الفت نظر آئی

سینؑ اور ننھی بچی مر گئے ہیں دونوں گھٹ گھٹ کر
مصیبت میں برابر دونوں کی حالت نظر آئی

جوانی میں بڑھاپا آگیا تھا شدّتِ غم سے
یہ اُمِ سلمیٰؓ کو سجّادؑ کی حالت نظر آئی

سلام آ کر کیا جب سہلؓ نے روئی نبیؐ زادی
یہ شہؑ کے بعد پہلی بار جب حرمت نظر آئی

جب آیا سامنے آب و غذا آنسو ہوئے جاری
یہ زین العابدینؑ کی روز کی حالت نظر آئی

تھے زخمی کان بھی اور پشت بھی اور زرد چہرہ بھی
علیؑ کو خلد میں پوتی کی یہ حالت نظر آئی

ضیائیؔ قبر میں پرسش کو جب منکر نکیر آئے
غمِ سرورؑ کے اشکوں سے دُھلی صورت نظر آئی

(۲) موت!

دل کو تڑپا دیتی ہے دلبر کی موت
ہے نتیجے میں دلِ مضطر کی موت

مرحبا تیغِ علیؑ صد مرحبا
خوب آئی مرحب و عنتر کی موت

کس کے دل میں کتنا ہے حُبِّ نبیؐ
صاف بتلاتی ہے پیغمبرؐ کی موت

کچھ تو سوچو مسلمو! بعدِ نبیؐ
چند دن میں بنتِ پیغمبرؐ کی موت
اب بھی ہے کیا دل میں حُبِّ میرِ شام
زہر سے جس کے ہوئی شبّرؑ کی موت
کر گئی شہؑ کو خمیدہ پشت ہائے
نہر پر وہ بازوئے سرورؑ کی موت
العطش کہتے نہیں اطفالِ شاہؑ
ہو گئی جب دلبرِ حیدرؑ کی موت
شاہ کے خیمے میں ہے محشر بپا
ہو گئی ہے ہے علی اکبرؑ کی موت
سارے خیموں پر اُداسی چھا گئی
جب ہوئی ننھے علی اصغرؑ کی موت
موت تک سرورؑ کو تڑپاتی رہی
ہائے دونوں دلبرِ شبّرؑ کی موت
خون رویا چرخ، لرزی کربلا
پیاس میں جس دم ہوئی سرورؑ کی موت
شام میں کہرام برپا ہو گیا
رنگ لائی دخترِ سرورؑ کی موت

پی تو نے حب ائمہ سے ضیا
ہے شہادت بالیقیں بستر کی موت

۳ بیکس مسافر

سر کاٹ کے پھر کوٹھے سے مسلمؑ کو گرایا
شبیرؑ کے بھائی کا لہو ہائے بہایا

اے کوفیو! خط لکھ کے بلایا شہِ دیں کو
مسلمؑ کے مگر آتے ہی وعدے کو بھلایا

کرنے کے لئے کوفیوں نے کر لی تھی بیعت
افسوس مسافر سے نہ بیعت کو نبھایا

لب زخمی تھے پانی نہ پیا، مر گیا پیاسا
یہ پہلا شہید آہ ذرا جینے نہ پایا

مسلمؑ نے سلام آخری شبیرؑ کو بھیجا
سرورؑ نے جسے ایک بیاباں میں پایا

پاؤں میں رسن باندھ کے مسلمؑ کے جسد کو
۳ روز تلک کوفے کی گلیوں میں پھرایا

ناموس تمہارے نہ تھے کوفے میں اے مسلمؑ
شبیرؑ کو بہنوں کے تصور نے ستایا

روازے پہ لٹکایا گیا تھا سرِ مسلمؑ
شبیرؑ کا سر کاٹ کے نیزے پہ چڑھایا

(۴) مُسلمؑ کے مہ پارے

رجب آتی ہے مسلمؑ کے جگر بندوں کی
شکلیں پھر جاتی ہیں آنکھوں میں دو مہ پاروں کی

ے وہ صبح کا ہنگام لبِ نہرِ فرات
کیسے بھولے گی نماز آخری اِن بچّوں کی

ھائی کا بھائی پہ جاں دینے میں سبقت کرنا
خوں رُلاتی ہے ادا آج بھی مقتولوں کی

منظر پانی پہ میّت تھی بڑے بھائی کی
کٹ گئے سر مگر الفت نہ گھٹی دونوں کی

م ریتی پہ گرے، مر گئے کم سِن بچّے
بد دعا پھر بھی کسی نے نہ سُنی ماؤں کی

طمہ زہراؑ نے یوں گریہ کیا بعدِ رسولؐ
عرش کو لرزہ تھا تاثیر سے ان نالوں کی

تھ روتے تھے چرند اور پرند اور اشجار
یہ گواہی ہے مدینہ ترے غمگینوں کی

آکے لے جاتے ہیں قدسی برکت یاں سے ضیاؔ
فیض گستر ہے عجب مجلسِ غم شیوں کی

⑤ لیلیٰ کا چاند

اے آسماں بتادے کیا سچ ہے یہ کہانی
دیکھی نہ مثلِ اکبرؑ برباد نوجوانی
یوسفؑ سے حُسن بڑھ کر رب نے دیا تھا جس کو
لیلیٰ کا چاند تھا وہ شبیرؑ کی نشانی
ہم شکلِ مصطفیٰؐ تھے، ہم سیرتِ نبیؐ بھی
لوگو! یہ ہے حقیقت معصوم کی زبانی
اہلِ حرم سے پوچھو اکبرؑ کا حالِ رخصت
گویا جنازہ نکلا راوی کی بے زبانی
مڑ مڑ کے بیٹا مجھ کو صورت دکھاتے جاؤ
شبیرؑ دیکھتے ہیں احمدؐ کی وہ نشانی
آئی صدا پسر کی یا آئی کوئی آندھی
شبیرؑ بولے بیٹا ہے خاک زندگانی
آؤ خلیلؑ آؤ، یعقوبؑ تم بھی دیکھو
[illegible] گود میں ہے دم توڑتی جوانی

اللہ کے فرشتو! دیکھو خدا کے پیارو
اک نوجواں کی میت سرورؑ کو ہے اٹھانی
رو رو کے تجھ کو اکبرؑ مرجائے گی تری ماں
روتی رہے گی تجھ کو دنیا کی نوجوانی

⑥ اُجڑا چمن

یکھا خزاں میں باغ تو یہ آگیا خیال
اُجڑا چمن رسولؐ کا دکھلا گیا خیال
نکلے وطن سے وارث واطفال ساتھ تھے
لوٹے وطن یہ سوچ کے تھرّا گیا خیال
کبرؑ کے دل کو نیزے نے زخمی کیا مگر
صُغراؑ کے دل کو درد سے برما گیا خیال
ن سے جو عمّو عمّو کی آنے لگی صدا
قاسمؑ کے تن کا شاہ کو تڑپا گیا خیال
ّاسؑ سے جو ماں نے کہا تم بنو غلام
مخدوم ہیں حسینؑ یہ رکھا گیا خیال
زے سے گر پڑا سرِ عباسؑ چند بار
زینبؑ کا بعدِ مرگ بھی پایا گیا خیال

اِس طرح جبرئیلؑ امیں دیتے تھے ضیا
مشکل زمیں میں چرخ سے آتا گیا خیال

⑦ توڑ ڈالے نیام

آ کے فضہؑ نے جب کہہ دیا اے حبیبؐ
بنتِ زہراؑ نے بھیجا ہے تم کو سلام
اپنا منہ پیٹ کر نیک خُو نے کہا
ہائے کیسی بلا میں ہیں شاہِ انام
روشنی جانبِ خیمہ بڑھتی رہی
بیٹی حیدرؑ کی رُکنے کو کہتی رہی
رو کے حیدرؑ نے رُخ سے اُلٹ دی نقاب
جبکہ زینبؑ نے تھامی فرس کی لگام
باہیں بابا کی گردن میں ڈالے ہوئے
بیٹی رو رو کے زہراؑ کی کہنے لگی
بابا اب تک کہاں تھے نہ کیوں آئے آپ
ہو گیا دوپہر میں بھرا گھر تمام
دیدیں سائل کو حیدرؑ قطار اونٹوں کی
ان کی پوتی بنے سائل اک جام کی

اپنے بابا کے قاتل سے کہتی ہے ہائے
شمر! پیاسی ہوں دیدے مجھے ایک جام

دسویں شب کو جو زینبؑ نے شہؑ سے کہا
اپنے اصحاب کو آزما بھی لیا
سُن کے اصحاب نے نصرتِ شاہ پر
کھینچ لیں تیغیں اور توڑ ڈالے نیام

کوفیو! میہماں سے اور ایسا سلوک
خیمے دریا کنارے سے اٹھوا دئیے
ذبح پیاسا کیا ابنِ زہراؑ کو ہائے
اور جلا ڈالے شہزادیوں کے خیام

شاہ زینبؑ کو خیمے میں پہنچا چکے
جُھک کے اکبرؑ کا لاشہ اُٹھانے لگے
قاصد آیا مدینے سے بولے حسینؑ
بیٹا! صغرؑا نے بھیجا ہے تم کو سلام

جب لگا کہنے دربار میں یوں یزید
شمر! شہزادیوں کو تو لایا نہیں
آسماں کیوں زمیں پر نہیں گر پڑا
شمر لیتا تھا ایک ایک بی بی کا نام

پوچھا عابدؑ سے آقا یہ فرمایئے
سب سے بڑھ کر مصائب کہاں پر پڑے
کربلا کا نہیں نام لیتے ضیا
صرف عابدؑ نے اتنا کہا شام شام

(٨) کتنے آنسو فاطمہؑ برسا گئی

تھم شہؑ کی صدا جب آ گئی — ڈر سے دنیا ظلم کی تھرا گئی
نسلِ شہؑ کی جب خبر لایا فلک — وقتِ پیدائش اداسی چھا گئی
رک گیا گھوڑا تو ٹھہرے شاہِ دیں — ماں کے رونے کی صدا بھی آ گئی
قلبِ زینبؑ کرب سے روتا رہا — اشقیاء کی فوج پر فوج آ گئی
دے امت شاہ کے بچوں کو بھی — بوند پانی کے لئے ترسا گئی
عمر خراب ہو گئی ہیں، بولی ماں — خیمے میں جب لاشِ قاسمؑ آ گئی
روئے اکبرؑ پر نظر لیلیٰ نے کی — شمع کی لو یاس سے تھرا گئی
دیکھ کر تشنہ ہے کی سوکھی زباں — علقمہ کی نہر بھی شرما گئی
جوش میں اب تک ہے دریائے فرات — کتنے آنسو فاطمہؑ برسا گئی
قید میں بچی مری تو بولی ماں — موت کو کیوں تیری صورت بھا گئی

واحسینا کی صدا ہے چار سو
بنتِ زہراؑ کیا ضیا پھیلا گئی

(۹) مرا بھائی

زہراؑ کی دعا جب بھی عزادار نے پائی
اسلام پہ قائم رہے تقدیر بن آئی

سجادؑ کی آنکھوں سے بہے خون کے آنسو
خوں بہتا تھا کانوں سے بہن یوں نظر آئی

شہؑ لاش عبا میں لئے جب خیمے تک آئے
ماں قاسمؑ ناشاد کی باہر نکل آئی

زینبؑ نے کہا لیجئے شبیرؑ کا کُرتا
اماں ہوا مدفون برہنہ مرا بھائی

شبیرؑ کی آنکھوں سے ٹپکنے لگے آنسو
قاصد نے جو بیمار کی تحریر دکھائی

بازار میں منہ پیٹ کے ہر بی بی پکاری
غدّار کے ہاتھوں سے یہ ذلت ہے اٹھائی

سمجھے یہ حرم بچی بچھڑ جائے گی ہم سے
شبیرؑ نے جب خواب میں شکل اپنی دکھائی

میں جینے پہ راضی نہیں پاس اپنے بلالو
سر دیکھ کے بچی نے یہ فریاد سنائی

غسّالہ لگی پوچھنے بچیؔ کے مرض کو
جب کُرتے سے چپکی ہوئی میّت نظر آئی
معصوموں نے پھر نظرِ عنایت سے ضیا دی
نوحوں کا تسلسل ہوا تقدیر بن آئی

⑩ نِشاں ہے

حسینؑ ابنِ حیدرؑ کی یہ داستاں ہے
فلک آج تک جس پہ گریہ کُناں ہے
یہ کہتی تھی رو رو کے زنداں میں بچیؔ
کہاں ہے چچا، میرا بابا کہاں ہے
کٹے مال میں شہؑ کا کُرتا بھی لے کر
لُٹا کنبہ یثرب کی جانب رواں ہے
خدایا رہوں زندہ کہتی تھی زینبؑ
میں پہنچا دوں کُرتا جہاں میری ماں ہے
یہ کُرتا جو محشر میں لائیں گی زہراؑ
ہر اک چشم، دیکھیں گے سب خونفشاں ہے
کئی سال گزرے ہیں گو طوق اُترے
مگر حلقِ عابدؑ یہ اب تک نشاں ہے

تمازت سے جلتی ہے زنجیرِ عابدؑ
حرم کی مصیبت سے دل بھی تپاں ہے
ضیا پا کے مہدیؑ سے پھر پوچھتا ہوں
مرا تم پہنچنے کا ساماں کہاں ہے

(۱۱) ہر گلی رو رہی ہے

تڑپتی ہے بچی پھوپی رو رہی ہے
اندھیرے میں ماں غم زدی رو رہی ہے
نظر آئے ہیں خواب میں شاہؑ جب سے
یہ بچی انہیں ڈھونڈتی رو رہی ہے
خدا جانے کیا قیدیوں کی ہے حالت
اندھیرے میں ماں شاہؑ کی رو رہی ہے
وہ روئی تھی اصغرؑ کو اور شاہِ دیں کو
ربابؑ اپنی بچی کو بھی رو رہی ہے
رونے دیا جس کو لاشِ پدر پر
اُسے شام کی ہر گلی رو رہی ہے
آئے چچا، باپ، بھائی یہ کہہ کر
مدینے میں اک غم زدی رو رہی ہے

وہ اکبرؑ کی میّت وہ لیلیٰ کا سجدہ
بس اب ماں تا خود کھڑی رو رہی ہے
بہن کے تھے کیا بین شہؑ کی لحد پر
کہ مٹی تک اس قبر کی رو رہی ہے
نہ بھولی وہ بھائی کی عریاں میّت
ہمیشہ بہن شاہؑ کی رو رہی ہے

(۱۲) غمگیں فضا ہے!

یہ کس دکھیا کے رونے کی صدا ہے
نبیؐ کے شہر کی غمگیں فضا ہے
عجب دل دوز شہؑ کا واقعہ ہے
کہ اب تک سارا عالم رو رہا ہے
حسینی کارواں کربل چلا ہے
معیّت میں فرشتہ موت کا ہے
کہا اکبرؑ نے بابا ہم ہیں حق پر
تو ہم کو موت کا پھر ڈر ہی کیا ہے
نہ مارو تیغ، برچھی، تیر، پتھر
یہ تن آغوشِ زہراؑ میں پلا ہے

ذرا سا پانی اے قاتل پلا دے
نبیؐ کے لال کا سوکھا گلا ہے
کٹی گردن سے شہؑ کی خون لے کر
سر و پیشانی پر ماں نے ملا ہے
تڑپتی روتی مادر کہہ رہی ہے
میرے بچے کا دامن جل رہا ہے
کہا لیلیٰ نے غیرت دار بیٹے
یہ دیکھو ماں تمہاری بے ردا ہے
مدھے ہیں جس میں بازو بیبیوں کے
اُسی رسی میں بچیؑ کا گلا ہے
جلوس و مجلس و ماتم سے شہؑ کے
نبیؐ کے دین کی پھیلی ضیا ہے

(۱۳) سرخ نشاں دیکھتے رہے

نصرت سے بچےؑ آبِ رواں دیکھتے رہے
ان بیکسوں کو شاہِ زماں دیکھتے رہے
حرم میں شور تھا اصغرؑ کی پیاس سے
بے شیر کی وہ خشک زباں دیکھتے رہے

شیرِ خدا کا شیر چلا جب سوئے فرات
بچے خوشی سے مشک و نشاں دیکھتے رہے
سقّہ نہ آیا شاہ علَم لے کے آ گئے
بچے لہو میں سُرخ نشاں دیکھتے رہے
ہمشکلِ مصطفیؐ کو سِناں سے کیا ہلاک
شبیرؑ جھک کے زخمِ سِناں دیکھتے رہے
اصغرؑ کو لے کے رَن میں چلے شاہ اور مَلک
دستِ عدو میں تیر و کماں دیکھتے رہے
ننھی بہن کے کانوں سے جب بُندے چھِن گئے
بیمار امام خونِ رواں دیکھتے رہے
رسّی گلے میں آپ کے باندھی تھی یا علیؑ
عابدؑ یہ کہہ کے طوقِ گراں دیکھتے رہے

(۱۴) برگشتہ مُقدّر

خوں آلِ مصطفیؐ کا اُمّت کو تھا بہانہ
اس کے لئے بنایا بیعت کو اک بہانہ
موجوں میں دَرد کی ہے شبیرؑ کا فسانہ
اِسلام کیوں نہ پائے ہر قلب میں ٹھکانہ

اکبرؑ کو دیکھ کر شہؑ نانا کو یاد کرتے
ہمشکلِ مصطفےٰؐ کو سمجھا نہ کچھ زمانہ
لشکر کو کیوں رُلایا سوکھی زباں دکھا کر
اس کے عوض میں اصغرؑ ہے تیر کا نشانہ
وہ گرمیوں کے دن اور ریتی پہ شہؑ کے خیمے
آلِ نبیؐ سے کِتنا برگشتہ تھا زمانہ
عباسؑ کی وفا کو دیکھیں جہان والے
پانی نہ پینے پایا جب تک کٹا نہ شانہ
گھوڑا اُڑا کا تو شہؑ نے فرمایا ساتھیوں سے
سُن لو کہ حشر تک اب ہوگا نہ یاں سے جانا
سوئی سدا جو بچی سینے پہ شاہِ دیں کے
اس کے لئے مقدر تھا تازیانے کھانا
زندانِ شام میں ہے ننھی سی ایک تربت
زنداں سُنا رہا ہے دل دوز اک فسانہ

(۱۵) کنبہ لے چلے

فاطمہؑ کی بیٹیوں کو سر برہنہ لے چلے
ظلم والے احمدِ مرسل کا کنبہ لے چلے

روکے کہتی تھی یہ صغراؑ کس طرح آئے قرار
بابا اپنے ساتھ میرا بھائی ننھا لے چلے

بیبیوں اور بچوں کو اس چلچلاتی دھوپ میں
حج کو عمرہ سے بدل کر شاہِ والا لے چلے

تھی وصیت بھائی کی خیمے میں لے جانا نہ لاش
شاہؑ زخمی، مشک خوں میں تر پھریرا لے چلے

شہؑ نے فرمایا بصارت ہوگئی زائل مری
کیسے بوڑھا باپ، اکبرؑ تیرا لاشہ لے چلے

ہتھکڑی، زنجیر، بیڑی، طوق اور بیمار امامؑ
بے رِدا سیدانیوں کو ہائے تنہا لے چلے

بولی بچی مجھ کو، بھائی کو، پھوپی کو، ماں کو بھی
راہ میں دیتے ہوئے دُرّوں کی ایذا لے چلے

بھائی، شوہر، بیٹوں کو روتی ہوئی سیدانیاں
سوئے یثرب کیسے یہ سجادؑ کنبہ لے چلے

(۱۶) غم کھا کے رہ گئے

نالے فضا میں فاطمہؑ صغرا کے رہ گئے
یثرب کے رستے یاس سے غم کھا کے رہ گئے

کرب و بلا میں سبطِ نبیؐ آ کے رہ گئے
چاروں طرف سے ابرِ ستم چھا کے رہ گئے

اطفالِ اہلبیتؑ کی آوازِ العطش
سُن سُن کے لب فرات کے تھرّا کے رہ گئے

تحریر دیکھی بھائی کی اب کیا کریں حسینؑ
قاسمؑ کو رو کے سینے سے لپٹا کے رہ گئے

بچّی نے پوچھا ہو گئے سیراب بھائی جان
میّت اُٹھائے شاہ بھی تھرّا کے رہ گئے

جب چادریں لعینوں نے چھینیں تو سب حرم
بالوں کو اپنے چہروں پہ بکھرا کے رہ گئے

لاشِ حسینؑ گھوڑوں سے پامال ہو گئی
نالے فضا میں فاطمہؑ زہرا کے رہ گئے

کیا قیدیوں پہ بیت گئی راہِ شام میں
چہرے حرم کے دھوپ میں سنولا کے رہ گئے

روئیں جو بیبیاں تو چبھوئی گئی سِناں
کتنے ہی آنسو آنکھوں میں آ آ کے رہ گئے

بچّی کا غسل دیکھتے کس طرح سے حرم
دیواروں سے سروں کو وہ ٹکرا کے رہ گئے

(۱۷) ظلم ایسا کہیں پر سُنا ہی نہیں

قصۂ کربلا کی ہیں یہ جھلکیاں ظلم ایسا کہیں پر سنا ہی نہیں
سُن لو کیسی ہے یہ داستاں خونچکاں ظلم ایسا کہیں پر سنا ہی نہیں

العطش کہہ کے بچوں کی نکلی زباں ظلم ایسا کہیں پر سُنا ہی نہیں
پیاس سے وہ رگڑتے رہے ایڑیاں ظلم ایسا کہیں پر سُنا ہی نہیں

پھیری اصغرؑ نے لب پر جو سوکھی زباں کڑکی فوراً اُدھر حرملا کی کماں
شہؑ کے ہاتھوں پہ بچے نے لیں ہچکیاں ظلم ایسا کہیں پر سُنا ہی نہیں

رحم والے یتیموں کا رکھتے ہیں دل اشقیا، بنتِ شہ کا دکھاتے ہیں دل
کانوں کو چیر کر چھین لیں بالیاں ظلم ایسا کہیں پر سُنا ہی نہیں

ننگے سر ماں اِدھر بیٹھی ہے اونٹ پر سامنے نوکِ نیزہ پہ اکبرؑ کا سر
ماں جو روئی چبھوئی گئی ہے سناں ظلم ایسا کہیں پر سُنا ہی نہیں

مانگا بچی نے پانی مگر کیا ہوا اُس کو دکھلا کے پانی بہایا گیا
کھا کے غش گر پڑی بنتِ شاہِ جناں ظلم ایسا کہیں پر سُنا ہی نہیں

یاد بچی کو شہؑ کی ستاتی رہی ظلم سہتی رہی دُرّے کھاتی رہی
خوں بھرے پیرہن میں گئی اس کی جاں ظلم ایسا کہیں پر سُنا ہی نہیں

جبرئیلِ امیں دے رہے تھے ضیاؔ ان کی تائید سے نوحہ یہ کہہ سکا
سب نے سُن لی قیامت کی یہ داستاں ظلم ایسا کہیں پر سُنا ہی نہیں

(۱۸) تمنّا کو روتی ہے

تربت نبیؐ کی قسمتِ زہراؑ کو روتی ہے
وہ جنت البقیع میں بابا کو روتی ہے
تنہا مریض رہ گئی کنبہ ہوا رواں
یثرب کی بستی حالتِ صغرا کو روتی ہے
قاسمؑ کی لاش لائے ہیں بیوہ کے پاس امام
ہر ایک بی بی دیکھ کے دکھیا کو روتی ہے
سُن سُن کے شہؑ کے بچوں کی آوازِ العطش
نہرِ فرات اپنی تمنّا کو روتی ہے
بچی کے زخمی کان، گلا، پشت دیکھ کر
خود موت ہائے ننھی یتیمہ کو روتی ہے
اکبرؑ کی لاش آئی تو ماں سجدے میں گری
روحِ شہید جذبۂ لیلےٰ کو روتی ہے

(۱۹) بچّے بہل گئے

مکّے سے شاہ جب سوئے مقتل نکل گئے
خنجر ستم کے مومنوں کے دل پہ چل گئے

بچے اگر تو کہتے وہ خیمے کی داستاں
جو ننھے بچے خیمۂ سرور میں جل گئے
کبریٰ نے جب پکارا چلے گرتے پڑتے شاہ
پہنچے قریبِ لاش تو گر کر سنبھل گئے
بچی پکارتی تھی کہ بابا کہاں ہیں آپ
تاریکی چھائی جاتی ہے یوں سائے ڈھل گئے
مشک و علم لئے چلے عباس سوئے نہر
تھوڑی سی دیر کے لئے بچے بہل گئے
شانے کٹائے مشک بچاتے ہیں پے بہ پے
عباسؑ ہائے سوئے زمیں منہ کے بل گئے
مشک و علم کو لے کے جو لوٹے شہِ انام
آؤ چچا پکار کے بچے مچل گئے
مسلمؑ کے بچے لیتے ہیں مہلت نماز کی
کیا کمسنی میں دین کے سانچے میں ڈھل گئے
قاسمؑ کی ماں کو شادی کے ارماں جو تھے ضیاؔ
گھوڑوں کے سُم سے ہائے وہ ارماں کچل گئے

(۲۰) برسوں آسماں روتا رہا

شہؑ مدینے سے چلے خالی مکاں روتا رہا
چھٹ گئی بیمار صغراؑ کارواں روتا رہا

کربلا پہنچے حرم آندھی چلی زینبؑ گریں
کیا کہا صحرا سے جس پر آسماں روتا رہا

روحِ زہراؑ نے کہا اب لٹ گیا گلشن مرا
کیا اثر پھیلا کہ ہر ہر گلستاں روتا رہا

گھوڑوں کی ٹاپوں سے دبکر مر گئے دو خردسال
اس جفا پر اک مریضِ ناتواں روتا رہا

جسمِ بے سر باپ کا بچی کو آخر مل گیا
گود میں لے کر تشنہ دہاں روتا رہا

شاہؑ کی مظلومیت کا چھا گیا ایسا اثر
دہر میں کوئی عیاں کوئی نہاں روتا رہا

گھوڑے سے گر کر جو کا تیروں پہ سرورؑ کا بدن
کیا مصیبت تھی کہ برسوں آسماں روتا رہا

رونے دیتے تھے نہ جب اہلِ حرم کو اشقیاء
کیا کہیں یہ قافلہ کب اور کہاں روتا رہا

ساربانی، ضعف، بیماری، اسیری دیکھ کر
گردنِ سجادؑ کا طوقِ گراں روتا رہا

بے رِدا، بستہ رسن، سیدانیوں کے ساتھ ساتھ
کربلا سے شام تک اک ناتواں روتا رہا

(۲۱) مصائبِ جدّہؑ کی ورثہ دار

شہؑ کے لئے سکینہ تڑپتی تھی اِس طرح
ماہی بغیرِ آب تڑپتی ہو جِس طرح

لاشِ حسینؑ پر گئی یوں دخترِ حسینؑ
زہراؑ گئی تھی قبرِ محمدؐ پہ جس طرح

بچی کہاں حسینؑ کی اور کوہِ غم کہاں
اللہ جی سکے گی یہ مظلومہ کس طرح

باقرؑ پکارے دیکھو پھوپھی آئے اشقیاء
دادی کا گھر جلانے کو آئے تھے جس طرح

زہراؑ کو اک سکینہؑ کو دُرّے لگے ہزار
تخمِ ستم درخت بنا دیکھو اِس طرح

دنیا سے زخمی کان لئے بچی یوں گئی
• زہراؑ شکستہ لے کے گئیں پہلو جس طرح

بازو پہ نیل لے کے گئی خلدِ فاطمہؑ
چہرے پہ نیل لے کے گئی بچی اس طرح
زہرؑا کو روکا گریہ سے اور بنتِ شاہ کو
دادی کا ورثہ پوتی نے پایا ہے اس طرح
دربار میں ستائی گئی ہائے بنتِ شاہ
دادی پہ اس کی ڈھایا گیا ظلم جس طرح

(۲۲) آہِ زہرؑا سے تھرّا گئی

قتلِ شہؑ کی سزا رنگ دکھلا گئی
تا فلک اک فضا رنج کی چھا گئی
بحر و بر میں اُٹھا شور اور زلزلہ
"واحسینا" یہ تاثیر دکھلا گئی
آسماں سے برسنے لگا یوں لہو
رو دیا آسماں یہ صدا چھا گئی
نہر کا پانی بانسوں اُچھلنے لگا
شہؑ کی تشنہ لبی رنگ دکھلا گئی
دی بچی مرے کان زخمی ہوئے
نہر پر لاشِ عباسؑ تھرّا گئی

گھوڑوں کے سُم سے بچّے کچل کر مرے
لاشِ شہؑ سے صدا آہ کی آگئی

مر گئے جل کے افسوس دو خورد سال
آلِ احمدؐ پہ اُمّت سِتم ڈھا گئی

جب حرم کے سروں سے ردائیں چھنیں
غم کی آندھی اُٹھی ہر طرف چھا گئی

دستِ سرور کلائی سے کاٹے گئے
کربلا آہِ زہرؑا سے تھرّا گئی

لاشِ شہؑ نے الیہ کی دی جب صدا
بچّی لاشِ پدر اِس طرح پا گئی

مشاہیر شعرائے کرام کے
دردانگیز نوحہ جات و سلام کا
بیش بہا گلدستہ

(۱) گلِ تر ہوگیا!

ب خنجر سے گلا جب شاہ کا تر ہوگیا
پانی پانی اے سلامی غم سے کوثر ہوگیا

ہر پر جب قتلِ عباسؑ دلاور ہوگیا
رو کے شہؑ چلائے ہیں اب بے برادر ہوگیا

لق پر بے آب خنجر پھیر کر کہتا تھا شمر
کیوں حسینؑ ابنِ علیؑ اب تو گلا تر ہوگیا

سی تھی بانو مری قسمت کی گردش دیکھنا
گھٹنیوں چلنے نہ پایا قتلِ اصغرؑ ہوگیا

یکھ کر خیمے کی جانب رو دیا عباسؑ نے
مشک میں پیوست جب تیرِ ستمگر ہوگیا

ہو کے غش جب حضرتِ شبیرؑ گھوڑے سے گرے
مستعد تب قتل پر شمرِ ستمگر ہو گیا

پوچھتی تھی راہگیروں سے سکینہ شام میں
کربلا میں دفن فرزندِ پیمبرؐ ہو گیا

شمر نے سرِ شاہؑ کا جب نذرِ حاکم کر دیا
دیکھ کر اس کو بہت شاداں ستمگر ہو گیا

فاطمہؑ لاشے پہ سرورؑ کے یہ رو کر کہتی تھی
ہائے پیاسا ذبح دریا پر تو دلبر ہو گیا

تیر اصغرؑ کو لگا کر بولا شہؑ سے حرملا
دور اب تو دل سے سرورؑ داغِ اکبرؑ ہو گیا

شہؑ نے فرمایا رضائے حق پہ راضی ہے حسینؑ
زخمِ اکبرؑ کے مرہم داغِ اصغرؑ ہو گیا

دیکھ کر گود اپنی خالی سب سے بانو کہتی تھی
صاحبو! اس دشت میں گم میرا دلبر ہو گیا

جو ہوا بیمار اندوہِ شہِ دیں اے انیسؔ
اوجِ اصحابِ مسیحؑ اس کو میسر ہو گیا

میر ببر علی انیسؔ

(۲) دوبارا

گئے سوئے میداں جو اکبرؑ دوبارا
سلامی ہوا گھر میں محشر دوبارا

عجب تفرقہ تھا تن و سر میں جس سے
ہوا دفن فرزندِ حیدرؑ دوبارا

بہت روئی تھی بارشِ خوں سے صغراؑ
رُلانے کو آیا کبوتر دوبارا

پھری لوٹ بعد از وفاتِ سکینہؑ
پہننے نہ پائی وہ گوہر دوبارا

چھنا تھا مدائن میں پھر کربلا میں
لُٹا شہربانو کا گوہر دوبارا

ہوئے قتل اکبرؑ تو شہؑ بولے رو کر
ہوا ہے فراقِ پیمبرؐ دوبارا

کہا والدہ نے یہ مرنے کی جلدی
نہ ہچکی بھی لی تم نے اکبرؑ دوبارا

لیا نام زینبؑ کا اکبرؑ نے پہلے
کہا مرتے دم منہ سے مادر دوبارا

رِدائیں جو شیریں نے دیں شمر بولا
کہ چھینو اسیروں کی چادر دوبارا
اُجاڑا تھا اے چرخ کس طرح تو نے
بسا جو نہ سادات کا گھر دوبارا
دبیر ایک خوبی طبیعت کی یہ ہے
کہ ثابت کیا جا بجا ہر دوبارا

مرزا سلامت علی دبیرؔ

(۳) بچّہ رہ گیا

ہو گیا ٹھنڈا علم دریا پہ لاشہ رہ گیا
بعدِ عباسؑ اب سپاہِ شام میں کیا رہ گیا
انتظارِ موت میں ہیں شاہِ دیں ہنگامِ عصر
کیا کریں اب زندگی کا کیا سہارا رہ گیا
توڑ کر دوں کو پہونچی عرش تک آہِ حسینؑ
تیر کھا کر باپ کے ہاتھوں پہ بچہ رہ گیا
اُٹھ گئے پیاسے حسینؑ اور سامنے بہتی تھی نہر
اب تو پانی پر قیامت تک یہ دھبہ رہ گیا
فاطمہؑ کی بیٹیاں تھیں اس طرح بعدِ حسینؑ
چادریں لُوٹی گئیں بالوں کا پردہ رہ گیا

رہ گیا نامِ وفا باقی علم بردار سے
کر کے قبضہ نہر پر وہ شیر پیاسا رہ گیا

ماتمِ عباسؑ نے توڑی کمرِ شبیرؑ کی
ہو کے خم روزِ دہم وہ ماہِ زہراؑ رہ گیا

مل کے اعدا نے بہایا خونِ سقائے حرم
اس طرف خیمے میں ہر بچہ تڑپتا رہ گیا

حسرتِ عباسؑ پر جاری نہ ہو کیوں اشکِ خوں
ہاتھ کوئی بھی نہ بہرِ دفعِ اعدا رہ گیا

ساتھ ہے ذکرِ علمدار اور بیتیانِ حسینؑ
دہر میں مشک و علم کا ایک قصہ رہ گیا

خنجرِ فولاد سے سوکھی رگیں کاٹی گئیں
خون کا مینھ آسمانوں سے برستا رہ گیا

بی بیوں کی چادریں، اطفال کے موتی چھنے
جب نہ خیمہ ہی رہا باقی تو پھر کیا رہ گیا

کس قدر بے رحم تھے اک بوند پانی کی نہ دی
اصغرؑ بے شیر پانی کو ترستا رہ گیا

ہو گیا خالی بھرا گھر فاطمہؑ کا دشت میں
سارے کنبے میں علیؑ کا ایک پوتا رہ گیا

مولانا احسن صاحب قبلہ

(۴) دُھوپ میں!

کھا رہے تھے زخم ہنس ہنس کر بہتّر دھوپ میں
کِھلتے جاتے تھے شہادت کے گُلِ تر دھوپ میں

دن کو پیدا ہے شبِ معراج کی نورانیت
اُڑ رہے ہیں گیسوئے مشکینِ اکبرؑ دھوپ میں

سختیوں سے اور بڑھتا تھا رُخِ مولا کا نور
دے رہا تھا رنگ زہرؑا کا گُلِ تر دھوپ میں

قبلِ منزل کب انھیں ہوتی ہے سایہ کی تلاش
راہِ حق والے لگا لیتے ہیں بستر دھوپ میں

کیوں کنیزوں کا نہ دھوکا اُن پہ ہو جو بیبیاں
کربلا سے شام تک جائیں کھلے سر دھوپ میں

ٹھنڈے ٹھنڈے خلد میں پہنچے رفیقانِ حسینؑ
سایۂ طوبیٰ مِلا دو گام چل کر دھوپ میں

ناصرِ شہؑ کہتے تھے کر دو سرِ تسلیم خم
داورِ صبر و رضا ہے جلوہ گستر دھوپ میں

چاندنی میداں میں پھیلی گھٹ گئی زردی مہر
جب چڑھے گھوڑے پہ عباسؑ دلاور دھوپ میں

پنے سائے میں لوائے حمد لے لیگا ضرور
حشر کے دن رہ نہیں سکتا ہے جوہر دھوپ میں

مولانا محمد مصطفےٰ صاحب قبلہ جوہر

۵ میت پہ بھی جو رو نہ سکا!

جوان بیٹے کو ہاتھوں سے کوئی کھو نہ سکا
بجز حسینؑ کسی سے یہ کام ہو نہ سکا
تمام عمر میں روؤں گا اُس کی غربت پر
غریب باپ کی میت پہ بھی جو رو نہ سکا
بھرا تھا چُلّو میں پینے میں دیر ہی کیا تھی
وفائے حضرتِ عباسؑ سے یہ ہو نہ سکا
تمام رات تڑپتے ہوئے کٹی میری
کہیں حسینؑ کا تھا تذکرہ میں سو نہ سکا
الٰہی ظلم کی حد ہو گئی معاذ اللہ
پسر کا خون بھی چہرے سے باپ دھو نہ سکا
عجیب رات تھی دنیا میں وہ شبِ عاشور
خیامِ شاہؑ میں بچہ بھی کوئی سو نہ سکا
اٹھوں گا قبر سے روتا ہوا خدا کی قسم
مرے حسینؑ میں جی بھر کے تجھ کو رو نہ سکا

خیال آگیا اصغرؑ کی تشنہ کامی کا
میں آبِ چشمۂ کوثر سے ہاتھ دھو نہ سکا
شہیدؔ اشکِ ندامت کی ہے یہ کوتاہی
کہ اپنے نامۂ اعمال کو میں دھو نہ سکا

نواب شہید یار جنگ بہادر شہیدؔ

⑥ پریشان حسینا

اے نورِ نظرِ فاطمہؑ کی جان حسینا
ماں آئی ہے باحالِ پریشان حسینا
کیا گذری مرے بچے پہ کچھ میں بھی سنوں تو
کس نے مرا گھر کر دیا ویرانِ حسینا
میں دیکھ چکوں تم کو تو غش کیجیو بیٹا
رہ جائے نہ مادر کو یہ ارمان حسینا
منہ رکھ کے مرے منہ پہ کلیجہ سے لپٹ جا
پڑھ کر تو سنا کچھ مجھے قرآن حسینا
زینبؑ کہاں، کلثومؑ کہاں دخترِ دلگیر
زندہ ہیں یا وہ ہوگئیں بے جان حسینا
بھوکے رہے، پیاسے رہے، گھر ہوگیا سب صاف
کیا اُمت حد کے ہوئے مہمان حسینا

سر سجدے میں، گردن پہ رواں خنجرِ فولاد
اس یادِ الٰہی کے میں قربان حُسینا
کیا صبر کیا تو نے خدا کی قسم اے جان
اس وقت ترا رب ہے ثنا خوان حُسینا
ذاکر ہو متینؔ دفن ہو گر کرب و بلا میں
کیا چیز ہے پھر روضۂ رضوان حُسینا

جنابِ متینؔ

(۷) دربار میں

دخترِ شیرِ خدا جاتی ہے دربار میں
بنتِ شہِ دوسرا جاتی ہے دربار میں
مومنوں گوھر چھنا رسی میں بازو بندھا
خواہرِ شاہِ ہُدا جاتی ہے دربار میں
کرسیوں پہ اہلِ شر تشت میں حضرتؑ کا سر
عترتِ شیرِ خدا جاتی ہے دربار میں
کرتی ہے زینبؑ یہ بَین اے مرے بھائی حسینؑ
آلِ رسولِ خدا جاتی ہے دربار میں
تھے یہ سکینہؑ کے بَین اے مرے بابا حسینؑ
آپ کی یہ دل رُبا جاتی ہے دربار میں

آگے شہیدوں کے سر پیچھے حرم ننگے سر
بانوئے شاہِ ہُدیٰ جاتی ہے دربار میں
پیادہ ہے آلِ عبا گھوڑوں پہ ہیں اشقیاء
آلِ رسولِؐ خدا جاتی ہے دربار میں
روک لے شوکتؔ قلم روتے ہیں اہلِ حرم
آہ و بُکا کی صدا جاتی ہے دربار میں

جنابِ شوکتؔ

(۸) مصیبت پیاسے کی

پیری میں اُٹھائی لاشِ جواں اللہ رے ہمت پیاسے کی
تا حشر نہ بھولے گی دنیا، یہ شانِ شجاعت پیاسے کی
اک روز زمانہ پائے گا، اک روز زمانہ دیکھے گا
ہر دل پہ حکومت پیاسے کی ہر اشک میں صوت پیاسے کی
جب ماہِ محرّم آئے گا، کونین پہ غم چھا جائے گا
تا حشر زمانہ روئے گا، سُن سُن کے مصیبت پیاسے کی
جو فخرِ عبادت بن جائے معبود بھی جس پر ناز کرے
عاشور کو تھی زیرِ خنجر وہ شانِ عبادت پیاسے کی
جو پیاس پہ تشنہ کی روتے ہیں جو جان کو اپنی کھوتے ہیں
لے جائے گی ان کو کوثر پر اک روز محبت پیاسے کی

عباسؑ کی تھی یہ شانِ وفا، دریا لیا اور پانی نہ پیا
موجوں نے بہت پہلو بدلے بدلی نہیں فطرت پیاسے کی
یہ سوچ کے دل خوں روتا ہے اس درد سے عالم روتا ہے
چھلکا کرے دریا میں پانی ہو جائے شہادت پیاسے کی
پتھر پہ پڑے تو گل جائے پانی پہ پڑے تو جل جائے
دنیا پہ پڑے تو مٹ جائے ایسی ہے مصیبت پیاسے کی
تھیں فاطمہؑ زہرا خاک بسر اور چاک گریباں پیغمبرؐ
کوثر میں تڑپتی تھیں موجیں ہوتی تھی شہادت پیاسے کی
نیزے پہ بھی سوکھے ہونٹوں سے پیغامِ خدا دنیا کو دیئے
دنیا سے جدا تھی اے شارب یہ شانِ ہدایت پیاسے کی

جناب شارب لکھنوی

⑨ رخساروں پر

رحمتیں ہوں شبِ عاشور کے بیداروں پر
دن نکلتے ہی گلے رکھ دیئے تلواروں پر
جان و دل نذر کروں شہؑ کے وفاداروں پر
میرے ماں باپ فدا حق کے پرستاروں پر
کھل گیا راز یہ محشر میں گنہگاروں پر
بخششیں عام ہیں شبیرؑ کے غمخواروں پر

کس قدر ظلم ہوئے دین کے معماروں پر
آج بھی خوں کے نشاں باقی ہیں دیواروں پر

ظلم ڈھائے تھے محمدؐ کے جگر پاروں پر
قہرِ رب ٹوٹ پڑا شام کے غداروں پر

اے غمِ سبطِ رسولِؐ دو سرا زندہ باد
جان دیتے ہیں مسیحا ترے بیماروں پر

صبح دم داخلِ فردوس ہوا حُرِؑ جری
رات بھر کروٹیں لیتا رہا انگاروں پر

جنگ عباسؑ کی دیکھی تو یہ ہاتف نے کہا
دین کو ناز ہے ایسے ہی علمداروں پر

تیغِ شبیرؑ نے اعداء کا عجب حال کیا
سر ہوا ہو گئے تن رہ گئے رہواروں پر

عابدِؑ خستہ جگر، آلِ نبیؐ کے گلفام
منزلوں دشتِ مصیبت میں چلے خاروں پر

بیڑیاں پاؤں میں عابدؑ کے ہیں گردن میں ہے طوق
ظلم ایسا بھی کہیں دیکھا ہے بیماروں پر

ہائے جس وقت سکینہؑ کا ہوا دم آخر
تھے طمانچوں کے نشاں پھول سے رخساروں پر

ذکرِ حق، یادِ نبیؐ، حُبِّ علیؑ، عشقِ حسینؑ
اے ثمرؔ ہے مرا ایمان انہی چاروں پر

(۱۰) کیا ہوگا

جناب ثمرؔ ہوشنگ آبادی

چھدا جو تیرے ننھّا گلا تو کیا ہوگا
تڑپ کے ہاتھوں پہ بچہّ ہنسا تو کیا ہوگا
رباب تھام کے دل رہ نہ جائے اے ظالم
بھڑکتے شعلوں میں جھولا جلا تو کیا ہوگا
حسینؑ قاسمؑ گلگوں قبا کا یہ شملا
لہو میں سُرخ اگر ہوگیا تو کیا ہوگا
حسینؑ دے دو تسلی ذرا سکینہؑ کو
پلٹ کے آنہ سکے گر چچا تو کیا ہوگا
ضائے جنگ تو اکبرؑ کو تم نے دی زینبؑ
سناں کی نذر کلیجہ ہوا تو کیا ہوگا
کہا یہ عونؑ و محمدؑ سے بنتِ زہراؑ نے
حسینؑ پر نہ ہوئے تم فدا تو کیا ہوگا
پنہا رہے ہو کسے بیڑیاں ذرا سوچو
مریض راہ میں گر گر گیا تو کیا ہوگا

نہ کھلنے پائیں کہیں بال بنتِ زہراؑ کے
زمانہ گر متزلزل ہوا تو کیا ہوگا

چراغِ خانۂ کعبہ بجھا نہ شمرِ لعیں
اندھیرا خلق میں گر چھا گیا تو کیا ہوگا

چراغِ اشک غمِ شاہِ دیں میں روشن کر
اگر لحد میں اندھیرا ہوا تو کیا ہوگا

مدد کو آؤ سکینہؑ کا واسطہ عباسؑ
یہ دل جو نذرِ غمِ جاں ہوا تو کیا ہوگا

دعائیں دیتی ہیں زہراؑ تم ہی کو اہلِ عزا
دعا کا حق نہ ادا ہو سکا تو کیا ہوگا

ہے اشتیاق میں ہونٹوں پہ سرفرازؔ کی جاں
وہ کربلا نہ بلا یا گیا تو کیا ہوگا

جناب حسن علی سرفراز

(۱۱) اُٹھتے بیٹھتے

آہ کرتے سیدِ سجادؑ اُٹھتے بیٹھتے
دل میں آتی جب پدر کی یاد اُٹھتے بیٹھتے

اُٹھ کے خود زہراؑ کو مسند پر بٹھاتے تھے نبیؐ
یہ مرا ٹکڑا ہے، تھا ارشاد اُٹھتے بیٹھتے

ہو کے عاجز ظلمِ امّت سے پدر کی قبر پر
آگئی زہرؑا پئے فریاد اُٹھتے بیٹھتے

زخمی مسلمؑ آئے یوں افتان وخیزاں بام پر
لب پہ تھی سلطانِ دیں کی یاد اٹھتے بیٹھتے

جلتی ریتی پر نمازِ عصر پڑھتے ہیں حسینؑ
چُبھ رہے ہیں تیر لا تعداد اٹھتے بیٹھتے

گرتے پڑتے لاشِ اکبرؑ پر حسینؑ آ ہی گئے
پہنچی زینبؑ بھی پئے امداد اٹھتے بیٹھتے

ہائے سرور گر کے گھوڑے سے سنبھل سکتے نہیں
برچھیوں کی شہؑ پہ ہے بیداد اٹھتے بیٹھتے

خالی جُھولا اور اصغرؑ کا شلوکہ دیکھ کر
سر پٹکتی بانوئے ناشاد اُٹھتے بیٹھتے

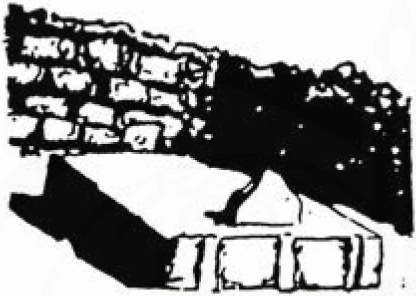
استغاثہ باپ کا سنتے ہی نصرت کے لئے
تیغ لے کر چل پڑے سجّادؑ اُٹھتے بیٹھتے

بیڑیاں ہیں پائے عابدؑ میں گلے میں طوق ہے
تازیانوں کی بھی ہے بیداد اُٹھتے بیٹھتے

بولے مولا اس کو جنّت دو یہ ہے میرا محبّ
یہ کیا کرتا تھا مجھ کو یاد اُٹھتے بیٹھتے

ڈاکٹر شجاعت علی راہیؔ محبّ حیدر

فاطمۃ بضعۃ منی حدیث رسول



فاطمۂ زہراؑ کا روضہ آج بھی ویران ہے
آتشِ غم سے ہر اک مومن کا دل بریان ہے

کِس طرح دوزخ سے پیغمبر چھڑائیں گے تجھے
کیوں نہیں کوشاں ہے تُو کیسا ترا ایمان ہے

توپ کے گولوں سے اب کیوں کر دیا ویراں مزار
ظلم ڈھانے کا ابھی باقی کوئی ارمان ہے

مطبوعہ انجمن پریس - کراچی